

ع ٢٥ — د ٢٦

حقایق المذہب — مسلمانون کی قسمت

مطبوعہ — مطبوعہ

صـ — صـ ١٦١

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حقائق المذاہب

تاریخ اسلام کا آغاز اوس الہامی اور نورانی ہستی سے ہے جسکا ظہور عرب مین ہوا تھا تاریخ عرب کے دو حصے ہوسکتے ہین ایک زمانہ جاہلیت سے متعلق اور دوسرا اسلام سے تعلق رکھتا ہے کسی مورخ کو اسلام کی وقعت اور عظمت اور پیغمبر اسلام کی الہامی اور قدرتی تعلیم کی تاثیر اور صداقت اور اوسکی خوبی اور عمدگی دریافت نہین ہوسکتی جبتک کہ وہ تاریخ کے دونون حصون کو مقابلہ کرکے نتائج پیدا نہ کرے۔ قدیم زمانہ مین تاریخ مجموعہ واقعات کا نام تھا اور واقعات کی تنقید اور تنقیح کے واسطے اصول جیسے کہ چاہیئے مرتب اور مکمل نہ تھے مسلمان مورخون مین اول ابن خلدون مغربی ہے جسنے کہ اِس خاص مقصد کی تکمیل کیواسطے ایک مجلد موسوم بہ مقدمات ابن خلدون مرتب کرکے ماہرین فنِ تاریخ پر بڑا احسان کیا ہے مگر جیسا کہ اوس فاضل مورخ کا خیال ہے کہ تاریخ سے عام وخاص دونون کو لطف حاصل ہوسکتا ہے اوسکی صداقت اسطرح پر ہوسکتی ہے کہ واقعاتی مجموعہ سے عام کو لطف حاصل ہوتا ہے اور جب خاص ادان واقعات پر غور کرکے اور اپنی قابلیت اور لیاقت اور روشن دماغی سے نتائج پیدا کرکے رائے قائم کرتے ہین تو ماہرین فن تاریخ مین اونکا مرتبہ اور اونکی لیاقت قابل تعریف قرار پاسکتی ہے اور کہ تاریخ سے اونکو زیادہ تر لطف حاصل ہوتا ہے۔

تاریخی واقعات کی جانچ کے واسطے جو اصول اور قواعد ابن خلدون نے قرار دیئے ہین اونکے علاوہ اور بھی اصول مرتب ہوسکتے ہین مثلاً اقوام عالم کے حالات کی تنقیح اور تنقید محض اقوال سے نکرنا چاہیئے بلکہ اونکے افعال اور اعمال سے ضروری اور لابدی ہے یعنے انسانی جماعتون مین

کسی کے محاسن اوسوقت تک لائق لحاظ اور قابل تعریف نہین ہو سکتے جبتک کہ عملی ثبوت نہو علی ہذا کسی جماعت کے تبایج ہم دریافت نہین کر سکتے تاوقتیکہ معیار عمل پر اوسکی آزمائش نہو گئی ہو۔ یہ قاعدہ واقعات کی جانچ کے واسطے نہایت عمدہ ہے اور ہمنے بروقت تالیف اور تصنیف اسپر بخوبی لحاظ رکھا ہے۔

دوسرا طریقہ حالات کی جانچ اور تصدیق کا کتاب ہذا مین یہ رکھا گیا ہے کہ خطبات اور خطوط اور آثارات اور کتبون پر لحاظ کیا گیا ہے اور یہ طریقہ اسواسطے اختیار کیا گیا کہ راویون کے بیان کیئے ہوئے واقعات کی تکذیب اور تصدیق ہو مثلاً جن واقعات کی نسبت مورخین نے راویون کے اعتبار پر اختلاف کیا ہے اوس اختلاف کے دور کرنے کے واسطے خطوط اور خطبات وغیرہ پر غور کرنا چاہیئے اور جب اسطرح پر اس قاعدہ پر عمل کیا جائیگا تو واقعات کی تکذیب اور تصدیق بخوبی ظاہر ہو جائیگی۔

عرب مین مختلف قبائل کیوجہ سے زمانہ جاہلیت مین اختلاف اور تفرقہ پیدا تھا قبائل عرب کے اختلافات ملکی اغراض اور دنیوی خواہشات کے متعلق تھے اوس زمانے مین عربون کا دین اور مذہب بت پرستی تھا اور الہامی دین سے اونکو کچھ واسطہ نہ تھا جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تو عرب اوسکی الہامی تعلیم سے فیضیاب ہوے۔ مگر اسلام کی یہ خوبی قابل قدر ہے کہ پیغمبر اسلام کی رسالت کی نسبت نہ آپ کی حیات مین اختلاف تھا اور نہ بعد وفات کے جبکہ مذہبی تفرقہ ہوا کسی قسم کا اختلاف کیا گیا کل اسلامی فرقہ رسول معظم کی رسالت کی نسبت متفق تھے اور ہین۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمانون مین جس سبب سے تفریق مذہبی پیدا ہوئی وہ قضیہ خلافت ہے اور بعد رسول خلافت کا ہونا ایک امر ضروری تسلیم کیا گیا تھا مگر اوس اختلاف اور تفرقہ کے مٹا دینے مین ہر شخص مجبور تھا۔ غیر ممکن تھا کہ مختلف قبائل عرب کے حالات اور واقعات کے لحاظ سے ہر قبیلہ سے ایک سر گروہ نفاذ احکام

خلافت کیواسطے منتخب کیا جاتا اور جبکہ یہ حالت قدرتی طور پر تھی تو جس قبیلہ کی اس ورثہ پر خلافت منتقل ہوتی تھی وہی سبب تفرقہ اور اختلاف دیگر قبائل کا تھا۔ اس سبب کا ظہور اول اور دوم خلافت کے زمانہ مین بھی تھا اور سوم اور چہارم خلافت کے زمانہ مین تو اوسکا ظہور ایسے طریق سے ہو گیا تھا کہ اوس سے کسی مورخ کو انکار کا موقع نہین مل سکتا۔ اس تفرقہ کی نسبت ہمنے اپنی کتاب مین بحث کی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ سُنی اور شیعہ کا ظہور کس زمانے سے ہوا ہے۔ یہ تفرقہ خلافت کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اور ابتدا مین انھین دونون فرقون کا ظہور ہوا تھا پھر اسی قضیہ خلافت سے خارجی پیدا ہو گئے اور یہ خارجی فرقہ اوس خلافت اور امامت کو تسلیم نہین کرتا جسکو شیعون نے تسلیم کیا تھا۔ ہمارے نزدیک یہ فرقہ سُنی کی ایک شاخ معلوم ہوتا ہے کیونکہ شیعون کے اعتقاد کے خلاف پہلی اور دوسری خلافت کا تصدیق اور تسلیم کرنیوالا ہے اور بعد اوسکے اس فرقے نے ہر خلافت سے انکار کر دیا تھا یعنے خارجی نہ سُنی رہے اور نہ شیعہ تیسرا فرقہ اسلام مین ہو گیا۔ ان ہر سہ فرقون سے اور متعدد اور مختلف فرقے پیدا ہو گئے اور ہوتے رہین گے۔ مثلاً شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ حنفی۔ اور وہابی ہرچند کہ اہل سنت وجماعت کی تفریقی شاخون مین ہین مگر فقہی مسائل کے اختلافات کی وجہ سے انکا شمار فقہی فرقون مین ہو سکتا ہے۔ نہ کہ خلافتی فرقون مین۔ خلافت کے متعلق اونکا خیال اور اعتقاد متحد ہے۔ برخلاف اسکے شیعون کے فرقون مین دربارۂ امامت ایسا اختلاف ہے کہ بجز امامیہ مذہب کے تسلیم کرنے والے فرقہ کے کہ وہ ائمہ اثنا عشر کا معتقد ہے اور فرقے ایسے ہین کہ اونھون نے بعض ائمہ طاہرین سے انکار کر رکھا ہے۔ خارجیون مین بھی مختلف فرقے ہو گئے ہین بجز ایک فرقے کے کہ اوسنے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت اور امامت کو تسلیم کیا اور کل خارجی فرقون کا وہی خیال ہے جو تفریق کے زمانے مین امامت کی نسبت ہو گیا تھا۔ جن فرقون نے کہ حدیث اور قرآن مجید کی معانی مین اختلاف کیا ہے اون سے فقہی فرقے مراد ہین۔ جبکہ مسلمانون کا گروہ عظیم الشان گروہ ہو گیا تھا۔ تو اسلامی امت مین متعدد فرقون کا ہونا ضروری تھا اور یہ ہر امت مین جب کثیر التعداد مختلف الطبائع اقوام

کی شرکت ہوجاتی ہے تو بہ اعتبار ملکی آب وہوا اور بخیال اختلاف طبائع اور امزجہ ایسے فرقون کا ظہور ضروری اور لابدی ہوتا ہے۔

اس زمانے مین جبکہ دُنیا کے ہر مذہب کی بنسبت سرگرمی کے ساتھ بحث ومباحثہ جاری ہے اور یہ زمانہ عقلی اور دماغی ترقی کا ہے تو اسمین ایک ایسی کتاب کی اشاعت ضرور تھی جس سے کہ ہر فرقہ اسلام کے حالات تاریخی دریافت ہوجائین خاصکر دُنیا کے دو عظیم فرقون سُنی وشیعہ کے حالات کتاب ہذا مین مفصل ومشرح درج کیے گئے ہین۔

معتبر اور مستند تاریخون سے صرف واقعات ماخوذ کیے گئے ہین۔ مثلاً تاریخ طبری۔ اعثم کوفی۔ ناسخ التواریخ۔ تاریخ حقائق الکلام فی تاریخ اسلام۔ تاریخ ایران مرتبہ ملکم صاحب۔ تاریخ ہند جلد دوم مؤلفہ الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی۔ تاریخ خافی خان۔ تاریخ الخلفاء اردو۔ تاریخ چین مصنفہ میجر کاکرن۔ تاریخ فرشتہ۔ تاریخ عاقل خان۔ روضۃ الصفاء۔ روضۃ الاحباب وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ان کے دو جدید کتابون سے اعانت لیگئی ہے جنمین سے ایک کتاب جامع الاحکام فی فقہ الاسلام ہے جسکو جناب مولانا مولوی **سید امیر علیخان صاحب** بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ نے تالیف کیا ہے۔ مولوی صاحب ممدوح انگریزی اور عربی زبان کے نہایت نامور عالم ہین اور اونھون نے جس عالمانہ لیاقت اور فاضلانہ قابلیت سے اپنی کتاب کا مقدمہ لکھا ہے وہ درحقیقت قابل داد اور لائق صاد ہے۔ دوسری کتاب خمسہ اقبالیہ ہے جسکو مولوی **سید اقبال علی صاحب** نے تالیف کیا ہے اسمین ائمہ اطہار کے حالات نہایت شرح وبسط سے لکھے گئے ہین۔ اس کتاب کی تصنیف کے وقت ہمنے اس بات کی پابندی کی ہے کہ بالکل تعصب مذہبی کو دخل نہین دیا ہے صرف تاریخی حالات پر اکتفا کیا ہے۔ اُمید ہے کہ جب اس کتاب کے پڑھنے والے اسکو پڑھین گے تو اسکی قدر کرینگے فقط

سید محمد حسین اغلب
قصبہ موہان۔ ضلع اونام (اودھ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقائق المذاہب

باب اول

حالات اجداد حضرت پیغمبر آخر الزمان اور آئمہ اطہار علیہم السلام ہین عربون

مین اسلام کا نشو ونما ہوا اور بعد غروب آفتاب رسالت امت اسلامیہ مین تفرقہ مذہبی و
ملکی پیدا ہوا وہ عرب آل اسمٰعیل مین داخل تھے مگر جو شرف خاندانی اور فضیلت پیغمبر کے
خاندان کو حاصل تھی اسمین کسی دوسرے کا حصہ نہ تھا بالتخصیص نور رسالت کے متعلق
جو فخر اور افتخار آپکو اور آپکے اجداد معظم کو ہوا اُسمین تو کوئی بھی شریک اور سہیم نہ تھا
بہ لحاظ جلالت خاندانی اور شرافت دودمانی بنی ہاشم آپ ہی کے خاندان مین شامل
ہین آل ہاشم مین ایک بنی عباس کو ملکی اقتدار حاصل ہوا تھا اور آل ابیطالب
مین مذہبی تقدس اور تورع اور علم وفضل ایسا بڑھا ہوا تھا جیسے کہ بنی عباس مین
ملکی اقتدار چنانچہ کتاب ہذا سے یہ مقصود رکھا گیا ہے کہ شیعون کا آغاز کیا تھا اور مذہب

شیعہ کی پیدائش کا سرچشمہ کون ہی تو یہ ضروری ہوا کہ جن آئمہ اطہار اور اہلبیت طاہرین
سے شیعون کو مذہبی تعلیم حاصل ہوئی اُنکا شرف خاندانی بیان کیا جائے۔ اور
ظاہر کیا جائے کہ پیغمبر کے اجداد کا زمانہ سلف مین کیا بزرگ مرتبہ عرب مین تھا اور
نور رسالت کی برکت سے کیسے معجزات ظاہر ہوے پیغمبر کے اجداد سے عدنان کا
تذکرہ اور عدنان کی اولاد کی سرگذشت یکے بعد دیگرے جیسی عمدگی اور لطافت سے
ناسخ التواریخ مین بیان ہی اُسی سے ترجمہ کیا گیا ہی۔

تذکرہ عدنان عدنان کے باپ کا نام اُدد تھا اور مان کا نام بلہا اُنکا نسب
یعرب بن قحطان تک پہونچتا ہی جبکہ وہ لڑکے تھے تو اُنکے چہرے سے آثار بزرگی اور
شجاعت پیدا تھے اُس زمانہ کے کاہنون اور منجمون نے پیشین گوئی کی تھی کہ اُنکی
نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا جن وانس کو اپنا مطیع کرلیگا اِس لحاظ سے بکثرت
اُس زمانہ کے لوگ اُنکے دشمن تھے ایک وقت ایسا گذرا کہ وہ شام کے بیابان
مین جارہے تھے اور اَسّی سوار اُنکو تنہا پاکر اُنکے پکڑنے کے واسطے دوڑے
اُنھون نے اپنا گھوڑا بڑہایا اور سب سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ اُنکا گھوڑا مارڈالا گیا
مگر وہ پیادہ ہوکر اُس جماعت سے لڑتے رہے اور لڑتے لڑتے ایک پہاڑ کے دامن مین آگئے
اور دشمنون نے اُنکا تعاقب کیا اور حملہ کیا اور اپنے گھوڑے دوڑاتے رہے یکایک اُس
پہاڑ سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور عدنان کا گریبان پکڑکر پہاڑ پر کھینچ لیا اور ایک دہشت ناک
آواز پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اُس آواز سے عدنان کے دشمنون کی روح قبض
ہوگئی اور یہ ایک معجزہ پیغمبر آخرالزمان کا تھا جبکہ عدنان سن بلوغ اور تمیز کو پہونچے
وہ مہتر عرب اور سید سلسلہ اور قبیلہ کے قبلہ ہوئے یہانتک کہ باشندگان بطحا وسکان

یثرب وقبائل صحرا اونکے حکم کے مطیع ہوگئے یہ زمانہ بخت نصر کی اولوالعزمیون کا تھا
اوسنے بعد فتح بیت المقدس کے ارادہ مصمم تسخیر بلاد و اقوام عرب کا کیا جب عذنان
نے اوسکے ارادہ کی خبر پائی تو اونہون نے اپنا ایک قاصد قبائل عرب یعنے بنی
قحطان بن عابر و بنی جرہم بن یقطان کے پاس بہیجا اون قبیلون سے جسقدر مرد
جنگ آزمودہ تھے طلب کیا یہ قبائل مکہ معظمہ مین سکونت رکھتے تھے اسطرحسے
ایک بڑی فوج عذنان کے پاس جمع ہوگئی اور عرب کے قبیلون نے بہی کثیر تعداد
آدمیونکی اُنکے پاس جمع کردی تہی پس ایک لشکر قہار اُنہون نے آراستہ کیا اور بخت نصر
سے چھیڑ دی مگر بعد ایک بڑی جنگ اور کشت و خون کے بخت نصر فتحیاب ہوا اور
عرب کے لشکر کو زک ملی اور بہت سے آدمی قتل ہوئے عذنان سلامتی کے ساتھ
نکل گئے اور شام کے قرب و جوار مین اونہون نے آرام پایا اور دوسری مرتبہ پھر
اونہون نے جنگ کے واسطے اپنا لشکر آراستہ کیا اور بھاگے ہوے سپاہیون اور
منتشر آدمیون کو جمع کرلیا اور بخت نصر سے دوبارہ جنگ و جدل شروع کی اس مرتبہ
اونکی فوج نے بڑی بہادری اور دلیری سے جنگ کی اور نہایت درجہ کوشش
اونکی جانب سے عمل مین آئی مگر فتحیاب نہوئے اونکے بہت سے آدمی مارے گئے
اور پھر اونکو طاقت مقابلہ کی نرہی اُنکے باقیماندہ سپاہی ہر طرف بھاگ گئے اور
عذنان کا یہ حال ہوا کہ وہ مع اپنے لڑکون کے یمن مین چلے گئے اوسکو اپنا وطن
کرلیا یہانتک کہ اُسی جگہ اونکا انتقال ہوگیا اونکے دس لڑکے تھے اول مُعد دوسرے
عک - تیسرے رب - چوتھے ضحاک - پانچوین مذہب - چھٹے عدن - کہ شہر عدن
جو بحر یمن کے ساحل پر واقع ہے اونہین سے منسوب ہو ساتوین نعمان - آٹھوین ادہیہ

نوین اودہم - دسوین غنی - عک بن عذنان نے دختر اشعر بن نبت بن اُدد بن زید بن
ہمیسع بن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا کے ساتھ عقد کیا تھا اور
اسی قرابت کی وجہ سے وہ قبیلہ اشعریون مین رہے تھے اور اُسی مین اُنکا انتقال ہوا تھا
دوسری اولاد عذنان کی یمن مین رہی عذنان بزرگوار پیغمبر آخر الزمان سے ہین اور پیغمبر
اسلام کے نسب شریف مین عذنان تک کوئی اختلاف نہین ہی جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ نے خود فرمایا ہی کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ مِنْ عَلٰی مَا فَوْقَ عَذْنَان
عذنان کے بعد وہ نور روشن جو اُنکی جبین مبارک سے درخشان تھا اُنکے فرزند
مُعد کی طلعت سے طالع ہوا اور یہ نور ہمایون پیغمبر آخر الزمان کے ثبوت وجود کے
واسطے دلیل روشن تھا کہ ایک صُلب سے دوسرے صُلب مین انتقال کرتا رہا تھا
جبکہ وہ نور پاک معد مین آیا بخت نصر کا انتقال ہو چکا تھا اور خلائق کو اُسکے شر و ظلم سے
امن ملگیا تھا آرمیا اور باروخ علیہم السلام نے ایک شخص کو واسطے طلب مُعد کے
بھیجا اور اُنکو عرب کے قبائل مین لا کر داخل کیا - مُعد کی کنیت ابو قضاعہ تھی وہ بڑے
زور آور تھے اور حسن و جمال مین شہرۂ آفاق اپنے باپ کی وفات کے بعد مُعد یمن سے
نجران مین آئے اور نجران مین افعی جرہمی سے کہ کہانت مین اُنکا شہرہ تھا ملاقات
کی اور صداقت اور راستبازی کے ساتھ زمانہ دراز تک اتحاد رہا نجران مین افعی
جرہمی کا مکان مرجع و مطاف اکابرین کا تھا جس وقت آرمیا اور باروخ علیہم السلام نے
معد کو طلب کیا تھا وہ افعی سے رخصت ہو کر عرب کے قبائل مین آ گئے تھے و قبیلون کے
سردار ہو گئے تھے اُنکے چار لڑکے تھے ایک قضاعہ دوسرے نزار - تیسرے قنص -
چوتھے ایاد مُعد کے لڑکے شجاع اور بہادر تھے اُنھون نے ایک مرتبہ لشکر مرتب کرکے

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا - اس حملہ مین مال و اسباب حاصل کیا اور بنی اسرائیل کو
اسیر کیا تھا اُنھون نے بنی اسرائیل سے بازار جنگ وجدل گرم کیا تھا اور اکثر اوقات
فتح و نصرت حاصل کی تھی یہانتک کہ وہ تنگ و مجبور ہو گئے اور آرمیا اور عزرا اور
دیگر پیغمبرون کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُنسے استدعا کی کہ اولاد معد کے حق مین
دعاے بد کرین کہ خداوند تعالیٰ اُنسے اپنی زمین کو پاک کرے - اُن پیغمبرون نے
دعاے بد کا ارادہ کیا مگر پیشگاہ خداوند تعالےٰ سے آواز آئی کہ اپنے لب بند رکھین
کہ پشت معد سے ایک شخص ظاہر ہو گا کہ مینے اس جہان کو اُسی کے واسطے پیدا کیا ہی
اس خطاب کے پہونچتے ہی انبیا علیہم السلام نے سکوت اختیار فرمایا اب معد کا
انتقال ہوگیا - اور وہ نور مبین جبین نزار سے ہویدا ہوا اور نزار بن معد رئیس قوم
اور سردار قبیلہ ہوئے نزار کی والدہ ماجدہ معازہ نبت جولیس بن عدی تھین اور اُنکا
نسب قبیلہ جرہم تک پہونچتا ہی نزار کی کنیت ابو ربیعہ ہی جس زمانہ مین کہ نزار متولد ہوئے
وہ نور پاک کہ اُنکی جبین مین تھا جس سے معلوم تھا کہ پیغمبر آخر الزمان اُنکی نسل سے ہین
معد نے ہزار اونٹ راہ خدا مین قربانی کیے لوگون نے کہا کہ تم اپنے مال کو ضائع کرتے ہو
معد نے جواب دیا کہ ابھی کم ہین اور لفظ نزار بمعنی اندک ہی لہذا وہ لڑکا موسوم بہ نزار
ہوا جبکہ نزار حد بلوغ کو پہونچے اور بعد اپنے باپ کے عرب کے سردار ہوئے تو
اُنسے چار لڑکے پیدا ہوئے ایک ربیعہ - دوسرے انمار - تیسرے نصر - چوتھے ایاد
نصر کا شمار اجداد پیغمبر مین ہی جبکہ نزار کا وقت رحلت قریب آیا تو وہ مع اپنے
صاحبزادون کے بادیہ سے مکہ معظمہ مین چلے آئے اور جبکہ صحت سے مایوس ہوئے
اُنھون نے اپنے لڑکون کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا اور اُنپر مال تقسیم کیا ایک خیمہ کہ

ادیم سُرخ کا تھا اور کسیقدر زرِ سُرخ اور ایسی ہی اشیا کہ اُنکا رنگ سُرخ تھا نصر کو تفویض
کین اسی لحاظ سے اُنکو نصرۃ الحمرا کہتے ہین اور ایک گھوڑا سیاہ اور خیمہ سیاہ اور جو اشیا
کہ اسی کے مانند تھین ربیعہ کو عطا کین اسی جہت سے اُنکو ربیعہ الفرس کہتے ہین
اپنی بکریان اُنھون نے ایک بڈھے خادم کو دین اور بعض چیزین ایاد کے سپرد
کین ایک فرش سیاہ چرم کا اور دیگر آلات و اسباب مجلس انمار کے حصہ مین آیا اِس
تقسیم کے بعد نزار نے فرمایا کہ جب مین اِس جہان سے گذر جاؤن تو میرا باقی متروکہ
اِسطرح تقسیم کر لینا اور ایک دوسرے کو رنج نہ پہونچانا اور اگر درمیان تمھارے
کوئی قضیہ پیش آئے کہ اُسمین فیصلہ کی ضرورت ہو تو یہان سے نجران مین افعی جرہمی
کے پاس جانا کہ وہ میرے باپ مُعِد کے دوست صادق ہین اور کاہن اور عقیل
بھی ہین وہ ہرگز پسند نہ کرینگے کہ تم مین نفاق کو ترقی ہو وہ بخوبی فیصلہ کر دینگے
نزار کا انتقال ہو گیا اور چند دنون کے بعد تقسیم حصص کے وقت چارون بھائیون مین
قیل و قال کی نوبت آئی آخر کار سب نے حسب وصیت اپنے والد کے مکہ معظمہ سے
نجران کی جانب کوچ کیا اُنکو راہ مین ایک شتر سوار ملا اُس سے دریافت کیا کہ
کہان سے آتے ہو اُسنے جواب دیا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا ہی مین اُسکی جستجو کر رہا ہون
نصر نے کہا کہ تمھارے اونٹ کی چشم راست کور تھی اُسنے کہا کہ ہان ربیعہ نے کہا کہ تمھارے
اونٹ کا دست راست شل تھا اُسنے کہا ہان آیاد نے کہا کہ تمھارے اونٹ کی دُم بُریدہ تھی کہا ہان
انمار نے کہا کہ تمھارا اونٹ بھاگنے والا اور سرکش و شریر تھا کہا ہان دوسری مرتبہ نصر نے کہا کہ تمھارے اونٹ کے
ایک جانب روغن زیت کا بار تھا اور دوسری جانب شہد ربیعہ نے کہا کہ اُس بار پر کوئی عورت سوار تھی ایاد نے
پوچھا کہ وہ عورت حاملہ تھی انمار نے کہا کہ اُس اونٹ کا ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا اُس مرد نے اِن سب باتونکو سچ کہا

اُسوقت اُس سے کہا گیا کہ اسی راہ چلا جا وہ اونٹ تجھکو دستیاب ہوگا وہ تھوڑی دور چلا
مگر اونٹ کا سُراغ نہ لگا وہ فوراً واپس ہوا اور پھر نصر اور اُنکے بھائیون کے پاس حاضر
ہوا اور کہا کہ اُس اونٹ سے سوا آپ کے کوئی خبر نہین رکھتا اُنھون نے قسم کھائی
کہ ہمنے تمھارے اونٹ کو ہرگز نہین دیکھا ہو اُسنے کہا کہ مین ہرگز یقین نہین کرتا اور
نہ اِن باتون کو تسلیم کرتا ہون وہ شتر سوار تنہا تھا اور طاقت مقابلہ کی نہین رکھتا تھا
مجبوراً اُنکے ہمراہ نجران مین آیا نصر اور اُنکے بھائیون نے افعی جرہمی کے مکان مین
قیام کیا افعی جرہمی اُنکی خدمت مین گئے اور زحمت سفر اور مشقت راہ کا تذکرہ کیا
وہ مرد شتر سوار افعی جرہمی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نجران مین
رئیس بنی جرہم ہین اول میرا انصاف کرین اور پھر رسم مہمان نوازی مین مشغول
ہون اُسنے قصہ شتر گم شدہ اور ان بھائیون کی باتون کا ذکر کیا نصر اور اُنکے
بھائیون نے قسم کھائی کہ ہمنے ہرگز اِسکا اونٹ نہین دیکھا ہو افعی نے کہا کہ پھر یہ نشان
کہان سے تمھاری سمجھ مین آئے کہ اُس سے بیان کیے نصر نے کہا کہ مین نے اِسوجہ سے
اُسکی چشم راست کو کور بیان کیا تھا کہ راہ مین بطرف چپ چرا تھا اور جو گھاس بجانب
راست تھی اُسکو چھوڑ دیا تھا اور جب ایک جانب چیونٹی تھین اور دوسری جانب
مکھیان تو مین نے گمان کیا تھا کہ اوس اونٹ کے ایک جانب شہد اور دوسری جانب
روغن زیت ہوگا کیونکہ مور و مگس کو روغن زیت اور شہد سے تعلق ہو ربیعہ نے کہا
کہ مین نے اِس خیال سے کہا تھا کہ اُسکے اونٹ کا دست راست شل ہو کہ اُسکے
ہاتھ کی کشش کا اثر زمین پر تھا اور ایک عورت اُسکی پشت پر سوار ہو اُسکو مین
اِسوجہ سے سمجھا کہ ایک مقام پر پانوٗن کا نشان مین نے دیکھا اور اُس قدم کی

خاک کو اُٹھا کر سونگھا اُسی وقت میرا میلان خاطر عورتون کی جانب ہوا آیاد نے کہا
کہ مین نے اُسکو دُم بریدہ اِس لحاظ سے تصوّر کیا تھا کہ اونٹون کی عادت ہی کہ
وقت سرگین دُم ہلاتے ہین اور اپنی مینگنیون کو منتشر کرتے رہتے ہین مگر اُس
اونٹ کی سرگین ایک ہی جگہ جمع تھی یہ میرا کہنا اِس سبب سے تھا کہ وہ عورت حاملہ
تھی کہ جب وہ عورت پیادہ ہوگئی تھی وہ ہاتھون کے سہارے سے چلی تھی انگلیون
کے نشان زمین پر بنگئے تھے انمار نے کہا کہ رمیدگی اور سرکشی اِس اعتبار سے
مجھکو دریافت ہوئی کہ گنجان گھاس ہر جگہ باقی رہگئی تھی اُمنین سے تھوڑی چری ہوئی
تھی اور ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا یہ اِس سے معلوم ہوا کہ ہر دستہ گیاہ جو کہ وہان آلودہ
تھا بقدر ایک دانت گھاس چھوٹی ہوئی تھی جبکہ افعی نے یہ کلمات سماعت کیے
تو اُسکو اُنکی فہم و فراست پر نہایت ہی تعجب ہوا اُسنے اُس شتر سوار سے کہا کہ اب تم
اِنھین نشانات سے اپنے اونٹ کی جستجو کرو اور اُس جماعت کی نہایت ہی تعظیم و
تکریم کی اور اپنے خاص حجرہ مین اُنکو جگہ دی اور شام کے وقت نہایت پُرتکلف کھانا
ارسال کیا اور خود پوشیدہ دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا کہ اُنکی گفتگو سُنے اُسوقت
اولاد نزار نے جام خمر اُڑانا شروع کیے آیاد نے کہا کہ اِس شراب کے انگور کا قبرستان
مین نشو و نما ہوا ہی اور جسوقت کہ کباب کی نوبت پہونچی نصر نے کہا کہ گوشت اِس
بزغالہ کا شیر سگ مین پرورش پایا ہوا ہی ربیعہ نے کہا کہ افعی ہر چند کہ اپنے نسب کو
جرہم سے ملاتا ہی مگر باورچی کا پیدا کیا ہوا ہی انمار نے کہا کہ ہمارا فیصلہ ہر حال کر دیگا اور
تقسیم مال کی بخوبی عمل مین آویگی یہ سُنکر افعی کا چہرہ زرد ہو گیا اور سمجھا کہ یہ سب باتین
سچ معلوم ہوتی ہین اول وہ اپنی مان کے پاس آیا اور تلوار سے اُسکو خوف دلایا

یہانتک کہ حقیقت حال دریافت ہوگئی افعی نے شرابدار کو طلب کرکے کہاکہ یہ خمر کہان سے لایا تہا اُسنے کہاکہ فلان تاکستان سے جو فلان گورستان مین ہی اور کباب کا حال پوچھا دریافت ہوا کہ بکری جسکا یہ بزغالہ تھا اُسکو بھیڑیا لیگیا تہا اور اس بزغالہ کی پرورش شیرِ مادۂ سگ سے ہوئی تھی وہ میزبان فوراً اپنے مہمانون کے پاس آیا اور کہاکہ پھر اُن باتونکا اعادہ کرو کہ تمکو یہ راز کس طرح سے معلوم ہوے ایاد نے کہاکہ خمر کے استعمال سے سرور پیدا ہوتا ہی مگر اس خمر سے ہمکو سوائے ملال وغم کچھ نہ تھا اس سے سمجھ مین آیا کہ اسکا انگور گورستان سے لایا گیا تھا نصر نے کہاکہ کباب کھانے کے وقت ہم سب کتون کی طرح لقمہ لیجاتے تھے اور غضبناک حالت سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور جب ہمنے اچھی طرح سے دیکھا تو ہمکو معلوم ہوا کہ اُس بزغالہ کی پہلو کی ہڈی کُتّے کے پہلو کی ہڈی تھی اس سے ہمنے جانا تھا کہ اسنے مادہ سگ کے شیر سے پرورش پائی تھی ربیعہ نے کہاکہ جسوقت سے ہم آپ کی خدمت مین حاضر ہوے ہین اُسوقت سے کئی مرتبہ تذکرہ آب و نان کا ہوچکا ہی اس سے ہمنے معلوم کیاکہ بزرگ کبھی اس صفت سے موصوف نہین ہوتے کہ آب و نان کا تذکرہ کرتے رہین۔ اس قسم کا ذکر انھین کی زبان پر ہوتا ہی جو باورچیون کے نطفہ سے ہوتے ہین افعی حیرت مین رہگیا مگر تصفیہ قابل اطمینان کردیا اور اسی طرح سے اولاد نزار کو اُنکے وطن واپس کیا نصر بن نزار راس رئیس قبیلہ تھے اور ہمیشہ اُنھون نے ابراہیمی دین کی ترویج مین اپنی عمر کو صرف کیا اُنکے دو لڑکے ہوے تھے اول الیاس کہ وہ اجداد پیغمبر سے ہین دوم غیلان کہ اُنسے قبائل عرب زیادہ تر ہوے ہین بیان کیا جاتا ہی کہ نصر اول عرب ہین کہ اُنھون نے آہنگ حدی واسطے اونٹون کے پڑہنا ایجاد کیا

الیاس نے بعد اپنے والد کے قبائل عرب مین بزرگی حاصل کی اسواسطے اُنکو
سید العشیرہ لقب دیا گیا تھا اور قضایاے قبائل اور اُنکے اُمور اہم انھین کی راے سے
فیصل ہوتے تھے اور جب تک نور نبوی اُنکی پشت سے منتقل نہوا تھا اُنکو اپنی پشت سے
زمزمۂ تسبیح کا سننے مین آتا تھا آخر کار الیاس نے لیلی دختر حلوان بن عمران بن الحاف
بن قضاعہ یمنی کے ساتھ نکاح کیا اُنکے تین لڑکے ہوے اول عمر دوم عامر سوم عمیر
جب یہ لڑکے سن بلوغ کو پہونچے ایک روز عمرو عامر اپنی ماں کے ہمراہ صحرا مین گئے
ناگاہ ایک خرگوش ظاہر ہوا وہ ایک جانب بھاگا اور اونٹ خرگوش کو دیکھ کر بھاگے
عمرو عامر نے اُس خرگوش کا تعاقب کیا عمرو نے اُسکو پکڑ لیا عامر نے پہونچکر اُسکی کباب
بنائے لیلی کو اِس سے خوشی اور سرور حاصل ہوا اور فوراً الیاس کے پاس آئین
لیلے کی رفتار مین اُسوقت ایک تبختر تھا پس الیاس نے اُنسے کہا کَالِکِ اَیْنَ تَخْنَدفِیْنَ
اسواسطے کہ خندقہ اُس حالت کو کہتے ہین کہ رفتار سے تبختر اور جلالت ترشح ہوتی ہو
وہ قبائل کہ جنکا نسب الیاسؑ سے منسوب ہے بنی خندف کہے جاتے ہین اِس لحاظ
سے کہ عمرو نے اُس خرگوش کو پکڑ لیا تھا الیاس نے اُنکا لقب مدرکہ رکھا تھا اور چونکہ
عامر نے اُسکو شکار کیا تھا اور کباب بنائے تھے لہذا اُنکو طابخہ کہا گیا اور چونکہ عمیر نے
اپنا سر لحاف مین کر لیا تھا اور اُسوقت اُنسے کوئی خدمت ظاہر نہوئی تھی قمعہ لقب
دیا گیا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ نسل مدرکہ سے ہین قصہ کوتاہ اولاد الیاسؑ
کی بڑی ہی ترقی ہوئی اور انھین کے درمیان بت پرستی کا رواج ہوا مدرکہ کا
نام عمر اور لقب مدرکہ اور کنیت ابو الہذیل تھی اُنکے دو لڑکے ایک خذیمہ اور دوسرے
ہذیل ہذیل سے بکثرت قبائل پیدا ہوے ہین پیغمبر نسل خذیمہ سے ہین خذیمہ کو

عرب مین حکومتی اقتدار تھا اُنکے تین لڑکے تھے اول کنانہ دوم ہون سوم اسد پیغمبر
نسل کنانہ سے ہین کنانہ نے خواب مین دیکھا کہ برہ کے ساتھ نکاح کرکے اُنکے بطن سے
فرزند یگانہ پیدا ہوگا اس خواب کی وجہ سے اُنھون نے برہ کی خواستگاری کی اور
اُنسے تین لڑکے ہوے تیسرے لڑکے نضر تھے جو اجداد پیغمبر سے ہین قریش لقب نضر کا
ہی لقب قریش کی نسبت مورخین نے اختلاف کیا ہی کسی نے یہ معنی لیے ہین کہ قریش
نام ایک دابہ کا ہی وہ ایک بڑا جانور دریا کا ہی اور جبکہ نضر بزرگ تر قبیلہ تھے اس خیال
سے ملقب باین لقب ہوے اور بعض نے قریش کو تقرش سے مشتق سمجھا ہی اور
تقرش بمعنی کسب و تجارت ہی اور نضر کا تجارتی شیوہ تھا مگر ناسخ التواریخ کے فاضل
مؤلف کی راے مین ہی کہ تقرش بمعنی تجمع ہے اور جبکہ نضر مرد بزرگ اور قوم مین سیادت
رکھتے تھے اور منتشر و پراگندہ اشخاص قبائل کو جمع کرتے تھے اور ہر روز صبح کو اُنکے
واسطے دسترخوان بچھایا جاتا تھا اُنکو کھانا کھلایا جاتا تھا تو اس اعتبار سے اُنکا لقب
قریش ہوا جس قبیلہ کا نسب نضر تک پہونچتا ہی قریش کہا جاتا ہی کہتے ہین کہ ایک دن
نضر مکہ معظمہ مین سورہے تھے کہ اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ ایک سبز درخت اُنکی
پشت سے ظاہر ہوا ہی اُس درخت کی شاخین آسمان سے باتین کرتی تھین اور
ہر برگ درخت نور سے سرتاپا منور ہی شمار شاخون کا زیر و بالا مساوی تھا اور اُسکے
پتون پر ایک قوم سفید چہرہ قیام پذیر تھی نضر بیدار ہوے اور کاہنون سے اس
خواب کو بیان کیا اُنھون نے تعبیر کی کہ تمھارے خاندان کی کرامت و شرافت و
حسب و نسب مسلم ہوگا وہ نور مالک پر منتقل ہوا اور پھر فہر پر اور پھر غالب پر
اور پھر لوی کیجانب منتقل ہوا۔ اور لوی سے کعب پر اور کعب سے مرہ اور

کلاب پر اور قصئی اور عبد مناف اور ہاشم اور عبد المطلب اور عبد اللہ پر مرتبہ بمرتبہ
منتقل ہوا اور آخر کار حضرت محمدؐ رسول اللہ کے نور سے تمام عرب منور ہو گیا اس
مقام پر اس امر کا اظہار مقصود ہی کہ اس نور سے کیا مراد ہی از روے اعتقاد کے اگر
خیال کیا جاے تو وہ اُمت کے واسطے محدود اور مسلم ہی کسی غیر قوم کے واسطے حجت
نہین ہی مگر تاریخی واقعات اقوام غیر کے لیے بھی حجت پا سکتے ہین بشرطیکہ نفس الامر
مین صحیح ہون یا قرائن عقلی سے اُنکی صحت مین کلام نہو پس قطع نظر اعتقادی مبحث
کے حسب تاریخی حیثیت سے اُس نور کے انتقالات پر غور کیا جاتا ہی اور اُس نور سے
مُراد پاک نطفہ لیجاتی ہی تو اُسپر کوئی فلسفی قہقہہ نہین اُڑا سکتا اور وہ اقوام غیر کے لیے
بھی حجت ہو سکتا ہی جس پاک اور الہامی نفس کے ظہور سے ظلمت ناک عرب کو روشنی
اور عرب کو تازہ زندگی حاصل ہو گئی اور آنحضرت اپنی جامع اور الہامی تعلیم سے
خاتم الانبیا ہوے جو دنیا مین حیرت انگیز واقعات ہین اور ایک بڑا حقیقی معجزہ ہے
اُسی مجسم نورانی نطفہ کے انتقالات کی برکات سے اگر آپ کے اجداد معظم سے عجائب
اور غرائب ظاہر ہوے تو وہ اعتقادی اُمور نہین ہو سکتے - بلکہ آپ کے آیندہ ظہور
کے واسطے پیشخبریان ہین اس نور پاک مین حضرت علیؑ بھی نسباً شریک تھے اور پھر
یہ نور حضرت فاطمہ زہرا پر منتقل ہوا حسنین علیہم السلام اور آئمہ اطہار اسمین شریک ہوے
حضرت علی اور حسنین علیہم السلام کا تذکرہ مبحث خلافت اور امامت مین کیا گیا ہی باقی
آئمہ اطہار کے مناقب اور محامد کا تذکرہ اس مقام پر کیا جاتا ہی مگر قبل اسکے دو حدیثون
کا اس مقام پر لکھنا ضرور ہوا جنمین ایک کا ترجمہ یہ ہی جسکو سلمان فارسی نے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ حسنؑ حسینؑ دو فرزند میرے ہین جو شخص انکو دوست

رکھتا ہی وہ مجھکو دوست رکھتا ہی اور جو دوست میرا ہی وہ خدا کا دوست ہی اور جو خدا کا
دوست ہے خدا اُسکو بہشت مین داخل کریگا اور جو کہ حسنؑ و حسینؑ کو
دُشمن رکھتا ہی مجھکو دُشمن رکھتا ہی اور جو مجھکو دُشمن رکھتا ہی خدا اُسکا دُشمن ہی اور جو خدا
کو دُشمن رکھتا ہی اُسکا مقام دوزخ ہی اور دوسری حدیث جسکو جابر ابن عبداللہ نے
روایت کیا ہی اُسکا ترجمہ یہ ہی راہ راست طلب کرو نور آفتاب سے اور اگر آفتاب غائب
ہوجائے روشنی ماہ سے طلب ہدایت کرو اور اگر ماہ چھپ جائے طلب ہدایت کرو زہرہ سے
اور اگر زہرہ غائب ہوجائے پس فرقدان سے طالب صراط مستقیم ہو پوچھا گیا کہ یا
رسول اللہ آفتاب سے مراد کیا ہی اور زہرہ اور فرقدان کون ہین فرمایا کہ آفتاب
مین ہون اور ماہ علی اور زہرہ فاطمہ زہرا اور فرقدان حسن اور حسین ہین۔

احوال جناب علی ابن الحسین علیہ السلام آپکی کُنیت ابو محمد ابو الحسن ہے
اور ابو القاسم اور ابو بکر بھی کہی گئی ہے آپکا لقب سید الساجدین اور زین العابدین
اور سجاد ذو الثفنات ہی والدہ آپکی شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو بن پرویز بن
ہرمز بن نوشیروان عادل ہین۔

روضۃ الصفا مین ترجیع الابرار کی سند سے بیان کیا گیا ہی کہ حضرت امیر المومنین
علی نے حریث ابن جابر حنفی کو بعض بلاد مشرقی مین حاکم کرکے بھیجا تھا حریث دو لڑکیان
یزدجرد کی اپنے ہمراہ لائے اور خدمت مین جناب امیر علیہ السلام کے پیش کین آپنے
شہر بانو کو تو اپنے قرۃ العین حسینؑ کو دیا اور گیہان بانو کو محمد ابن ابی بکر کو ایک سے
تو حضرت امام زین العابدین پیدا ہوے دوسری گیہان بانو سے قاسم ابن محمد
آپکو ذو الثفنات اس وجہ سے کہتے ہین کہ پیشانی مبارک کثرت عبادت سے مثل

زانوے شتر کے سخت و درشت ہو گئی تھی جب تک آپ زندہ رہے شب و روز
ہزار رکعت نماز کی ادا فرماتے تھے آپکا سن اُس زمانے مین جبکہ حضرت علی
علیہ السلام نے کوفہ مین وفات پائی دو برس کا تھا اور جس زمانے مین کہ کربلا کا
معرکہ پیش آیا آپ بائیس برس کے تھے ایک قضیہ حضرت محمد حنفیہ اور آپ مین
دربارہ امامت کے پیدا ہوا تھا اسکا فیصلہ حجرا سود نے اپنے تکلم سے آپ کے
حق مین کیا تھا ایک زمانہ مین عبد الملک مروان کے حکم سے مدینہ مین آپ مقید
ہوے گلوے مبارک مین طوق تھا اور پاے مبارک بند سلاسل سے جکڑے
ہوے تھے اس طریق سے ایک خیمہ مین آپکو مقید کیا تھا جب یہ حال زہری نے
سُنا اُنھون نے قصد کیا کہ مین آپ سے جا کر ملون کیونکہ زہری کو یہ بھی معلوم
ہوا تھا کہ مدینہ طیبہ سے آپ کو باہر لیجانیکا ارادہ کیا گیا ہی زہری کہتے مین کہ مین گیا اور
دربانون سے اجازت لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ کو اس حال مین دیکھ کر
رونا شروع کیا اور کہا کہ بجاے آپکے مین اس حال مین ہوتا اور آپ نہوتے
حضرت امامؑ نے فرمایا کہ اے زہری کیا تم خیال کرتی ہو کہ مین اس قید سے تکلیف
اور زحمت مین ہون اگر مین چاہون تو یہ سب دور ہو سکتا ہی یہ فرمایا اور طوق و بند گران
خودبخود کھُل گیا اُسوقت فرمایا کہ مین دو منزل تک اس جماعت کے ہمراہ مقید
بطوق و بند گران جا سکتا ہون اور اس سے زیادہ نجاؤنگا مدینہ سے حضرت امامؑ کو
باہر لیگئے اور چوتھے دن نگہبان واپس آئے اور کہا کہ حضرت امامؑ غائب ہو گئے
اور طوق اور بند گران کھُلا ہوا پڑا رہگیا ہر چند ہمنے جستجو کی مگر سراغ نہ ملا بعض نگہبان
کہتے تھے کہ ہم مدینہ سے دو منزل گئے اور اُنکی حفاظت کے واسطے راتون کو بیدار رہتی تھے

ایک شب کو ہمنے اُنکو نہ دیکھا زہری کا بیان ہو کہ اس واقعہ کے بعد مین عبد الملک کے
پاس گیا آپ کے حالات مجھسے دریافت کیے مجھکو جو کچھ معلوم تھا بیان کیا عبد الملک نے
کہا کہ جسوقت وہ غائب ہو گئے تھے میرے پاس آئے تھے اور مجھسے کہا تھا کہ
میرے اور تیرے کیا واقع ہوا تھا مینے کہا کہ آپ میرے آگے کھڑے ہون اسکو
قبول نہ کیا اور چلے گئے قسم بخدا آپکی ہیبت اور جلالت سے خوف مین آگیا تھا
زہری جب کبھی آپکو یاد کرتے تھے بے اختیار گریہ وزاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ
زین العابدین تھے حضرت امام جعفر صادق نے ایک مجلس مین اپنے شیعون کے
روبرو بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے ہزار غلام اپنے
ہاتھ سے آزاد کیے حالانکہ لباس آپکا کرپاس کا تھا اور اگر آستین آپ کے ہاتھ کی
اُنگلیون سے بڑہ جاتی تھی اُسکو آپ کتر ادیتے تھے اور کوئی اولاد حضرت علی اور
اہلبیت رسول حضرت امام زین العابدین سے علم وتقوی مین مشابہت نہ
رکھتے تھے جب آپ وضو فرماتے تھے رنگ آپکا زرد ہو جاتا تھا دریافت کیا
کہ رنگ کیون آپکا زرد ہو جاتا ہو فرمایا باین وجہ کہ روے مبارک خدا کی جانب
کرتا ہون اور توجہ اور عزمیت اُسکی جانب ہوتی ہو حج مین احرام کے وقت تلبیہ
کرنے مین آپکا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور تمام اعضا مین تھرتھری پڑجاتی تھی یہانتک
کہ آپ لبیک نہین کہہ سکتے تھے سوال کیا گیا کہ آپ کسواسطے لبیک نہین کہتے مین
فرمایا کہ مبادا لبیک کہون اور جواب لالبیک آئے نہ فرمایا اور گریہ کرتے کرتے
گر پڑے کہا گیا کہ بغیر تلبیہ چارہ نہین ہو آپ نے لبیک کہا اور بیخود ہو کر پھر گر پڑے
یہانتک کہ جمیع ارکان حج اور طواف کے ادا کرنے مین یہی حالت رہی ہشام عبد الملک

حج کو گیا تھا اور آپ بھی حج کو تشریف لیگئے تھے کثیر مجمع تھا اور کعبہ کے اندر جانا دشوار تھا مگر جب آپ نے جانا چاہا خلقت نے راہ دیدی اور ہشام عبد الملک نے لاکھ کوشش کی مگر نہ پہونچ سکا اُسنے کہاکہ یہ ضعیف اور لاغر اور غریب تو پہونچگئے اور مین نہ پہونچا اُسنے دریافت کیاکہ یہ کون ہین فرزوق شاعر جو ملازم ہی بادشاہ کا تھا اُسنے اُسی وقت قصیدہ جناب امام کی محامد اور محاسن مین پڑھا اُس قصیدہ مین فرزوق نے آپکے خاندان مطہر و مقدس کے محاسن اور محامد بیان کیے یہانتک کہ بادشاہ ناراض ہوگیا اور فرزوق کو موقوف کیا اور تشہیر کیا تھا اِسکے صلہ مین فرزوق کو آپ نے بہت سے دینار بھیجے تھے مگر اُسنے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ مین نے یہ قصیدہ کسی دنیوی خواہش سے نہین پڑھا تھا بلکہ آخرت کے صلہ کی خواہش ہی آپ نے فرمایا کہ ہماری عادت نہین ہی کہ جس کسی کو کچھ دین اور پھر واپس لین پھر فرزوق نے اسکو قبول کرلیا یہ فرزوق شاعر وہ ہین جنھون نے جناب امام حسین علیہ السلام سے اثناء سفر کربلا مین حضوری حاصل کی تھی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے مدینہ مین وفات پائی اور جنت البقیع مین قریب قبر جناب امام حسن علیہ السلام کے مدفون ہین۔

حضرت امام محمد ابن علی ابن حسین علیہ السلام مدینہ مین آپ پیدا ہوئے آپکے عم عبد اللہ بن امام حسنؑ ہین آپ ہاشمی دو ہاشمی سے متولد ہوے ہین آپکی کنیت ابو جعفر اور لقب باقر ہی اور چونکہ آپکو علم مین تقبیر یعنی توسع حاصل تھا اس لحاظ سے آپکا لقب باقر ہوا آپ نے اپنے فرزند امام جعفر صادق سے بیان فرمایا تھا کہ ایک دن مین جابر ابن عبد اللہ انصاری کے پاس گیا اُس زمانے مین وہ نابینا ہوگئے تھے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا اور

مجھسے دریافت کیاکہ تم کون ہو مین نے کہاکہ مین محمد بن علیؑ بن حسینؑ ہون کہاکہ آپ
میرے قریب آئین مین قریب گیا اُنھون نے میرے ہاتھ پر بوسہ دیا اور جب اُنھون نے
چاہاکہ میرے قدم پر بوسہ دین مین ہٹ گیا کہاکہ رسولؐ خدا نے آپ کو سلام کہا ہی
مین نے کہا علیہ السلام رحمۃ اللہ و برکاتہ مین نے کہا تمکو کیونکر معلوم ہوا اور
کسطرح سے مجھکو آنحضرتؐ نے یاد کیا ہی کہاکہ ایک دن مین رسول خدا کی خدمت
مین حاضر تھا آپ نے فرمایا تھاکہ اے جابر شاید تو اُس زمانے تک زندہ رہے
جبکہ میری اولاد سے ایک سے ملاقات کریگا کہ اُسکو محمد بن علی بن حسین کہتے ہین
خدا اُسکو نور اور حکمت عطا کریگا تو میرا سلام کہنا احمد بن محمد عیسی سے راویت ہی کہ جب
جابر مسجد نبوی مین بیٹھتے تھے اُنکے سر پر عمامہ سیاہ ہوتا تھا اور ندا کرتے تھے یا باقر
سُننے والے کہتے تھے کہ جابر بیہودہ بکتے ہین جس اِسم کا مسمّی نہین ہی اُسکا ذکر بیسود
ہی جابر کہتے تھے بخدا یہ بیہودہ صدا نہین ہی ابو بصیر کہتے ہین کہ ایک روز مین نے
امام محمد باقرؑ سے کہاکہ آپ ذرّیت رسولؐ سے ہین فرمایاکہ ہان مین نے پوچھاکہ
رسول وارث علم جمیع انبیا تھے جواب دیا ہان مین نے کہاکہ آپ نے جمیع علم
رسول میراث مین پایا ہی فرمایاکہ بعنایت الٰہی میراث اپنے باپ کی حاصل
کی ہی مین نے کہاکہ آپ کو قدرت ہی کہ مردہ کو زندہ کرین اور نابینا اور مبروص
شفا پائے اور جو کچھ کہ آدمی رزق جمع کرتے ہین اور کھاتے ہین اُس سے
خبر دیجیے فرمایاکہ ہان خداوند تعالے کے حکم سے اور پھر مجھسے کہاکہ میرے سامنے
حاضر ہو مین حاضر ہوا آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھون پر رکھا اور
کہاکہ یا کافی اور مُنہ میرا نیچے کردیا اُسوقت آنکھین میری روشن ہو گئین

اور مین نے پہاڑ اور جنگل اور آسمان اور زمین کو دیکھ لیا اور پھر دست مبارک
آنکھو نپر رکھدیا آنکھین میری بدستور ہو گئین اُسوقت آپ نے فرمایا کہ ای ابو بصیر
اگر خواہش تیری ہو تو مین باذن خداوند تیری آنکھون کو روشن کر سکتا ہون
جیساکہ تو نے دیکھا مگر حساب تیرا خداوند تعالے کے آگے رہیگا یا بے حساب
بہشت مین داخل ہونا چاہتا ہو اُسنے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بیحساب بہشت
مین داخل ہون چاہے نابینا رہون آپ نے فرمایا کہ آدمی ہمسے کینہ اور عداوت
اِسواسطے رکھتے ہین کہ ہم لوگ اہلبیت اور معدن حکمت اور نبوت ہین وحی
ہمارے یہان آتی تھی اور فرشتے ہمارے یہان نازل ہوتے تھے اور فرمایا کہ خلائق
سے ہم بلا مین ہین اگر انکو اپنے جانب بلاتے ہین اسکو قبول نہین کرتے اور اگر
انکو ترک کرتے ہین تو بجز ہمارے یہ کسی اور راہ جانا نہین چاہتے آپ نے فرمایا ہو
کہ ہم خازن علم الٰہی ہین اور ہم ولی امر حق ہین اور خدانے اسلام کو ہمارے واسطے
ظاہر کیا ہو اور ہمپر ختم کریگا پس ہمسے سیکھو قسم اُس خدا کی جسنے کہ آدمی کو پیدا کیا ہو
کہ علم خدا کا کوئی سزاوار نہین ہو سوا ہمارے اور فرمایا کہ باتین ہماری مشکل ہین
آدمی اُنکو آسانی سے نہین سمجھ سکتے مگر فرشتہ۔ یا نبی مرسل یا وہ بندہ کہ خدانے
جسکے دل کا امتحان کیا ہو اور اُسکے اخلاص کو جانتا ہو آپ نے فرمایا ہو کہ بخدا ہم
خازن علم خدا ہین آسمان و زمین مین زر و نقرہ سے نہین بلکہ اُسکے علم کے خازن
ہین کہ علم حق کے عالم ہین ستاون برس کی عمر آپ کی تھی اور مدینہ مین وفات
پائی اور جنت البقیع مین مدفون ہین۔
حضرت جعفر بن محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام آپکی کنیت ابو عبداللہ ہی

اور لقب مشہور صادق ہو ولادت آپ کی مدینہ مین ہوئی آپکا شمار اہلبیت مین ہی
مشاہیر علماء ملت احدی نے آپ سے روایت کی ہو ائمہ اسلام آپکی بزرگی اور
قدر مراتب کی نسبت اتفاق رکھتے ہین جملہ علوم مین تبحر تھا کئی کتابین درمیان
ارباب طریقت اور اصحاب حقیقت کے متداول ہین سفیان ثوری کا بیان
ہو کہ ابوعبداللہ جعفر صادق سے مین نے عرض کیا کہ مجکو آپ وصیت کرین کہ
مین اُسپر قائم رہون اور اُسکے واسطے سے عنایات خداوند تعالے شامل حال ہو
آپ نے فرمایا کہ ای سفیان دروغگو کو مروت اور حاسد کو راحت اور بدباطن
کو بزرگی و سیاست اور ملوک اور سلاطین کو اخوت نہین ہو مین نے کہا کہ اے
فرزند رسول خدا اور بیان فرمائیے فرمایا کہ اپنے نفس کو محرّمات سے پاک رکھ تاکہ
عابد ہو اور جو کچھ کہ خداوند تعالی تجکو عطا کرے اُسپر راضی ہو اور اس سے صفات
استغنا سے موصوف ہوگا اور خلائق سے حسن سلوک سے برتاؤ کر اس سے تیرا
اسلام مزین ہوگا کسی فاجر کی صحبت نہ قبول کر کہ معاصی مین مبتلا ہوگا پھر مین نے
عرض کیا کہ ای مقتدائے اسلام اس سے زیادہ بیان فرمائیے فرمایا کہ اے
سفیان جو شخص عزت چاہتا ہو بے عشرت اور ہیبت ڈھونڈھتا ہو بے سلطنت
اُسکو چاہیے کہ معاصی سے باز رہے اور پھر مین نے عرض کیا کہ آپ اس سے
زیادہ بیان فرمائین فرمایا کہ صحبت رکھنا خراب دیدہم جلیس سے سلامتی کی
راہ سے خارج ہونا ہو اور بیگانگون سے مجانست رکھنا لوازمہ تہمت و ملامت
کا ہو وعدم محافظت علامت شامت و ندامت ہو ایک روایت مین ہو کہ ایک دلن
حضرت امام جعفر صادق بیٹھے ہوے تھے اور آپ کے چپ و راست دو فقیر بیٹھے

اس اثنا مین ایک دولتمند ومتمول اُس مجلس مین آیا آپ نے اُسکو اپنے مقابل
بیٹھنے کا اشارہ کیا اُسنے بلحاظ رعونت شکایت شروع کی آپ نے فرمایا کہ
ای شخص یہ فقیر سردار ولشکر کش خداوند تعالے ہین کوئی عیب نہین ہی کہ
رعایا اُنکی خدمت کرے اور اُنکے مقابل زانوے ادب تہ کرے تاریخ کا
بیان ہی کہ ابو جعفر منصور کا خلافتی زمانہ تھا اُسنے ربیع حاجب سے کہا کہ جعفر
ابن محمد کو حاضر کرو ربیع نے اس حکم پر عمل کیا اور جب حضرت منصور کے
دربار مین تشریف لائے اُسنے کہا کہ اگر مین آپ کو ہلاک نہ کرون تو خدا
مجھکو ہلاک کرے آپ میری سلطنت کی نسبت طعن وتشنیع کرتے ہین آپ
میری ہلاکت چاہتے ہین حضرت صادق نے کہا کہ مین نے ہرگز ایسا نہین
کیا ہی اور اِن دونون باتون مین سے کسی بات کو نہین کہا ہی اور جس شخص نے
آپ سے کہا ہی وہ جھوٹا ہی اور بر تقدیر اگر میری نسبت ایسا کہتے ہین اور ایسا
واقع ہوتا تو حضرت یوسف پر ظلم کیا گیا آپ نے عفو فرمایا اور ایوبؑ کو بلا مین مبتلا
کیا اُنھون نے صبر کیا اور حضرت سلیمان نے سلطنت پائی آپ شکر گذار رہے
یہ پیغمبر ہین اور ہماری نسبت انبیا سے ہو سکتی ہی منصور نے کہا کہ آپ سچ فرماتے
ہین اور آپکو اپنے برابر بلا کر بٹھالیا بعد اُسکے کہا کہ فلان شخص نے آپکی نسبت
ایسا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ حکم کرنا کہ وہ حاضر ہو اور میرے روبرو بیان کرے
بموجب حکم کے وہ حاضر ہوا منصور نے کہا کہ جو کچھ مجھسے کہا تھا وہ کیا تھا جعفر ابن
محمد سے تو نے خود سنا تھا اُسنے کہا ہان منصور نے کہا کہ کیا تو حلف اُٹھائیگا وہ
آمادہ ہوا اگر حضرت امام جعفر نے فرمایا کہ مین اُسکو حلف دونگا منصور نے کہا بہتر ہی

آپ نے اُس شخص سے کہا کہ اسطرح سے قسم کھاؤ اُسنے پہلے انکار کیا اور آخر کو قسم کھائی اُسوقت دربار مین گر پڑا اور مر گیا۔ منصور نے اُسکو کھنچوا کر باہر گرا دیا ربیع کہتے ہین کہ مین نے حضرت صادق سے پوچھا کہ آپ نے کسواسطے اُس غماز کو خدا کی قسم نہ کھانے دی آپ نے فرمایا کہ مجھکو منظور نہ تھا کہ وہ خدا کا نام لے اُسکو بزرگی کے ساتھ یاد کرے اگر ایسا کرتا تو خدا اُسپر رحم کرتا اور اُسکے عذاب مین تاخیر کرتا مین نے اُسکو جن الفاظ مین قسم کھانیکو کہا اور جسکو تمنے سُنا تھا وہ اسواسطے تھا کہ اُسکو ذرا بھی مہلت اور امن نہ حاصل ہو ربیع یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین نے حضرت امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ جسوقت آپ منصور کے روبرو آئے تھے تو آپ کے لبون کو جنبش تھی جسقدر کہ لب آپ کے حرکت مین تھے منصور کا غصہ کم ہوتا جاتا تھا فرمایا کہ مین جد حسینؑ کی اِس دعا کو پڑھتا تھا کہ یَا عُدَّتِی عِنْدَ شِدَّتِی وَیَا غَوْثِی عِنْدَ كُرْبَتِی اَحْرُسْنِی بِعَیْنِكَ الَّتِی لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِی بِرُكْنِكَ الَّذِی لَا یُرَامُ ربیع کہتے ہین کہ یہ دعا مین نے یاد کر لی اور جو شدائد و مصائب اُس زمانے مین پیش آئے مین نے پڑھی اور نجات حاصل کی محمد ابن اسکندر جنکو کہ منصور کے دربار مین خاص تقرب حاصل تھا اُنکا بیان ہے کہ ایک دن مین منصور کے پاس گیا اُسکو متفکر پایا مین نے اُسکا سبب دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین نے سب علویون کو قتل کیا ہے مگر اُنکے امام اور مقتدا کو چھوڑ دیا ہے مین نے کہا کہ وہ کون ہین اُسنے کہا کہ جعفر ابن محمد مین نے کہا کہ وہ عبادت مین شب و روز مشغول رہتے ہین اور دنیا ومافیہا سے کچھ تعلق نہین ہے اُسنے کہا کہ مین جانتا ہون تو اُنکی امامت پر اعتقاد رکھتا ہے مین نے قسم کھائی ہے کہ جب تک یہ کام نہ کر لونگا کسی

اور کام کو نہ کرونگا اُسنے ایک سپاہی سے کہا کہ جب جعفر بن محمد حاضر ہون اُسوقت
مین اپنے ہاتھ کو سر پر رکھونگا یہ اشارہ اُنکی قتل کا ہوگا تو اُنکو فوراً قتل کرنا اِسکے
بعد حکم دیا کہ امام جعفر حاضر کیے جائین جب آپ تشریف لائے تو محمد ابن اسکندر کہتے ہین
کہ مین آپ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہون کہ لب مبارک حرکت مین ہین لیکن مین
نہ سمجھ سکا کہ آپ کیا پڑھتے ہین کیا کہتے ہین لیکن ایوان جنبش مین تھا اور ایسی
جنبش جیسی کہ کشتی کو دریا کے تموج و تلاطم سے ہوتی ہی منصور کو دیکھا کہ سر سے پا تک
برہنہ ہوگیا اور اُسکے تمام اعضا مین تھرتھری پڑی ہوئی تھی پھر وہ حضرت صادق کے
استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور آپکو لیجا کر تخت خلافت پر بٹھلایا اور کہا کہ ای
فرزند رسول آپ کے آنے کا کیا سبب ہوا آپ نے فرمایا کہ تمنے مجھکو طلب کیا تھا
منصور نے کہا کہ جو خواہش و حاجت آپکی ہو اُسکو بیان فرمائین فرمایا کہ حاجت میری
یہی ہی کہ دوسری مرتبہ کبھی مجھکو طلب نہ کرنا جب میرا جی چاہیگا آؤنگا جب آپ واپس
تشریف لائے منصور خوابگاہ مین گیا اور نصف شب تک سویا کیا جب بیدار ہوا
مجھکو اپنے قریب کھڑا ہوا پایا کہا کہ تم اپنی جگہ پر جاؤ اور تھوڑی دیر مین مین تمکو
بلاکر وہ حال کہونگا جو مجھپر رات کو گذرا ہی پھر اُسنے طلب کیا اور کہا جسوقت
جعفر بن محمد تشریف فرما تھے اُسوقت ایک اژدہا دیکھنے مین آیا اور اُسنے قصر
شاہی کو نگل لیا ایک لب اُسکا زمین پر تھا اور ایک قصر کے اوپر وہ اژدہا کہتا تھا
کہ خدا نے مجھکو بھیجا ہی اور حکم کیا ہی کہ تجھکو اور تیرے قصر کو لقمہ کرلون اگر حضرت
صادق کو صدمہ پہونچانے کا ارادہ کیا جاے محمد ابن اسکندر کا بیان ہی کہ مین نے
خلیفہ منصور سے کہا کہ یہ جادو ہی خلیفہ نے کہا کہ ایسا نہین ہی بلکہ یہ خاصیت

اسم اعظم کی ہی کہ رسول خدا پر نازل ہوا تھا اگر پیغمبر آخر الزمان چاہتے تو اسم اعظم
کی برکت سے روز روشن تاریک ہو جاتا اور شب تاریک روز روشن ہوجاتی
یہانتک کہ جو کچھ آپ چاہتے وہ ظہور مین آتا ایک کتاب علم جفر کی آپکی جانب
منسوب کیجاتی ہی اُسمین علوم اور اسرار ہین مگر یہ روایت صحیح ہی کہ دو کتابین
حضرت علی مرتضےٰ کی ہین اور اُن کتابون سے قیامت تک جو واقعات
گذرینگے معلوم ہوتے ہین کرامات اور خوارق عادات آپ کے بیشمار ہین
مگر مختصر طور پر اسقدر بیان کیے گئے آپ نے ابو جعفر عباسی کے زمانۂ خلافت
مین انتقال فرمایا اور بقیع مین جہان آپکے آبا واجداد مدفون ہین دفن ہوے
۶۵ برس کا سن شریف آپکا تھا۔

حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادق علیہ السلام آپ مقام ابو مین پیدا
ہوے یہ مقام درمیان مکہ و مدینہ کے ہی آپکی کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم و
ابو عبداللہ ہی چونکہ آپ مین حلم و کظم غیظ تھا لہذا ملقب بہ کاظم ہوے کہتے ہین کہ
اولاد اکبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی آپ تھے ایک مرتبہ کسی نے آپ سے
کہا کہ فلان آدمی آپکی غیبت کرتا ہی فوراً آپ نے ہزار دینار اُسکے پاس
بھجوا دیے ابو محمد ابن یحیٰی علوی سے روایت ہی کہ ایک شخص حضرت امام موسیٰ
کو رنج پہونچاتا تھا اور حضرت امیر المومنین علی کو دشنام دیتا تھا بعضون نے
آپ سے کہا کہ آپ ہمکو اجازت دین کہ ہم اسکو قتل کرین اور انتقام اہلبیت
کا لین حضرت امام اُنکو اس حرکت سے منع فرماتے تھے ایک مرتبہ آپ نے
پوچھا کہ وہ کہان ہی لوگون نے کہا کہ وہ اپنے مزرعہ مین گیا ہی آپ گھوڑے پر

سوار ہوکر وہان تشریف لیگئے اور اُسکے کھیت مین گھوڑا ڈالدیا اُسنے شور
وغوغا کیا کہ میری زراعت پامال ہوتی ہی آپ نے اُسکے شور پر مطلق التفات
نہ فرمایا اور گھوڑا دوڑاتے ہوے اُسکے قریب پہونچے آپ گھوڑے سے
اُتر کے اُسکے پاس بیٹھ گئے اور تبسم فرماکر پوچھا کہ تیرا اس زراعت مین
کیا خرچ ہوا ہی اُسنے کہا کہ دو سو دینار پھر حضرت نے استفسار فرمایا کہ کسقدر
اُمید فائدہ کی اس زراعت سے رکھتا ہی جواب دیا کہ دو سو دینار آپ نے
تین سو دینار اُسکے روبرو رکھدیے اور فرمایا کہ اسکو لیلے اور زراعت کے
فائدے سے اپنی اُمید کو قطع نکر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے فرق اقدس پر
بوسہ دیا اور گذشتہ گناہون سے توبہ کرکے عفو کا خواستگار ہوا اُسنے کہا
کہ کوئی شخص اولاد پیغمبر سے بلحاظ بزرگی وفضیلت وکرم سبقت نہین لیجا سکتا
جب آپ اپنے مکان پر واپس تشریف لائے تو آپنے مخصوصین سے
فرمایا کہ جو فعل مین نے کیا وہ بہتر تھا یا وہ فعل کہ جسکے ارتکاب کی خواہش
تم رکھتے تھے آپ قرآن مجید کو نہایت خوبی کے ساتھ پڑھتے تھے اور پڑھنے
کے وقت روتے تھے اور سُننے والے بھی رو دیتے تھے اُس زمانہ تک
مثل آپ کے کوئی شخص تجوید وترتیل کے ساتھ کلام الٰہی کی قرأت
نہین کرتا تھا مدینہ مین آپ کو زین المجیدین کہتے تھے جس زمانے مین
آپ تھے وہ زمانہ محمد بن جعفر منصور خلیفہ کا تھا اور مہدی خلیفہ اُسی سے
مراد ہی اُسنے حضرت امام کو مدینہ سے بُلا کر آپ کی قید کا حکم دیا اُسنے ایک
رات جناب امیر المومنین علی کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ

انکو رہا کر ربیع حاجب کہتے ہین کہ اُسی رات کو خلیفہ نے مجھکو طلب کیا اور کہا اور
رویا اور پھر کہا کہ تم جاؤ اور موسی ابن جعفر کو میرے پاس لاؤ اُسکے حکم پر مین نے
عمل کیا اور جب مین آپ کو لایا تو مہدی نے آپ کو دیکھ کر اپنی آغوش مین لیلیا اور
جو واقعہ شبکو گذرا تھا اُسکو بیان کیا اور کہا کہ آپ مجھکو پناہ دیسکتے ہین اور کہا آپ
مجھپر اور میری اولاد پر خروج نہین کرینگے آپ نے فرمایا کہ بخدا میرا ارادہ یہ نہ تھا اور
نہ مین ارادہ رکھتا ہون کہ بعد تمھارے تمھاری اولاد پر خروج کرون اور یہ میری
شان سے بعید ہی اُسنے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین اُسنے دس ہزار دینار آپکو دیے
اور کہا کہ اسباب سفر مہیا کیا جائے اور مدینہ مین آپ واپس تشریف لیجائین مین نے
اسباب سفر مہیا کیا اور آپکو رخصت کیا ایوب بن حسین الہاشمی سے روایت ہی
کہ بقیع انصاری ایک مرد بدنفس اور ہرزہ گو تھا اُسنے ایک دن عبد العزیز بن عمر
بن عبد العزیز اور ایک دوسری جماعت سے جو ہارون رشید کے قصر مین بیٹھی تھی
دیکھا کہ امام موسی ایک گھوڑے پر سوار ہین اور حاجب اُنکے استقبال کے واسطے
گیا اور سب آدمی تعظیم و تکریم سے پیش آئے حاجب نے بے توقف اجازت
ملاقات کی حاصل کی حضرت امام موسی ہارون رشید کے دربار مین تشریف لائے
اُسوقت بقیع نے کہا کہ مین نے عباسیون سے زیادہ عاجز و ذلیل کسیکو نہین دیکھا
وہ اپنے دشمن سے عاجزی و تملق سے ملتے ہین حالانکہ جانتے ہین کہ انسے انکے
ملک کو صدمہ پہونچیگا اور جبکہ حضرت امام ہارون رشید سے رخصت ہوکر باہر تشریف
لائے تو ہارون رشید کے حاجب کا بیان ہی کہ مین نے اُس نالائق سے مخاطب
ہوکر اُسکو نصیحت کی کہ ہمیشہ اِس جماعت سے باادب پیش آنا چاہیے کہ یہ گروہ

اہل بیت پیغمبر سے ہین کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جو شخص اُنسے تعرض کرتا ہی اُسکی نسبت ایسا حکم
فرماتے ہین کہ قیام قیامت تک اُسکا اثر باقی رہتا ہی مگر اُسنے میری اِس نصیحت پر عمل
نہ کیا اور جبکہ حضرت امام اپنے مکان پر جا رہے تھے بقیع اپنی جگہ سے اُٹھکر دوڑا
اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو
حضرت کاظم نے فرمایا کہ اگر مقصود تیرا یہ ہی کہ مین اپنے نسب کو بیان کرون تو میرا
نسب یہ ہی کہ مین فرزند محمد حبیب اللہ بن اسمعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہون
اگر میرے شر سے دریافت کرتا ہی میرا شر یہ ہی کہ خداوند تعالی نے تمام مسلمانون پر
اور مجھپر بشرطیکہ تو اُس زمرہ سے ہو جسکو کہ مین جانتا ہون کہ نہین ہی واجب کیا ہی
کہ زیارت وطواف کے واسطے جائین تاکہ آخرت مین ثواب حاصل کرین اور اگر
اظہار بڑائی اور بزرگی اور مفاخرت کا ہی تو ہم وہ ہین کہ بموجب حکم اہل ایمان و ایقان
ہمپر درود وصلواۃ بھیجتے ہین اب میرے گھوڑے کی عنان چھوڑدے اُسوقت
بقیع کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ شرمندہ اور رسوا ہو کر چلا گیا حضرت امام جعفر
صادقؑ سے منقول ہی کہ آپ نے اپنی اولاد کی جانب اِشارہ کیا اور کہا کہ یہ سب
اولاد میری ہی امام موسیٰ اُنکے سید ہین اور آپ نے فرمایا ہی کہ امام موسی ابواب
الٰہی کے ایک باب ہین اور اسی سے وہ شخص ظاہر ہوگا جو غوث اِس اُمت کا
اور نور جمیع ملت کا ہی وہ بہتر کل مولود سے ہوگا اور فاضل تر جمیع مولود کا مامون رشید
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے حضرت امام موسی کاظم کی شان کا
تذکرہ اپنے لڑکون کے روبرو کیا اور کہا کہ یہ امام خلائق ہین او حجت حق اوپر خلق کے
اور خلیفہ جمیع بندگان خدا اور دین امام جماعت سو ہین بظاہر بوجہ قہر وغلبہ اور بخدا کہ امام موسیٰ

مجھسے اور ساری خلق سے بہتر ہین مامون کا بیان ہو کہ جب سے مینے یہ سُنا اہلبیت اطہار
سے مجکو زیادہ تر محبت ہوگئی دوبارہ جب ہارون رشید نے آپکو مدینہ سے بغداد مین
طلب کیا تھا تو یحیی ابن خالد برمکی نے ہارون رشید کے اشارہ سے آپ کو زہر دیا
اور آپ شہید ہوے آپ کا مدفن اُس قبرستان مین ہو جو قریش کے نام سے
مشہور ہی جب آپ مسموم ہوے تھے تو آپ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن مجکو زہر
دیا گیا ہو اور کل میرا بدن زرد ہو جائیگا۔

علی ابن موسی رضا علیہ السلام آپ مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور آپکی
کینت مثل آپ کے والد ماجد کے ابو الحسن ہے اور لقب آپ کا رضا و مرتضی
ہی آپ کے فضائل و کرامات بیحد و شمار ہین مگر جو تعلق آپ کا مامون رشید سے
تھا اُسکو بوضاحت لکھنا مناسب ہی۔

مامون رشید کے زمانہ مین علویون نے خروج کیا تھا اور اس فتنہ و فساد سے
خلیفہ وقت ہمیشہ مغموم و ملول رہتا تھا اُسنے بعد مشورہ کے آپ کو بلاکر آپ کو
ولیعہد کیا تھا کیونکہ اُنکو مشورہ دیا گیا تھا کہ جب اولاد حضرت علی مرتضی سے ایک
خلیفہ و امام ہو جائیگا تو فتنہ و فساد دفع ہو جائینگے۔

حضرت امام رضا کا بڑی دہوم دھام سے استقبال ہوا تھا اور مامون آپ کے
فضائل و مناقب لوگون سے تسلیم کراتا تھا اور خود آپ کا پیرو تھا آپ کے فضائل
و کمالات کا شہرہ ہو رہا تھا۔

احمد کوفی سے منقول ہو کہ ایک مرتبہ مین نے کوفہ سے بقصد خراسان سفر کیا مجکو میری
لڑکی نے ایک حُلہ دیا تھا کہ اسکو فروخت کرنا اور اسکی قیمت سے فیروزہ خرید کرنا

جب مین مرو پہونچا اور ایک مقام پر فروکش ہوا تو مین نے دیکھا کہ چند غلام حضرت
امام موسیٰ میرے قیامگاہ پر آئے اور کہا کہ امام کے خادمون مین سے ایک خادم
نے وفات پائی ہو حلّہ فروخت کرد کہ اُسکے کفن مین کام آئے مین نے کہا کہ کوئی
حلّہ میرے پاس نہین ہو وہ واپس چلے گئے اور دوسری مرتبہ پھر آئے اور کہا کہ
ہمارے مولا اور آقا نے تمکو سلام کہا ہو اور فرماتے ہین کہ تمھارے پاس حلّہ ہو
اور فلان جگہ رکھا ہو تم اپنی لڑکی کی وصیت کے بموجب اپنے ساتھ لائے ہو اُسکی
قیمت سے فیروزہ خرید کرنا چاہتے ہو اب حلّہ ہمارے سپرد کرو اور حلّہ کی قیمت لو
احمد کہتے ہین کہ مین نے قیمت لیلی اور حلّہ سپرد کردیا اور کہا کہ حضرت امام رضا سے
چند مسائل دریافت کرنا چاہیے اگر میری مرضی کے موافق جوابدیا تو بیشک صاحب ولایت
اور امام وقت ہین اُن مسائل کو مین نے لکھا اور حضرت امام کے پاس گیا اُنکی
دولتسرا پر خلائق کا مجمع تھا کہ اُنکی ملاقات دشوار تھی مین تھوڑی دیر تک آستان مبارک
پر کھڑا رہا کہ یکایک ایک خادم آیا اور ایک کاغذ مجھکو دیا اور کہا کہ اے احمد یہ تمھارے
مسائل کا جواب ہی مین نے اپنے مسائل مندرجہ کے مطابق جواب پایا اُسوقت
مجھکو یقین ہوگیا کہ امام رضا اکابر اولیا اور اصفیا ہین ۔

حسین واسطی کا بیان ہو کہ مین ایک روز آپکی خدمت مین حاضر ہوا اور خواستگار
اجازت ہوا کہ آپ سے ملاقات کرون بعد اجازت کے مین مشرف ہوا اور عرض
کی کہ یا ابوالحسن آپ امام ہین فرمایا کہ ہان اُسنے کہا کہ مجھکو معلوم ہوا ہی کہ آپ امام
نہین ہین حضرت نے تھوڑی دیر توقف فرمایا اور کہا کہ تمنے کسطرح سے سمجھا ہی کہ مین
امام نہین ہون حسین نے جواب دیا کہ حضرت امام جعفر صادق سے ایک حدیث

مجھ تک پہونچی ہی کہ امام بے اولاد نہین ہوتا ہی اور آپ اس سن کو پہونچے ہین
اور آپ کے کوئی لڑکا نہین ہی حضرت امام نے پھر غور فرمایا اور کہا کہ یہ سال ختم
نہوگا کہ خداوند تعالے مجھکو ایک فرزند امام عطا کریگا۔
عبد الرحمان کہ ان راویون مین سے ایک راوی ہین وہ کہتے ہین کہ ہنوز سال
ختم نہوا تھا کہ امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوے یہ بیان ہی کہ جس زمانے مین ماموں رشید
نے حضرت امام رضا کو اپنا ولیعہد کیا تھا آپ کا دستور تھا کہ ہر روز ایک مرتبہ آپ
ملاقات فرماتے تھے جسوقت کہ بارگاہ خلافت کے نزدیک پہونچتے تھے حجّاب
خلیفہ آپکو باعزاز تمام لیجاتے تھے اور وہ پردہ سیاہ جو آویزان تھا اُسکو فوراً اُٹھا دیتے
تھے آپ فوراً اندر تشریف لیجاتے تھے آخرکار جیسا کہ دنیا مین ہوا کیا ہی کہ فیمابین
اصحاب ہدایت اور ایسے لوگون سے رنجش پیدا ہو جاتی ہی ویسی ہی رنجش دربار کے
لوگون مین اور امام رضا مین پیدا ہو گئی تھی اُنھون نے اتفاق کیا کہ آپ جب کبھی
اب تشریف لائینگے ہم تعظیم نہ کرینگے اور پردہ کو نہ اُٹھائینگے مگر باوجود اس اتفاق
کے جب حضرت امام رضا تشریف لیگئے تو اُس جماعت نے آپکا استقبال کیا اور
پردہ کو اُٹھایا مگر پھر باہم یہ گفت و شنید کرنے لگے کہ یہ حرکت نازیبا ہمنے کیون کی
پھر ایک دوسرے نے متفق ہو کر قرار دیا کہ اگلی مرتبہ جب آپ تشریف لائینگے تو
کسی قسم کی تعظیم و تکریم نہوگی جب پھر آپ تشریف لائے تو سب لوگون نے
سروقد تعظیم دی مگر پردہ اُٹھانے مین تامل کیا مگر اُسی وقت تبائید ایزدی ہوا
آئی اور پردہ کو اُٹھا دیا جب آپ اندر تشریف لائے تو ہوا رک گئی جب آپ
اندر سے آنے والے ہوے اُسی ہوا نے پردہ اُٹھا دیا جب اُس گروہ نے

اس واقعہ کا مشاہدہ کیا اُنھون نے کہا کہ جسکو خدا عزیز رکھتا ہی اُسکو کوئی ذلیل نہین کرسکتا اور شرمندہ ہوکر اُنھون نے اپنے دستور سابق کو اختیار کیا تھا۔

ذکر قصہ مامون بہ نسبت حضرت امام رضا و وفات آنحضرت بیان ہے کہ مامون رشید اور حضرت امام رضا کے تعلقات مین جو تغیر پیدا ہوگیا تھا وہ اس سبب سے تھا کہ بعد وفات مامون رشید کے حضرت امام خلیفہ ہوتے پس عباسی نہایت پریشان اور مغموم رہتے تھے اور کہتے تھے کہ مامون رشید نے بلا کسی سبب کے اولاد عباس اور اپنے اہلبیت کو حکومت سے محروم کردیا ہی اس خیال کو یہانتک ترقی ہوئی کہ وہ گروہ جو خاندان آل عباس کا ہواخواہ تھا اُسنے بغاوت اختیار کی اور مامون رشید کے چچا سے بیعت کی مامون رشید کے چچا کا نام ابراہیم بن مہدی تھا اُن باغیون نے مامون رشید کا نام خطبہ اور سکہ سے حک اور خارج کردیا تھا مامون رشید سے یہ ساری کیفیت فضل ابن سُہیل نے بیان کی اسی فضل نے مامون رشید سے امام رضا کی ولیعہدی تسلیم کرائی تھی اور اسی فضل نے جب آپ مرو سے بغداد مین تشریف لائے تھے تو مقام سرخس مین آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور بعدہٗ مامون رشید کے اشارہ سے حضرت امام رضا مسموم ہوے مذکورہ بالا سبب کے علاوہ ایک دوسرا سبب بھی مورخین نے بیان کیا ہی اور وہ یہ ہی کہ حضرت امام رضا مامون رشید کو نصیحت فرماتے تھے اور نصیحت فرمانے مین کسی مصلحت کو عمل مین نہین لاتے تھے۔ جیسا کہ ایک دن کا ذکر ہی کہ حضرت امام رضا مامون رشید کے مکان مین تشریف لائے اور دیکھا کہ مامون رشید وضو کرتا ہی اور غلام اُسکے ہاتھ اور پاؤن پر پانی ڈالتا ہی آپ نے فرمایا کہ ای امیر خدا کی عبادت مین دوسرے کو

شریک نہ کرنا چاہیے مامون رشید نے آپ کے فرمانے کے بموجب غلام کو ہٹا دیا اور
وضو کیا اور نماز پڑھی حالانکہ مامون رشید بظاہر آپکا مطیع و فرمانبردار تھا مگر رنج و ملال اسکے
دل مین پیدا ہو چکا تھا دوسرا امر یہ ہی کہ فضل بن سُہیل کی تحریک سے مامون نے
حضرت امام کو ولیعہد قرار دیا تھا مگر جب کبھی مامون رشید فضل اور اُسکے بھائی
حسن کا ذکر کرتا تھا تو حضرت امام کمال دیانت اور نیک اندیشی سے اُسکے اعمال
اور افعال کا تذکرہ مامون سے کرتے تھے اور اُسکو منع فرماتے تھے کہ اِن دو بھائیون
کا دخل اُمور ملک و ملت مین نہ چاہیے جب اُنھون نے اِس امر سے اطلاع حاصل
کی تو خود بھی حضرت امام کی جانب سے خلیفہ وقت کے کان بھر دیے اور دوسرون
سے آپکی نسبت غمازی کرائی - یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہ ملال مامون رشید کے دلمین
قطعی طور پر جاگزین ہو گیا تھا اتفاقاً حضرت امام اور مامون باہم طعام تناول
فرماتے تھے حضرت امام بیمار ہو گئے اور مامون رشید نے بھی اپنی غرض کا اظہار
کیا عبد اللہ بشیر سے کہا کہ ہاتھ کے ناخن تراشنا موقوف کرنا کہ وہ بڑھ جائین
عبد اللہ کہتا ہی کہ جب میرے ناخن بڑھ گئے تو مامون رشید نے ایک چیز مثل
تمرہندی کے دی اور کہا کہ اِسکو دونون ہاتھون سے خمیر کر مین نے ویسا ہی کیا
بعدہٗ میرے قیام کے واسطے اُس مکان مین حکم دیا اور آپ حضرت امام رضا کے
پاس گیا اور آپ کی ایادت کی حضرت امام رضا نے فرمایا کہ صحت ہو جائیگی مامون نے
کہا کہ الحمد اللہ مین آج کے دن اچھا ہو گیا اور آپ کے پاس ایک آدمی آئیگا وہ
آپ کے علاج معالجہ مین مشغول رہیگا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی نہ آوے
مامون رشید غصہ مین ہو گیا اور کہا کہ آجکے دن آپ کو آب انار کا استعمال چاہیے

اُسوقت عبداللہ بشیر کو طلب کیا اور کہا کہ تھوڑے انار حاضر کرین انار لایا اُسوقت
کہا کہ اسکے دانہ نکالکر دونون ہاتھون سے ملنا چاہیے تاکہ عرق نکل آے مین نے
اس حکم کی تعمیل کی اُسوقت مامون رشید نے اُس آب انار کو اپنے ہاتھ سے حضرت
امام کو دیا آپ نے استعمال کیا اور دو روز کے بعد انتقال فرمایا۔
ابو صلت ہروی کا بیان ہی کہ مین ایکدن حضرت امام کے روبرو کھڑا تھا آپ نے
مجھسے فرمایا کہ یہ قبہ جو ہارون رشید کی قبر پر محیط ہی اسکے ہر دو سمت سے خاک اُٹھالاؤ
مین نے اُسپر عمل کیا آپ نے اُس خاک کو مجھسے لیکر سونگھا اور پھر ڈالدیا اور فرمایا
کہ قریب ہی کہ میری قبر اس موضع مین ہو اور پھر فرمایا کہ فلان موضع سے خاک لاؤ پس
مین اُٹھالایا اور فرمایا کہ میرے واسطے اسی مقام پر قبر کھودنا اور اُسوقت کہنا کہ
سات درجے نیچے لیجائین اور درمیان قبر کے شق کرین اور اگر منع کرنا تو کہنا کہ
کہ کچھہ کھودنے مین چاہیے کہ لحد دو درعہ اور ایک بالشت ہو اور اُسکو خدا وسیع کردیگا
جسقدر کہ منظور ہوگا اور قبر کھودنے کے وقت سرین کیجانب سے ایک رطوبت
پیدا ہوگی وہ کلام جو مین تجھکو تعلیم کرتا ہون تعمیل کرنا اُس سے پانی زیادہ ہوجایگا اور
لحد پُرآب ہوجائیگی اُس آب مین چھوٹی چھوٹی مچھلیان تیرتی دیکھنے مین آوینگی
یہ روٹی کہ مین تجھکو دیتا ہون اُسکو ریزہ ریزہ کرنا اور اُن مچھلیون کو کھلانا اسکے بعد
ایک بڑی مچھلی پیدا ہوگی وہ اُن چھوٹی مچھلیون کو کھالیگی اُنمین سے ایک کو باقی
نہ رکھیگی بعدہٗ وہ بڑی مچھلی غائب ہوجائیگی تو جس کلام کی تجھکو مین تعلیم کرتا ہون
تکلم کرنا کہ سب پانی معدوم ہوجاویگا یہ جو کچھہ مین نے کہا ہی وہ مامون رشید کے روبرو
کرنا اور جب قول آپکا اس مقام تک پہونچا تو آپ نے فرمایا کہ اے اباصلت

مین اس غار کے آگے جاتا ہون اگر باہر آؤن اور کوئی شے میرے سر پر نہو تو
اُسوقت مجھسے کہنا کہ مجھکو آپ سے کچھ کہنا ہو اور اگر کوئی شے پہنے ہون تو کچھ نہ کہنا
ابو صلت کہتے ہین کہ دوسرے دن جناب امام رضاؑ نے بعد نماز صبح اپنا
جامہ زیب تن فرمایا اور منتظر رہے اور اِس اثنا مین ایک غلام مامون رشید کے
پاس سے آپکی طلب کے واسطے آیا آپ روانہ ہوے مین بھی عقب مین ہولیا
آپ مامون رشید کے دربار مین تشریف لائے اُسکے آگے میوے کے طبق رکھے
ہوئے تھے اور اپنے ہاتھ مین ایک خوشہ انگور کا لیے ہوے تھا اُسمین سے کھاتا
جاتا تھا جب اُسنے حضرت امام کو دیکھا تو اُٹھکر معانقہ کیا اور آپ کی آنکھون پر بوسہ
دیا اور اُس خوشہ انگور کو آپکے ہاتھ مین دیا اور کہا کا ابن رسول اللہ اِس خوشہ سے
بہتر مین نے انگور نہین دیکھا ہو آپ نے کہا کہ عمدہ انگور بہشت سے ہو اُسوقت
مامون رشید نے خوشہ انگور کا آپ کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا کہ یہ انگور تناول فرمائیے
آپ نے منع فرمایا کہ مجھکو معاف رکھیے مامون رشید نے اصرار کیا اور چند دانہ انگور
کے لیکر اُس خوشہ سے آپ کھائے اور پھر حضرت امام کے ہاتھ مین دیا آپ نے چند
دانہ تناول فرمائے اور رکھدیا بعد اُسکے اوٹھ کھڑے ہوے مامون نے دریافت
کیا کہ آپ کہان جاتے ہین فرمایا کہ جہان تو بھیجتا ہو اور ایک چیز اپنے فرق ہمایون پر
رکھکر باہر تشریف لائے فرمایا کہ دروازہ بند کیا جاے اور آپ اپنے فرش پر
سو رہے مین اُس گھر مین متحیر اور مغموم کھڑا رہا کہ یکایک مین نے ایک جوان رعنا
کو دیکھا کہ وہ دروازے سے ظاہر ہوا وہ ہم شبیہ حضرت امام رضاؑ تھا اور
خوبرو اور خوش جمال تھا اور مشک و عنبر کی خوشبو پیدا تھی مین بعجلت تمام

اُسکے قریب گیا اور کہا کہ کہان سے آتے ہو دروازہ تو بند تھا اُسنے کہا کہ وہ
آدمی مجھکو لایا ہی کہ مدینہ سے ایک ساعت مین اِس جگہ پہونچا دیا مین نے پوچھا
کہ تم کون ہو جواب دیا کہ مین محمد ابن علی ہون اور ایک روایت مین ہی کہ آپ نے
کہا کہ مین حجت خدا کی اے اباصلّت تیرے واسطے ہون یہ کہکر قصد کیا
کہ آپ کے روبرو آئین اور مجھسے اشارہ کیا کہ تو بھی آ - اور حضرت امام رضاؑ نے
اپنے فرزند کو دیکھا اُٹھکر معانقہ کیا اور اپنے سینہ سے لگایا اور دونون آنکھون پر
بوسہ دیا اور آپ فرش پر لیٹ گئے اور آپ کے صاحبزادہ نے آپکے روی مبارک
پر اپنا منہ رکھکر کچھ اسرار کی باتین کہین - اور کہا کہ مین نہین جانتا تھا اُسوقت
حضرت امام رضاؑ کے لبہاے مبارک پر کف دیکھا مین نے جو برق سے زیادہ
سفید تھا اور محمد بن علی اُسکو چاٹتے تھے اِس اثنا مین فرزند بزرگوار اپنا ہاتھ
اپنے والد کے جامہ کے اندر لیجا کر ایک شے مانند اصفور کے باہر لائے اور کھا گئے
اور حضرت امام رضا نے وفات پائی - اُسوقت حضرت امام محمد تقی نے مجھسے
فرمایا کہ اے ابوصلت توفلان مکان سے پانی اور تختے اُٹھا لا مین نے
کہا کہ اُس گھر مین نہ پانی ہی اور نہ تختے فرمایا کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر عمل
کرو جب مین گیا پانی اور تختے دونون پائے مین نے اُس حکم کی تعمیل کی
اور کھڑا ہوا کہ غسل مین مدد دون فرمایا کہ اے ابوصلّت میرے ساتھ
ایک اور ہے کہ وہ امداد کریگا جب غسل سے فارغ ہوے فرمایا کہ خزانہ
مین ایک جامہ دان ہی اور اُسمین کفن اور حنوط ہی اُسکو لا - مین اُس خزانہ
مین گیا اور اُس جامہ دان سے کہ مین نے ایسا کبھی نہین دیکھا تھا کفن اور

حنوط لایا اُسوقت حضرت ابوجعفر محمد بن علی نے تکفین کی اور نماز ادا کی اور بعد اُسکے فرمایا کہ ایک تابوت حاضر کر مین نے کہا کہ نجار سے کہتا ہون وہ بنا لائیگا فرمایا کہ خزانہ مین جا مین اُس خزانہ مین گیا وہان ایک تابوت تھا کہ ایسا مین نے کبھی نہین دیکھا تھا جب مین اُسکو لایا تو آپ نے حضرت امام رضا کو اُسمین رکھا اور دو رکعت نماز ادا کی نہنوز آپ نماز سے فارغ نہوے تھے کہ تابوت خود بخود اپنی جگہ سے اُٹھکر بلند ہوا اور چھت پھاڑ کر چھت سے باہر گیا مین نے کہا کہ اے ابن رسول اللہ مامون رشید ابھی وقت آتا ہی اور مامون رشید حضرت امام رضا کو طلب کرتا ہی مین اُس سے کیا کہونگا اور کیا کرونگا فرمایا کہ خاموش رہ تابوت ابھی آتا ہی اور پھر فرمایا کہ اے ابو صلت دنیا مین کوئی پیغمبر نہین گذرا ہی کہ وہ مشرق مین اور اُسکا وصی مغرب مین وفات پائے مگر اُسمین راز یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالی انکے اجساد اور ارواح کو جمع کرتا ہی یہ بات تمام نہین ہوئی تھی کہ پھر چھت شگاف ہوگئی اور تابوت نیچے آگیا اور حضرت امام محمد ابن رضا نے اُٹھکر تابوت سے حضرت امام رضا کو باہر کیا اور فرش پر لٹا دیا اُسوقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا دوبارہ غسل و تکفین ہوئی بعدہٗ فرمایا کہ دروازہ کھولدے مین نے دروازہ کھولدیا مامون رشید اور اُسکے غلامون کو مین نے دیکھا کہ وہ اندر آئے وہ مغموم تھے اور بحالت گریہ وزاری ہاتھ اپنے منھ پر مارتے تھے اور گریبان پھاڑتے تھے بعد اسکے آپکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اور بحکم مامون رشید قبر کھودی گئی مین اُس مقام پر حاضر تھا جیسا کہ حضرت امام رضا نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور جب مامون نے مچھلیان اور پانی ملاحظہ کیا کہا کہ اے ابو الحسنؑ جبکہ آپ نے اپنی حیات مین مجھکو عجائب و غرائب مشاہدہ کرائے

بعد وفات کے بھی وہی عمل مین آیا ایک شخص نے مامون رشید سے کہا کہ آپ
کچھ جانتے ہین کہ اس سے اشارہ کیا ہی کہا کہ نہین جانتا ہون اُسنے کہا کہ اشارہ
یہ ہی کہ ملک و دولت بنی عباس باوجود کثرت اور امتداد زمانے کے مانند ان مچھلیو نکے
ہی کہ جب وقت تمھاری موت کا موجود ہوگا اور انتزاع سلطنت کا زمانہ قریب
آویگا تو ایک مرد تیر مسلط ہوگا کہ تمھارا قلع وقمع کر دیگا مامون نے کہا سچ ہی ابو صلت
کہتا ہی کہ جب مامون رشید آپکی تکفین اور تعزیت سے فارغ ہوا تو اُسنے مجھسے
کہا کہ جس کلام کو حضرت امام رضا نے تجکو سکھایا ہی وہ مجھسے کہہ اُسنے کہا کہ بخدا
مین وہ بات اُسی وقت بھول گیا تھا مامون رشید غصہ مین ہوا اور میری قید کا
حکم دیا مین ایک برس قید رہا اور تمام عیش و عشرت بھول گیا تھا ایکدن مین نے
کہا کہ خدا بحق محمد و آل محمد مجھکو اس رنجش سے رہائی بخش ہنوز اس دعا کو ختم
نہ کر چکا تھا کہ محمد ابن علی ابن موسی رضا کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین اور فرماتے
ہین کہ اب تو تنگ دل ہوگیا اے ابا صلت عرض کی کہ ہان اُسوقت فرمایا
کہ اُٹھ کھڑا ہو اور یہان سے چل اور جن چیزون سے کہ مجھکو قید کیا تھا اُن سب پر
آپ نے ہاتھ رکھدیا وہ سب کھل گیئن میرا ہاتھ پکڑا اور محبس سے باہر لائے محبس
کی حفاظت کرنے والون نے مجھکو دیکھا اور کچھ نہ کرسکے اور نہ مجھسے کچھ کہہ سکے
بعدہ حضرت امام نے فرمایا کہ اب جا اور خداوند تعالے کی امان مین رہ
کہ دوسری مرتبہ تو مامون رشید تک نہ پہونچیگا اور نہ وہ تجھ تک پہونچیگا ابو صلت
کہتے ہین کہ ایک زمانہ دراز تک مین نے مامون کو نہ دیکھا آپ کی وفات
طوس مین ایک قریہ سنا آباد مین ہوئی اور کہتے ہین کہ اُس مکان مین

آپکو دفن کیا جو حمید ابن قحطبہ طائی کا تھا اور اُسی مقام پر ہارون رشید بھی دفن ہوا ہی
آپکا زمانہ حیات ۵۵ سال کا تھا۔

احوال حضرت محمد ابن علی علیہ السلام آپکی کنیت اور نام مطابق حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام کے ہی اور اسواسطے آپکو ابو جعفر ثانی کہتے ہین لقب آپکا تقی
جواد ہی اور منتخب اور مرتضیٰ بھی آپ گیارہوین رمضان المبارک کو مدینہ منورہ مین
پیدا ہوئے بعض کہتے ہین کہ گیارہوین رجب کو ولادت باسعادت ہی آپ کی
والدہ اُم ولد تھین خیران نام اور بعضے کہتے ہین کہ ریحانہ نام تھا فضل وکمال
اور علم وادب مین تبحر تھا اسیواسطے مامون رشید نے اپنی لڑکی ام الفضل کے ساتھ
آپکا عقد کیا تھا بیان ہی کہ اُم الفضل نے مدینہ منورہ سے اپنے باپ کو نامہ لکھا
جسمین مضمون یہ تھا کہ حضرت امام ایک اور عورت کرنے والے ہین مامون رشید نے
جواب مین لکھا کہ تیرا نکاح مین نے اس سبب سے نہین کیا ہی کہ حلال کو حرام قرار
دون ہرگز ایسی باتین نکرنا پھر مجھکو اس قسم کے کلمات نہ لکھنا بیان کیا جاتا ہی کہ ایک
بزرگ نے کہا کہ عراق مین سُنا تھا کہ ایک شخص دعویٰ نبوت کا کرتا ہی اور اُسکو
قید کرکے شام مین لائے ہین اور فلان مقام پر قید ہی مین اُس مقام پر گیا اور
محافظ کو کچھ رشوت دی کہ وہ مجھکو اُس قیدی تک جانے دے جب مین گیا تو
اُس شخص کو مین نے فہیم اور عقیل پایا مین نے دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین
ولایت شام کا رہنے والا ہون اور مدتہاے دراز تک مین وہان عبادت مین
مشغول رہا ہون ایک رات کو مین اُس مسجد مین روبقبلہ بیٹھا تھا جسمین کہ سر مبارک
حضرت امیر المومنین حسینؑ کا آویزان کیا گیا تھا مین عبادت اور ذکر خدا مین مشغول تھا

کہ ایک شخص میرے روبرو ظاہر ہوا اور اُسنے مجھسے کہا کہ اُٹھ کھڑا ہو مین اُٹھ کھڑا ہوا جب تھوڑی مسافت طے کی تو مین نے شام کی مسجد سے اپنے کو کوفہ کی مسجد مین پایا اُسوقت اُسنے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون مقام ہی مین نے کہا کہ مسجد کوفہ ہی اور مین نے بھی نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوا باہر آیا اور مین بھی باہر آیا اور اُسکے ساتھ روانہ ہوا بعدہٗ چند قدم چلے تھے کہ مین نے اپنے کو مدینہ منورہ مین مسجد نبوی مین پایا اُسنے روضۂ آنحضرت کو سلام کیا اور نماز مین مشغول ہوا اور مین بھی نماز مین مشغول ہوگیا بعد فراغت نماز پھر باہر آیا اور روانہ ہوا مین اُسکے عقب مین چلا اور چند قدم چلے تھے کہ مین نے اپنے کو مکہ معظمہ مین پایا اور جب مین اور وہ طواف سے فارغ ہوا تو مکہ سے باہر آئے اُسوقت وہ میری نظرون سے غائب ہوگیا بعد اُسکے مین نے اپنے کو مسجد شام مین پایا جسمین کہ رو بقبلہ بیٹھا تھا اس حالت سے مین تعجب وحیرت مین مبتلا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کون آدمی ہی دوسرے برس اُسی وقت وہ بزرگوار پھر پیدا ہوے اور مجھکو اپنا رفیق قرار دیا جیسا کہ سال گذشتہ مین واقع ہوا تھا ویسا ہی اِس سال مین ظاہر ہوا جب اسکی مفارقت کا وقت پہونچا تو مین نے اُسکو قسم دی کہ مجھسے آپ یہ فرمائین کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین محمد ابن علی بن موسی رضا بن جعفر علیہ السلام ہون دوسرے دن مین نے اِن واقعات کو اپنے احباب اور اہل جلسہ سے بیان کیا اور اِس خبر کا چرچا ہوگیا رفتہ رفتہ یہ خبر والی شام کو پہونچی اُسنے مجھپر یہ الزام لگایا کہ یہ مدعی نبوت ہی اور مجھکو قید کردیا راوی کہتا ہی کہ جب اِس حال سے مین واقف ہوا تو ایک رقعہ مین نے والی شام کو لکھا اور اِس ساری کیفیت سے اُسکو آگاہ کیا

پشت رقعہ پر اُسنے لکھا کہ اُس آدمی کو تم بھیجو کہ اُس قیدی کو رہا کرے کہ ایک ہی رات
مین شام سے کوفہ کو لیجاوے اور کوفہ سے مدینہ مین اور مدینہ سے مکہ مین اور
اُس مقام سے پھر شام مین پہونچاوے مین اُسکے جواب سے نہایت ناخوش ہوا
جب دوسرے دن مسجد کی جانب روانہ ہوا کہ اُس بیچارے کو اِس رقعہ کی کیفیت
سے آگاہ کرون محبس کے محافظین کو مضطرب الحال پایا اُسکا سبب دریافت
کیا اُنھون نے کہا کہ جس شخص کو قید کر رکھا تھا وہ غائب ہو گیا معلوم نہین ہی کہ زمین
اُسکو کھا گئی یا آسمان بغداد مین آپ نے انتقال فرمایا اور مقابر قریش مین دفن ہوے
ذکر علی بن محمد علیہ السلام آپکی کنیت ابوالحسن ہی اور لقب ہادی اور عسکری
اور ذکی اور نقی ہی آپکی والدہ اُم ولد تھین اور سمانا نام تھا اور بعضون نے کہا ہی
کہ آپ مامون رشید کے نواسے تھے آپ مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور خلیفہ
متوکل نے آپکو بلایا اور سر من راے مین آپ نے اقامت فرمائی وہین تا بحیات
مقیم رہے منقول ہی کہ متوکل نے جب مدینہ سے آپکو عراق مین طلب کیا تھا اور
جبکہ آپ سر من راے مین پہونچے جسکو سامرہ کہتے ہین تو آپکو مقام خان الصعالیک
مین کہ اُسکی آب و ہوا نہایت خراب تھی مقیم کیا جو شیعہ آپکے ہمراہ تھے اُنین سے
ایک شیعہ صالح سعید نے آپ سے کہا کہ ای ابن رسول یہ گروہ آپکی قدر و منزلت
کا چھپانے والا اور آپ کے نور کو دفع کرنے کی سعی کرتا ہی اور اسی واسطے آپ کو
اس مقام وحشت ناک مین مقیم کیا ہی آپ نے فرمایا کہ ای صالح افسوس ہی کہ تو ابتک
اسی مقام مین ہی اُسوقت اپنے دست مبارک سے ایک طرف اشارہ کیا اور جب
مین نے اس جانب دیکھا تو مجھکو باغات سرسبز و شاداب نظر آئے جنمین کہ نہرین

روان تھین اور بڑی بڑی بلند عمارات دیکھنے مین آئین اُسوقت حیرت اور دہشت
میرے تمام جسم پر طاری ہو گئی تھی حضرت امام علی بن محمد نے فرمایا کہ ای صالح مین
جس جگہ قیام کرتا ہون وہان یہ سب سامان موجود ہوتا ہی اور مین خان الصالیک
مین نہین ہون ایک مرتبہ متوکل خلیفہ بیمار ہوا تھا اور اطبا اُسکے علاج سے عاجز ہو گئے
تھے اور وہ ہلاک ہونے والا تھا اُسکی مان نے نذر مانی تھی کہ اگر لڑکا میرا اس بیماری
سے شفا پاجائیگا تو مین خاص اپنے مال سے بہت سا مال اور انواع واقسام کے
تحفہ تحائف حضرت امام محمد تقیؑ کی خدمت مین بھیجونگی انھین ایام مین فتح بن خاقان
کہ ایک مقرب خلیفہ متوکل کا تھا اُسنے کہا کہ اس مرض کا سوائے حضرت امام محمد تقی
کے اور کوئی علاج نہین کرسکتا آپکی خدمت مین ایک آدمی بھیجا گیا اور اُس مریض کا
علاج دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ فلان شے کو فلان جگہ رکھدینا چاہیے اُس سے
نفع ہوگا جب یہ خبر متوکل کے دربار مین پہونچی تو بعض درباریون نے اسپر قہقہہ
اُڑایا مگر فتح بن خاقان نے کہا کہ تجربہ کرنا چاہیے پس بموجب فرمانے حضرت امام
کے وہ شے اُسی مقام پر رکھدی گئی اور متوکل نے شفا پائی اُسکی مان نے اُس
مانی ہوئی نذر پر عمل کیا اور دس ہزار دینار کا صرہ سر بمہر حضرت امام کی خدمت
مین روانہ کیا خلیفہ کی صحت کو چند روز گذرے ہونگے کہ چغلخورون نے اُسکو
خبر پہونچائی کہ حضرت امام کے مکان مین ہتھیار اور مال بہت سا ہی متوکل نے اپنے
حاجب سے کہا کہ نصف شب کو حضرت امام کے مکان پر جانا اور جو کچھ مال ہتھیار
پانا لے آنا اور اُنکو بھی میرے پاس لانا سعید حاجب کہتا ہی کہ نصف شب کو ہم آپکے
مکان پر گئے اور ایک سیڑھی کوٹھے کی دیوار پر لگادی اور اُس سیڑھی کے

ذریعہ سے آپکے کوٹھے پر آگئے اور زینہ سے آپکے مکان مین اُترے رات تاریک
تھی اور تاریکی مین یہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ مکان کہان ہی اور کہان جانا چاہیے یکایک
اندر مکان سے حضرت امامؑ کی آواز آئی کہ ای سعید تو جہان کھڑا ہی کھڑا رہ مین شمع
لاتا ہون فوراً آپ شمع لائے اور مین بھی آپکے ساتھ ہو لیا اور مین نے دیکھا کہ پشمینہ
پشمینے کا جامہ آپ زیب تن کیے ہوے تھے اور کلاہ پشمینہ کی سر مبارک پر تھی اور
رو بقبلہ بیٹھے ہوے تھے فرمایا مکان مین سب کچھ تیرے روبرو ہی تو دیکھ لے مین نے
دیکھا اور کوئی چیز موجود نہ پائی وہی صرہ سر مہر رکھا ہوا تھا اور ایک دوسرا کیسہ بھی اسکے
ساتھ تھا بعدہ حضرت امام نے کہا کہ مصلی تیرے روبرو ہی اسکو اُٹھا کر بھی دیکھ لے
مین نے اُسکو اُٹھایا اُسکے نیچے ایک تلوار غلاف مین کی ہوئی پائی مین نے اُس
تلوار کو مع غلاف اُٹھا لیا اور صرہ اور کیسہ بھی اُٹھا لیا اور متوکل کے پاس آیا جب
خلیفہ نے اُس صرہ پر اپنی مُہر دیکھی تو اُسکی کیفیت دریافت کی جب اُسکو نذر کا حال
معلوم ہوا تو ایک اور صرہ اوسی صرہ مین شریک کر دیا کہ اسکو بھی حضرت امام کے
مکان پر پہونچا دو مین منفعل اور پشیمان حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہوا کہ ای
سید مجھکو نہایت رنج ہی کہ مین بغیر آپکی اجازت کے آپکے مکان مین اُس رات کو
آیا تھا مگر مین مامور تھا اسلیے معذور تھا۔ آپکے اوصاف حمیدہ اور خصائل برگزیدہ کے
متعلق یہ ذکر بھی کیا گیا ہی کہ ایک اعرابی ایک قریہ سامرہ سے آپکے قدمبوس
ہونے کے واسطے حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہ کیا حاجت ہی اُسنے کہا کہ مین اُس
گروہ سے ہون جسکو آپ کے جد حضرت علی مرتضیٰ سے نہایت محبت تھی مین
متقروض ہون اور اُس قرض کے ادا کرنے کی طاقت نہین رکھتا پس آپکا سایہ

میرے واسطے ملجا و ماویٰ ہے حضرت امام نے فرمایا کہ اطمینان رکھ اور کل میری خدمت مین آنا دوسرے روز جب وہ اعرابی آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو آپ نے ایک وثیقہ اپنے قلم مبارک سے لکھدیا کہ مجھکو اسقدر مبلغ ایک اعرابی کو دینا ہی اور وہ مبلغ اعرابی کے قرضے سے زیادہ تھے اور اس سے فرمایا کہ جب مین سرمن راے مین مراجعت کرون تو اس وثیقہ کو اسوقت میرے روبرو پیش کرنا جبکہ میرے پاس حاضرین کا مجمع ہو اور سختی سے وثیقہ کے مبلغ کو طلب کرنا اور ہرگز اس امر سے خلاف نکرنا اعرابی نے اسکو قبول کیا اور جب حضرت امام سامرہ مین تشریف لائے تو اسنے اسوقت وہ وثیقہ پیش کیا جبکہ خلیفہ کے درباری اور دوسرے اشخاص وہان بیٹھے ہوے تھے اور تشدد سے کہا کہ اس وثیقے کے مبلغ مجھکو دیں حضرت امام آہستہ آہستہ اعرابی سے گفتگو فرماتے تھے اور معذرت کرتے تھے اور وعدہ ادا کرنے کا کرتے تھے کہ اس عرصہ مین یہ راز فاش ہو گیا اور جب متوکل تک یہ خبر پہونچی تو اسنے بیس ہزار درم حضرت امام کے پاس بھجوا دیے اور حضرت امام نے انکو حفاظت مین رکھا جب کہ وہ اعرابی آپکی خدمت مین حاضر ہوا یہ سب دینار آپ نے اسکو دیدیے اور فرمایا کہ اسمین سے اپنا قرضہ ادا کرنا اور باقیماندہ اپنے عیال و اطفال کی پرورش مین لانا۔

آپکا سن شریف ۴۱ سال کا تھا اور بعضون نے یہ بیان کیا ہی زمانہ خلافت منتصر پسر متوکل مین آپ نے وفات پائی اور قبر سرمن راے مین ہے۔

ذکر حضرت امام حسن ابن علی بن محمد علیہ السلام آپکی کنیت ابو محمد اور لقب خالص و سراج ہی اور آپ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے عسکری مشہور ہین اور آپکی

حدیث بھی سنتے ہین آپکی والدہ کا نام سوسن تھا آپکی نسبت یہ تذکرہ کیا گیا ہو کہ علی
بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا ہو کہ ہم ایک مرتبہ فقر وفاقہ مین بنہایت
مبتلا تھے میرے باپ نے مجھسے کہا کہ میری آرزو ہو کہ ابو محمد ذکی کے پاس چلنا چاہیے
کیونکہ اُنکی جود وسخاوت ودریادلی وسیر چشمی کا شہرہ تھا مین نے پوچھا کہ آپسے
معرفت ہی کہا کہ نہین ہو باوجود اِسکے کہ معرفت سابقہ نہ تھی اور فقر وفاقہ کا غلبہ تھا
مگر روانہ ہوے راہ مین میرے باپ نے مجھسے کہا کہ میری آرزو ہی کہ مجھکو وہ
پانچسو درم دین ۲۰۰ دو سو درم کا کپڑا خرید کرونگا اور دو سو درم کا آٹا خریدونگا اور
باقی ۱۰۰ سو درم مصارف خانگی کے واسطے رہینگے مین نے اپنے دل مین کہا کہ
کیا اچھا ہو کہ اگر تین سو درم وہ مجھکو بھی دین سو درم کا کپڑا خرید کرونگا اور سو درم کا
ایک دراز گوش اور کوہستان کی طرف جاؤنگا اور ۱۰۰ سو درم اپنے مصارف ضروری
مین خرچ کرونگا جب ہم ابو محمد ابن ذکی کے مکان مین پہونچے تو بغیر اسکے کہ
کوئی ہمارے آنے کی اُنکو خبر دے اُنکا غلام آیا اور اُسنے کہا کہ علی ابن ابراہیم
اور اُنکا لڑکا محمد اندر آئین جب ہم مکان کے اندر گئے مراسم سلام بجا لائے
فرمایا کہ اے علی کون موانع پیش آئے تھے کہ ابتک تم میرے پاس نہین آئے
کہا اے سید حیا مانع تھی کہ اس حال سے مین آپ کے پاس آتا تھوڑی دیر کے
بعد جب ہم باہر آئے پھر غلام حضرت امام کا عقب سے آیا اور ایک صرہ پانسو
درم کا میرے باپ کو دیا ۲۰۰ دو سو درم کپڑون کے واسطے اور دو سو درم آٹے
کے واسطے اور ۱۰۰ سو درم نفقہ کے واسطے اور ایک صرہ مجھکو دیا جسمین ۳۰۰ تین سو
درم تھے ۱۰۰ سو درم میرے کپڑون کے واسطے اور ۱۰۰ سو درم اخراجات خانگی کے واسطے

اور سو درم دراز گوش کے واسطے اور کہا کہ تم کوہستان مین جاؤ اور فلان موضع مین قیام کرو جس مقام کا کہ اشارہ کیا تھا مین اُس مقام پر گیا اور ایک بڑھیا سے نکاح کیا اُسی دن مجھکو ایک محلہ مین دو ہزار دینار حاصل ہوے۔

دوسری روایت ایک ثقہ سے ہو کہ ایک مرتبہ اُنھون نے رقعہ حضرت امام محمد عسکریؑ کو بھیجا اور اسمین مشکلات کے معنی دریافت کیے اور وہ کہتے ہین کہ میری بیوی حاملہ تھین اُنھون نے یہ بھی عرض کیا کہ آپ اُسکو دعاے خیر سے یاد کرین اور جو لڑکا پیدا ہو اُسکا نام آپ اپنی زبان سے رکھین حضرت امام نے اُسکے جواب مین لکھا کہ مشکلات عبارت قلب محمدؐ رسول اللہ سے ہی اور کوئی ذکر اُسکی عورت اور لڑکے کا نہ کیا آخر جواب مین یہ لکھا کہ عظم اللہ اجرک و خلفک علیک اور جب دوسری مرتبہ اُسکی بیوی حاملہ ہوئی دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا آپ نے وفات سر من راے مین پائی اور قبر آپکی آپکے پدر کے پہلو مین ہی۔

ذکر حضرت امام محمد بن حسن بن علی علیہ السلام کنیت آپکی ابو القاسم ہی اور شیعہ آپکو حجۃ اور قائم اور مہدی اور منتظر و صاحب الزمان کہتے ہین جب آپکے والد نے انتقال فرمایا تھا تو آپ پانچ برس کے تھے اور صغیر سنی مین خداوند تعالے نے آپکو حکمت عطا کی جیسا کہ حضرت یحیی پیغمبر کو حالت طفولیت مین آپکو امام مقرر کیا تھا جیسا کہ حضرت عیسی کو زمانہ طفولیت مین نبی مرسل گردانا تھا اور بعض شیعون نے یہ بھی بیان کیا ہو کہ صاحب الزمان اُسی مکان مین جو سر من راے مین تھا تشریف لائے اور آپکی والدہ نے بہت انتظار کیا مگر باہر نہ آئے اور شیعون کا اعتقاد ہے کہ اُسی زمانہ سے غائب ہین آپکی والدہ کا نام نرجس تھا۔ وحکیمہ بچی امام محمد ذکی

کہتی ہین کہ ایک دن مین اپنے بھتیجے حضرت امام ذکی کے پاس آئی آپ نے فرمایا کہ اے چچی آجکی رات میرے مکان مین مقیم رہیے۔ کہ خداوند تعالےٰ مجھکو ایک لڑکا عطا کریگا مین نے کہا کہ وہ کہانسے ہوگا کیونکہ مین نرجس خاتون مین کوئی اثر حمل کا نہین پاتی ہون آپ نے فرمایا کہ نرجس خاتون مثل حضرت مریمؑ کے ہین کہ آپکا حمل بوقت پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوا تھا حکیمہ کہتی ہین کہ مین نے اُس رات کو آپ کے مکان مین توقف کیا اور جب نصف رات پہونچی تو مین تہجد مین مشغول ہوئی اور نرجس بھی تہجد مین مشغول ہوئین اور جب صبح ہوئی تو مین نے کہا کہ صبح ہو گئی ہو مگر جو کچھ کہ ابو محمد نے کہا تھا وہ ظاہر نہین ہوا کہ اِس اثنا مین ابو محمد کی آواز سنی کہ آپ فرماتے ہین کہ اے چچی آپ عجلت نکرین بعدہٗ پھر مین مکان مین گئی کہ نرجس خاتون وہان تشریف فرما تھین اور اُنسے مین نے ملاقات کی اُسوقت اُنکے تمام اعضا لرزہ مین مبتلا تھے مین نے اُنکو سینہ سے لگا لیا اور سورۂ اخلاص وانا انزلناہ و آیۃ الکرسی پڑھکر دم کیا تھوڑا عرصہ گذرا ہوگا کہ تمام مکان روشن ہوگیا اور جب مین نے نظر کی تو فرزند ابو محمد کو زمین پر سجدہ مین پایا مین نے اُنکو اُٹھا لیا اور ابو محمد نے اپنے حجرہ سے آواز دی کہ اے چچی میرے لڑکے کو میرے پاس لاؤ مین اُنکے لڑکے کو اُنکے پاس لیگئی اُنھون نے اُسکو اپنی گود مین بٹھا لیا اور اپنی زبان مبارک اُنکے دہان مبارک مین دیدی اور فرمایا کہ اے لڑکے میرے باتین کر بحکم خدا اُس لڑکے نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اُسکے مین نے دیکھا کہ مرغان شہر ہر طرف سے میرے گرد جمع ہو گئے ابو محمد نے ایک مرغ کو بلایا مین نے ابو محمد سے سوال کیا کہ یہ مرغ کون ہو اور دوسرے

مرغان شہر کون ہین کہا کہ جبرئیل ہین اور دیگر ملائکہ رحمت ہین یہ بھی روایت ہی کہ
جب حضرت امام محمد حسنؑ متولد ہوے تو آپ ناف بُریدہ تھے اور ختنہ کیے ہوے
تھے ایک اور روایت ہی کہ ایک دن مین ابو محمد کے پاس گیا اور اُنکے دست راست
کی جانب ایک مکان دیکھا کہ اُس مکان کا پردہ آویزان تھا مین نے پوچھا کہ ای
سید بعد آپکے امامت کسکے تعلق ہوگی فرمایا کہ اُس پردہ کو اُٹھا مین نے وہ پردہ
اُٹھایا اور اُس مکان سے ایک لڑکا باہر آیا آپکے رخسار راست پر ایک خال تھا اور
دو گیسو پڑے تھے اور پاکیزگی اور صباحت ظاہر تھی وہ ابو محمد کی گود مین آکر بیٹھ گئے
اور اُسی وقت بموجب فرمانے اپنے والد کے اُسی مکان مین چلے گئے مین نے
آپکی جانب دیکھا اُسوقت حضرت ابو محمد نے مجھسے کہا کہ اُٹھو اور دیکھو کہ اس گھر
مین کون ہی مین اُسمین گیا مگر مین نے اُسمین کسی کو نہ دیکھا ایک شخص کا بیان ہی
کہ معتضد خلیفہ نے مجھکو اور دو آدمیون کو طلب کیا اور کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ حسن
بن علی نے سرمن رائے مین وفات پائی ہی جلدی جاؤ اور اُنکے گھر کو گھیر لو اور جس
شخص کو وہان پاؤ اُسکا سر میرے روبرو لاؤ مین فوراً سرمن رائے مین گیا اور آپکے
مکان پر آیا مین نے آپ کے مکان مین دیکھا کہ سرسبزی و شادابی ہی اور ایسی خوبی
کا مکان ہی کہ گویا کسی نے اسی وقت بنایا ہی پھر ایک پردہ دیکھا وہ آویزان تھا مین نے
اُسکو اُٹھایا پھر ایک سرداب میری نظر مین آیا مین اُسمین چلا گیا پھر مین نے ایک
دریا کو دیکھا کہ اُسکے صحن مین بوریا بچھائے ہوے ہی اور ایک خوبصورت شخص کو
دیکھا کہ وہ اُس چٹائی پر نماز پڑھ رہا ہی مگر اُس شخص نے کچھ میری جانب التفات نہین کیا
دو آدمی جو میرے ہمراہ تھے اُنمین سے ایک نے جرأت کی اور چاہا کہ آگے بڑھون

مگر اُسکا پاؤن پانی مین چلا گیا اور اُسوقت اُسکو نہایت تکلیف و پریشانی ہوئی یہانتک کہ وہ قریب ہلاکت کے پہونچگیا تھا مین نے فوراً اُسکا ہاتھ پکڑا اور اُس پانی سے باہر نکالا دوسرے نے بھی ایسا ہی قصد کیا اُسکو بھی ایسی ہی مصیبت پیش آئی مگر مین نے اُسکو بھی نجات دی بعد اُسکے مین نہایت متحیر ہوا اور مین نے کہا کہ اے صاحب البیت مین خدا سے اور آپ سے عرض کرتا ہون اور بخدا مین نہین جانتا تھا کہ حال آپکا کیا ہی اور مین کہان آیا ہون مین نے بہت عاجزی کی مگر التفات نہین ہوا آخرکار واپس آکر معتضد خلیفہ سے جو کچھ دیکھا تھا اور گذرا تھا وہ بیان کیا اُسنے کہا کہ اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ تمھارا سر کٹوا دونگا۔

جاننا چاہیے کہ فرقہ امامیہ اثنا عشریہ حضرت امام محمد ابن حسن کو دو غیبتون سے منسوب کرتا ہی ایک غیبت قصری یعنی بہت چھوٹی دوسری غیبت طولی یعنی بہت بڑی چھوٹی غیبت وقت ولادت سے انقضاے وقت سفارت تک ہی بڑی غیبت وقت انقضاے سفارت سے ہی اُسوقت تک کہ ارادہ ازلی آپ کے ظہور کے متعلق ہوگا یہ بیان ہی کہ چھوٹی غیبت مین آپکی جانب سے سفیر ہین کہ حاجات خلائق کے آپکے پاس پیش کرتے ہین اور آپکے جواب سے خلق کو آگاہ کرتے ہین شیعو نکے اعتقاد مین چھوٹی غیبت مین حضرت امام محمد ابن حسن سے کرامات اور معجزات ظاہر ہوئے ہین اور انکا یہ بھی اعتقاد ہی کہ مہدی آخر الزمان ہین اور جب انکا ظہور ہوگا تو حضرت عیسٰی بھی آسمان سے تشریف لاوینگے غرضکہ اہل سنت وجماعت اور شیعہ اثنا عشر نے آپ کی شان مین احادیث واخبار نقل کیے ہین اور حضرت عیسیٰ کے نزول کے متعلق بھی بہت سی روایات ہین۔

باب دوم

ظہور شیعہ و سُنی و خوارج

آغاز اسلام مین سُنی و شیعہ نہ تھے زمانہ رسالت مین شیعہ اور سُنی کا ذکر نہ تھا دین اسلام تھا اور اُسکے تسلیم کرنے والون کو مسلمان کہا جاتا تھا جس دین نے خدا کو ایک تسلیم کرایا تھا وہ خود ایک ہی تھا نہ شیعہ کو اُس زمانہ مین ہونے کا فخر حاصل ہو سکتا ہی اور نہ سُنی کو۔ جس زمانہ تک کہ اسلام کا ترکہ اِن دو فرقون مین تقسیم نہ ہوا تھا دین اسلام اختلافی حالتون سے پاک تھا جن قبائل عرب نے اسلام قبول کیا تھا اگر کبھی اُنھون نے آیات قرآن مجید یا دیگر احکامات شرعی سمجھنے مین اختلاف کیا یعنی جب کبھی اُنکی راے اور خیالات بعض اُمور دین کے متعلق مختلف ہوتے تھے تو ایک الٰہی نفس مظہر و مقدس مظہر جمیع کمالات جو کل مسلمانون کا پیشوا تھا وہ اُن اختلافات کو دور کر دیتا تھا۔

سُنی اور شیعہ کے ظہور کا آغاز۔ سُنی اور شیعہ کی پیدائش کا سرچشمہ تو حضرت محمد رسول اللہ کے بعد ظاہر ہوا چمنستان اسلام مین اول انھین دو فرقون کا نشو و نما ہوا ہی ایک قضیہ خلافت کی نسبت پیدا ہوا تھا اور جبکہ خلیفہ کے انتخاب کرنے کا شور مچا ہوا تھا تو جس گروہ نے حضرت علیؑ کے خلافت کی تائید کی تھی اسکا شمار شیعیان علی مین ہو سکتا ہی یعنی وہ گروہ جو حضرت علیؑ کی خلافت کی تائید کرنے والا تھا اسکے مقابلہ مین وہ طبقہ مسلمانون کا جنکی تائید راے سے خلیفہ اوّل کا انتخاب ہوا تھا سُنی کہا جا سکتا ہی اگرچہ کتب تواریخ مین خلیفہ اوّل و دوم کے زمانہ تک لفظ سُنی اور شیعہ کا ذکر نہیں ہے

مگر واقعات متعلق تردید و تائید خلافت سے صاف طور پر مستنبط ہو سکتا ہی کہ ضرور ایک
زمانہ مین مسلمانون مین علیحدہ علیحدہ فرقے ہونگے - لفظ شیعہ لغت کے اعتبار سے
بمعنی گروہ عرب مین مستعمل تھا سُنی بمعنی گروہ تھا سُنی کے معنی تو ایک طریق پر قدم بقدم چلنا
ہی نہ اسکے معنی گروہ کے تھے اور نہ یہ کسی قبیلہ کے واسطے مخصوص ہوا تھا غور کرنے
سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ تیسری خلافت تک سُنی کا اطلاق کسی گروہ پر نہین ہوتا تھا
گو مسلمانون کی جماعت مین تفریق ہو گئی تھی شیعہ عام تھا کسی کی جانب نسبت
کرنے سے خاص ہو جاتا تھا مثلاً شیعیان عثمانؓ اور شیعیان علیؑ کا چرچا تیسری
خلافت مین ہوا تھا - جبکہ چوتھی خلافت کا زمانہ آیا اور شام کی مدعی خلافت سے
جنگ ہوئی تو سُنیان معاویہ اور شیعیان علیؑ زبان زد خاص و عام ہوے تھے
یہ سُنیان معاویہ صرف شام کے مدعی خلافت کی امامت اور خلافت کی تائید و
تصدیق نہین کرتے تھے بلکہ خلفاے ثلاثہ کی خلافت کے موید تھے شیعیان علیؑ
اسکے بالکل خلاف تھے اُنکے امام اور پیشوا حضرت علیؑ اُس مشورہ مین شریک
نہ تھے جو بعد انتقال حضرتؐ سرور کائنات ایک جانشین کے انتخاب کی غرض سے
ہوا تھا اُس شوری مین حضرت علیؑ کے خلیفہ ہونے کی نسبت بعض صحابہ نے
تائید کی تھی مگر اُسکا نتیجہ باتفاق انصار و مہاجرین بعد کشف و مباحثہ یہی ہوا تھا
کہ صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوے جب حضرت علی کو واسطے بیعت کے طلب کیا تھا تو آپ نے
اپنے حق خلافت کو ظاہر اور ثابت کیا تھا تاریخ اعثم کوفی جو سنہ ۲۰۴ ہجری کی لکھی ہوئی
ہے اُس سے بھی ثابت ہوتا ہی اگر خلافت کے واسطے حضرت علیؑ کی جانب سے
زیادہ ترکشش و کوشش ہوئی تو مسلمانون مین جس تفریق اجمال کی تفصیل

شام کی مدعی خلافت کے زمانہ مین ہوگئی تھی وہ اُسی زمانہ مین ہوجاتی ایک خلیفہ کا
ہونا ضرور تھا اور اُس حالت کے مقتضا، تھا اِسی واسطے ابوالہیثم بن التیہان نے
ایک خلیفہ کے فوراً منتخب کرنے کی تحریک کی تھی وہ کسی کی حمایت وطرفداری کی
غرض سے نہ تھی اُس تحریک کا منشا، تھا کہ فوراً ایک خلیفہ ہو کسواسطے کہ منافقین
اور یہودیون وغیرہ اور اُن اشخاص نے جو مرتد ہوگئے تھے سر اُٹھایا تھا اگر حق خلافت
کے واسطے باہم انصار اور مہاجرین اور دیگر صحابہ کے جنگ ہوجاتی تو اسلام کا
نام ونشان بوجہ سیلاب منافقین ومرتدین وغیرہ باقی نہ رہتا وہ ارکان اسلام
جو کہ پیغمبر آخرالزمان نے بڑی مصیبت اور تکلیف سے قائم فرمائے تھے معدوم
ہوجاتے اور جو ظلمت ناک حالت عربون کی زمانہ جاہلیت مین تھی اُس سے بڑھکر
مسیلمہ کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کی مصنوعی شریعت کے زمانہ مین ہوتی
پس بغرض تحفظ اسلام باہمی کُشت وخون مناسب نہ سمجھا گیا اور جبکہ خلیفہ اول
کا زمانہ شروع ہوا تو مقتضاے انصاف یہ ہی کہ اُنھون نے ارکان اسلام کو
قائم رکھا اور منافقین اور غیر مذہب والون کو جس سیلاب سے کہ اسلام معدوم
ہوجاتا اُسکو دفع کیا اسلام اپنے دُشمنون کی رخنہ اندازیون سے محفوظ رہا اور
اُسکو ملکی اور مذہبی طاقت اور قوت ایسی حاصل ہوگئی تھی کہ اُسکا معدوم ہونا
نہایت درجہ دشوار ہوگیا تھا دوسری خلافت عربون کے انتخاب پر محول نہ تھی خلیفہ
دوم کو حسب وصیت خلیفہ اول خلافت حاصل ہوگئی تھی کسی کا شوریٰ و مشورہ
نہ تھا اسی جہت سے غالباً کسی تاریخ مین ذکر نہین ہی کہ دوسری مرتبہ خلافت کے
واسطے حضرت علی مرتضیٰ نے اختلاف کیا ہو بلکہ اکثر اہم معاملات اور مقدمات کا

انفصال دوسری خلافت کے زمانہ مین حضرت علیؑ کی الہامی معلومات سے ہوتا تھا یہانتک کہ جب حضرت عمر بیت المقدس کو تشریف لیگئے تھے تو انھون نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ منورہ مین اپنا جانشین کیا تھا اور ایک مرتبہ حج کے زمانہ مین خلیفہ ثانی اور حضرت علیؑ نے حضرت اویس[1] قرنی سے باتحاد اور اتفاق ملاقات کی تھی مین اگرچہ شیعہ مذہب رکھتا ہون اور میرا یہی اعتقاد ہی کہ

[1] عبد اللہ ابن عباس سے اویس قرنی کا حال دریافت کیا گیا اُنھون نے کہا کہ وہ ایک مرد بزرگ کے صاحبزادہ تھے اور زہد اور تقویٰ اور طاعت اور عبادت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور سید التابعین تھے مین نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کی زبان مبارک سے سنا ہی کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ میری اُمت مین ایک مرد ہی کہ اُسکو اویس قرنی کہتے ہین اُسکو قیامت کے دن شفاعت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور قبیلہ مضر اور ربیعہ کی تعداد کے برابر گنہگارون کی شفاعت کریگا اور وہ شفاعت قبول ہوگی اُسکا مرتبہ خدا کے نزدیک یہانتک ہی کہ اگر کسی کا بزرگ کے واسطے منجانب اللہ قسم کھائے خدا اُسکی قسم کو سچ کرتا ہی بعد میرے اگر اُسکو دیکھنا تمکو چاہیے کہ میری جانب سے تبلیغ سلام کرنا امیر المومنین علیؑ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم مین سے کوئی ہے کہ اویس قرنی کو دیکھیے گا فرمایا کہ ہان عمر ابن خطاب اور تم دیکھو گے اگر دیکھنا تو میرا سلام کہنا اور اپنے واسطے دعاے خیر کی درخواست کرنا کہ تمھارے لیے دعاء خیر کرے حضرت علیؑ نے دریافت کیا کہ کوئی علامت اور نشان ہی کہ اُس سے اویس قرنی کی شناخت ہو رسول خدا نے فرمایا کہ وہ مرد گندم رنگ اور میش چشم ہی وہ جامہ کہنہ پہنے ہوے ہی مخلوق کی رو اور ریا سے تعلق نہین رکھتا نہ کسی سے دوستی کرتا ہی اور نہ اُسکو کوئی پہچانتا ہی حضوری اور غیبت اُسکی خلق کے نزدیک یکسان ہی

جب وہ غائب ہوجاتا ہی تو اُسکو کوئی بُلاتا نہین اور جب وہ حاضر ہوتا ہی تو اُسکے دیکھنے
سے کوئی خوشی نہین کرتا جب وہ سلام کرتا ہی تو کوئی جواب سلام کا نہین دیتا عبد اللہ ابن
عباس کہتے ہین کہ جب سے مین نے زبان مبارک حضرت محمد رسول اللہ سے یہ سُنا ہمیشہ
اویس قرنی کے حالات کے تجسس مین رہا یہانتک کہ خلیفہ اول کے زمانہ مین ایک جماعت
کوفہ سے آئی اور خلیفہ نے اویس قرنی کا حال اُس سے دریافت کیا کہ تم مین کوئی اُسکو
جانتا ہی ایک شخص نے کہا کہ مین اُسکو جانتا ہون وہ ایک شخص غیر معروف ہی کوئی اُسپر توجہ
نہین کرتا بلکہ جب اُسکو دیکھتے ہین تو اُسپر قہقہہ مارتے ہین اور تمسخر کرتے ہین خلیفہ نے
کہا کہ وہ اسی صفت سے موصوف ہی حضرت محمد مصطفےٰ نے اُسکی اسی صفت سے خبر دی
ہی اور فرمایا ہی کہ اگر کوئی شخص برص کے عارضہ مین مبتلا ہو اور اویس دعا کرے کہ خدا اُس
عارضہ سے اُسکو نجات دے خدا اُسکی دعا کو مستجاب کریگا اور برص اُسکے جسم سے زائل
ہوجائیگا اگر خدا کی قسم کھاتا ہی خدا اُسکی قسم کو راست کرتا ہی قیامت کے دن اُسکی شفاعت
سے اُس تعداد کے آدمی عذاب دوزخ سے محفوظ رہینگے جو قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد
کے مساوی ہونگے جب اہل کوفہ نے یہ سُنا تو خاموش ہو رہے اور جسوقت کہ کوفہ مین
پہونچے تو اُنھون نے اویس کی تعظیم و تکریم کی ہر وقت اُنکے پاس جاتے تھے اور
سلام کرتے تھے اور طالب دعاء خیر تھے اویس نے کہا کہ قبل اسکے مجھپر خندہ زن
تھے اور تمسخر کرتے تھے اور میرے سلام کا جواب نہین دیتے تھے اب کیا ہوا کہ مجھسے
خواہش دعا کی کرتے ہو اہل کوفہ نے جو کلمات مدینہ مین سُنے تھے وہ بیان کیے اُسکو
نہایت درجہ مسرت ہوئی اور اہل کوفہ کو دعاء خیر کہی بعد ازان غائب ہو گئے اور کسی نے
پھر کوفہ مین اُنکو نہ دیکھا خلیفہ اول نے ہمیشہ اُنکا حال دریافت کیا مگر دس برس تک
اُنکا سراغ نہ ملا جبکہ حضرت عمر واسطے حج کے تشریف لیگئے تو حرم محترم مین اصناف
خلایق کا مجمع تھا اویس کو اُنھون نے دریافت کیا ایک شخص قرن سے آیا اور اُسنے کہا
کہ اے امیر المومنین مین سُنتا ہون کہ اویس کا ذکر آپ بہت کرتے ہین ہم مین کوئی نہین
ہی کہ اُسکو اویس کہتے ہون مگر ایک بھتیجا میرا اُنکے سے باہر ہی کہ اُسکو اویس کہتے ہین

لیکن اُسکا مرتبہ ایسا نہین ہو کہ اُسکا ذکر امیر المومنین کی زبان پر آئے کیونکہ وہ ایک مرد ہو کہ اُسکو نہ کوئی
جانتا ہو اور نہ پہچانتا ہو اور گمنام ایسا ہو کہ اُسکا ذکر بے سود ہو حضرت عمر نے کہا کہ ای شیخ بھتیجا تیرا کہان ہے
اُسنے کہا کہ میرے ہمراہ بیابان ہو اور میرے چند اونٹ واسطے چرانے کے صحرا مین لیگیا ہو جس مقام مین کہ
اراک عرفات ہین وہان وہ اونٹ چرارہا ہو اور اُنکی نگرانی کررہا ہو حضرت عمر اور حضرت علیؑ اُس مقام
پر گئے جب اُس جگہ پہونچے تو اُنھون نے درختان اراک مین دیکھا کہ اویس صوف کے دو جامے
پہنے کھڑے ہوے نماز بڑی خشوع وخضوع سے پڑھ رہے ہین یہ دونون بزرگوار اُنکے قریب
گئے جب اُنکو اُنھون نے دیکھا قرارت نماز کو مختصر کردیا اور تشہد مین بیٹھکر سلام پھیرا یہ دونون بزرگ
آگے گئے اور کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ ویس نے جواب سلام کا دیا علیکم السلام وبرکاتہ
ورحمۃ پس حضرت عمر نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھارا نام مجھکو معلوم ہو جاے اُنھون نے کہا کہ مین
بندۂ خدا ہون اور اُسکے بندہ کا بندہ اور لڑکا اُسکی پرستش کرنے والا کا حضرت عمر نے کہا کہ سچ ہے
کہ جو زمین وآسمان مین ہین سب بندے اُسکے ہین آپ مجھکو اپنے نام سے مطلع کرین اُنھون نے
کہا کہ مجھکو اویس کہتے ہین امیر المومنین حضرت علیؑ نے کہا اللہ اکبر مقصود حاصل ہو گیا آپ نے فرمایا
کہ آپ از راہ لطف وشفقت اپنا جامہ بائین جانب سے علیٰحدہ کرین اویس نے کہا کہ مقصد آپ کا
اِس سے کیا ہو امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ رسول خدا نے مجھکو آپکی خبر دی تھی اور آپکی تعریف کی ہو جب
مینے تمکو دیکھا تو اُسی صفت کے مطابق پایا اب وہ علامت جسکی مجھکو رسولؐ خدا نے خبر دی ہو کہ تمھارے
بائین جانب ایک علامت بیاض ہوگی بمقدار درم یا دینار کے مین چاہتا ہون کہ اُس بیاض کو دیکھون
اویس نے جامہ کو اپنے بائین بازو سے کھینچ لیا اُن دونون بزرگوارون نے اُس بیاض کو جیسا کہ
حضرت محمد مصطفیؐ نے نشان دیا تھا دیکھا اور روئے اور کہا کہ اویس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے
فرمایا تھا کہ جب اویس کو دیکھنا تو میرا اسلام کہنا اور اُنسے خواہش کرنا کہ تمکو دعاء خیر کہین اور خدا سے
تمھاری مغفرت چاہین اب سلام رسولؐ خدا کا ہمنے پہونچا دیا اور ہم دونون چاہتے ہین کہ ہمارے
واسطے دعاء خیر کیجیے اور ہماری آمرزش چاہیے کیونکہ حضرت مصطفےٰ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا
کہ اویس قیامت کے دن قبیلۂ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے مطابق آدمیون کی شفاعت کرینگے
اویس نے جسوقت یہ کلمات حضرت علیؑ سے سنے گریہ وزاری شروع کی اور کہا کہ وہ اور

اویس ہونگے جنکی شان مین رسولؐ خدا نے ایسا فرمایا ہی حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھکو معلوم ہوا ہے اور ظاہر ہوا ہے کہ وہ اویس جسکو حضرت مصطفیٰؐ نے ہماری معرفت سلام بھیجا ہی اور اُنکے حق مین ایسی بزرگداشت فرمائی ہے وہ آپ ہی ہین اور آپ کے سوا اور کوئی نہین ہے آپ شفقت فرمائین اور دعا خیر کرین اویس نے کہا کہ عادت نہین ہے کہ دو آدمیون کے واسطے مخصوص دعا کرون دعا میری شب و روز بروجہ کے مومنین و مومنات کے واسطے عام طور پر ہی مجھکو خبر دو کہ تم دو بزرگوار کون ہو امیر المومنین علیؑ نے کہا کہ ایک عمر ابن خطاب ہین اور مین علیؑ ابن ابیطالب ہون اویس آپ کے دیکھنے سے نہایت خوشدل ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے اور سلام کیا اور تعریف کی اور دونون سے ہم آغوش ہوے اویس نے کہا کہ آخر مجھ ایسا حقیر آدمی جو کثرت گناہون اور غفلت مین مستغرق ہے آپ ایسے دو شخصون کے واسطے جو زہد اور تقوی اور جاہ جلال اور عبادت اور طاعت مین مشغول رہتے ہین کیونکر دعا کر سکتا اور خدا تعالےٰ سے بزرگون کے واسطے کیا خواہش کر سکتا ہی ان دونون بزرگوارون نے کہا کہ اس بات سے آپ درگذرین اور ہمکو اپنا محتاج سمجھین اور ہمارے حق مین دعا کرین اور ہم آمین کہین پس اویس نے ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور دعا کی۔

امیر المومنین عمر نے کہا کہ میرا خیال ایسا ہے کہ کل مین پھر آپ کے پاس آؤن اور ایک ساعت تمھاری صحبت سے فائدہ حاصل کرون اویس نے کہا سبحان اللہ آپ کس فکر مین ہین آپ واقف ہون کہ یہ دنیائے فانی جسنے بہت سے نامور بادشاہون کو مٹا دیا اور بہت سردارون کو خاک مین ملا دیا جو شخص کہ اندیشہ عمر کا آج کے دن قرار دے کل تک کی زندگی حساب کرتا ہے جو شخص کہ اُمید عمر کی کل تک رکھتا ہی عمر ایک ہفتہ کا شمار کرتا ہے اور جب ایک ماہ کی عمر کا خیال دل مین قرار دیلے ہے تو حساب ایک برس کا کرتا ہے اور تحقیق کہ اس حد تک نہین پہونچتا ہے جو شخص کہ اس دنیا کو ترک کرتا ہو اور اُسکی فانی نعمتون پر خیال نہین کرتا اور اپنے کو نیکیون کے واسطے وقف کرتا ہے اس جہان مین ثمرہ نیک پاتا ہے اعنی حور و قصور و غلمان وغیرہ اسطرح چند کلمے کہے اور اُنکو رخصت کیا اور سلام کیا اور چلے گئے یہ دونون بزرگوار اویس کو دیکھتے رہے یہانتک کہ وہ نظر سے غائب ہوگئے بعد اسکے حضرت عمر انکا حال دریافت کرتے رہے اور

حضرت علی خلیفہ رسول بلافصل تھے مگر مین مثل اور متعصب اور غالی شیعون کے نہین ہون
کہ خلافت کے جھگڑے کی وجہ سے جو فضائل اور محاسن اُن خلفا کے ہین اُنسے اغماض کیا جاے
اور نہ مین اُس متعصب سُنّی کو اچھا جانتا ہون جسکا یہ خیال ہو کہ اول خلافت کے وقت کسی
قسم کا دعوی حضرت علیؑ نے نہین کیا تھا خلافت کے سلسلہ مین اُنکا چہارمی درجہ تھا گویا حکم الٰہی
تھا کہ آپ چوتھے خلیفہ ہونگے مین اس مقام پر اس بحث کو طول دینا نہین چاہتا اور نہ شام
کے مدعی خلافت کے ایکؓ خط سے اور حضرت امام حسنؑ کے خط سے جو بنام معاویہ ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴) ہر شخص سے مدت تک مستفسر رہے کسی نے انکے حال سے خبر نہ دی مگر بعضون نے انکو
دیکھا تھا اور آخر کار اویس قرنی اُس زمانہ مین جبکہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اور امیر معاویہ سے
صفین مین جنگ ہوئی توحرج بن حیان کہتے ہین کہ اسوقت اویس قرنی کو مین نے دیکھا کہ وہ حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت بابرکت مین تشریف لائے آپکو سلام کیا آنحضرت نے انکے آنے پر خوشی ظاہر
کی اور خیر وعافیت دریافت کی اویس آپکے پاس رہے یہانتک کہ حرب صفین مین شہید ہوے رحمۃ اللہ علیہ
اور انھین اویس کی نسبت مسلمان ساوجی شاعر نے یہ شعر نظم کیا ہو ؎ سالہا باید کہ تا یکمرد حق پیدا شود بومسلم
در خراسان یا اویس اندر یمن + ترجمہ از تاریخ اعثم کوفی متعلق ذکر خلافت حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نقطہ
خلاصہ نامہ معاویہ بنام حضرت امیر المومنین علیؑ - اما بعد بدانکہ حسد دہ جزو ست نہ جزو در تو مرکب ست
و یک در جملہ عالمیان بحکم آنکہ ہر کس کہ بعد از مصطفی خلافت را معین گشتہ ست و مہاجر و انصار بر امامت او اتفاق
کردہ اند تو او را حسد بردہ و بروی افزونی جستہ و بہر وقت کہ با خلیفہ بیعت بایستی کرد تو ما ہمچنان بہ بیعت میکشند
اند کہ شتر رمندہ را با مہار بکشند و او با کراہت می آمدہ باشد نہ از دل بیعت میکردہ این خود نوعے دیگر بود
خلاصہ جواب نامہ معاویہ از امیر المومنین علیؑ - اما بعد نامہ تو رسید و خواندہ آمد مضمون معلوم گشت فصلے در
معنی حسد نوشتہ بودی مرا متہم کردہ معاذ اللہ من در جہان ہرگز کسی را حسد نبردہ ام حدیث تاخیر من در بیعت
با خلفا چون مصطفی را وفات رسید و اختلاف میان مہاجر و انصار پدید آمد ہر طائفہ میگفتند خلیفہ از ما باید
باشد قریش گفتند کہ رسولؐ خدا از ما بود خلیفہ او باید از ما باشد این سخن را مسلم داشتند و ما اہلبیت
مصطفی ایم و بخلافت از ہمہ کس سزاوارتریم دران وقت کہ با بوبکر بخلافت بیعت کردند پدر تو بوسفیان
بنزدیک من آمد و گفت تو بخلافت اولیٰ ترین از پسر بو قحافہ و من یار و معین تو ام و ہر کس کہ بر مراد تو سخنے

گویدو با تو مخالفت کند دفع او کنم تا دفع پسر بو قحافہ کنند تا خلافت بر تو مقرر گردانم من رضا ندادم و بر انچہ مسلمانان اتفاق کردہ بودند نقض ودم و نخواستم کہ میان امت محمدؐ رسول اللہ محاربت و منازعت افتد و پدر تو این سخن بدل و جان میگفت۔

تاریخی واقعات کے ثبوت اور اُنکی تصدیق کے واسطے اِس سے بڑھکر اور کوئی قوی ذریعہ نہین ہے کہ اُس زمانہ کے خطوط سے استدلال کیا جاوے اور خطوط بھی ایسے جنکو اُن اشخاص نے لکھا ہو جنپر وہ واقعات گذرے ہون یا اُنکے روبرو پیش ہوے ہون مذکورہ خطوط کی حالت یہی ہے اور انسے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے دعویٰ خلافت اور اظہار حقیقت کیا تھا اور گو اِن خطوط مین تذکرہ نہین ہے مگر آپ پیغمبرؐ کی تجہیز و تدفین مین مشغول تھے اور آپ کی عدم موجودگی مین خلیفہ اول کا انتخاب ہو چکا تھا پس جب ایک قضیہ کا فیصلہ اِس طرز سے ہو گیا تھا اور آپ کو محروم کر دیا گیا تھا تو حسب بیان مورخ کوفی خلیفہ نے آپ کو بلایا اور بیعت کو کہا تھا اُس جلسہ مین آپ نے اپنے حق کا اظہار فرمایا تھا بلکہ بشیر بن البراء کے کہنے پر کہ اگر آپ جلسہ مین موجود ہوتے تو ہم آپ ہی سے بیعت کرتے آپ نے فرمایا تھا کہ اے بشیر کیا تم پسند کرتے تھے کہ جسد مطہر رسولؐ خدا گھر ہی مین رہتا اور مین تجہیز و تدفین کی فکر نکرتا اور خلافت کے واسطے منازعت کرنا شروع کر دیتا در بارہ آپ کی بیعت کے مناقشہ ضرور ہوا تھا اور آپ مجبور کیے گئے تھے سنت و جماعت اِن تمام تاریخی صداقتون سے انکار کرتے ہین مگر شیعون کا ہمیشہ سے یہ دعویٰ رہا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کا حق تھا اور بیعت کے واسطے آپ کو تکلیف دی گئی تھی اور یہی کہتے رہینگے یہ کہنا اُنکا حق بجانب ہے کیونکہ امیر معاویہ بھی اُنکے اِس دعوے کی اپنے خط مین تصدیق کرتے ہین کہ آپ کو بیعت کے واسطے ایسا کھینچا جیسا کہ شتر رمندہ کی مہار کو کھینچتے ہین حق خلافت کا دعویٰ آپ نے بھی کیا تھا اور جناب امام حسنؑ نے بھی اُس دعوے کو قائم رکھا تھا اور یہ دعوےٰ ہمیشہ رہا جنکی صداقت کے واسطے مذکورہ خطوط کافی ہین۔ اُس زمانہ کے شیعون کا بھی یہی دعوےٰ تھا اور وہی آج تک چلا آتا ہے شیعون نے اپنی طرف سے یہ دعوےٰ بلا دلیل نہین کیا تھا۔م

اعثم کوفی مین درج ہین ثابت کرد تیا کہ بعد وفات حضرت پیغمبر خلافت کے باب مین کیا ہوا تھا مختلف روایات کی بنا پر جو مباحثہ درمیان شیعہ و سُنّی کے خلافت کی نسبت چلا آتا ہے اوس سے کسی امر حق کا اظہار جیسا کہ چاہیے نہین ہو سکتا تاریخی قول فیصل قابل اطمینان ہے اور اِن تاریخی محاکمہ سے بڑھکر تحفہ اثنا عشریہ اور ذو الفقار وغیرہ سے محاکمہ نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کتابین محض واقعات کی ترتیب سے نہین لکھی گئی ہین یہ مختلف روایات کی بنا پر مرتب ہوئی ہین اور روایتون کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے کی تردید روایتون سے کرتا ہو تو دوسرا فریق اُس سے بڑھکر اور راویون کے اعتبار سے اُسکا جواب دیدیا کرتا ہے احادیث کی راویون نے اُن کثیر التعداد اصحاب کی نسبت جو حدیثین کہ جناب رسالت مآب نے زبان معجز بیان سے فرمائین روایت کی ہین جنمین کہ آن اصحاب کے محامد اور فضائل اور مناقب کا ذکر ہی اور دوسری جانب اولاد پیغمبر اور اہلبیت کے فضائل کے متعلق کثرت سے احادیث ہین یہ زمانۂ رسالت کا بیان ہی کہ وہ زمانۂ ظاہری منافشات سے پاک تھا مگر بعد وفات حضرت سرور کائنات خاص خلافت کے باب مین جو اختلاف صحابہ مین ہوا تھا اوسکے نتائج سے وہ تغیر صحابہ کی حالت مین نہ پیدا ہوا تھا جو حضرت علیؑ کے دعویٰ خلافت کو بالکل باطل کرنے والا ہوتا دوسری خلافت تک نہ کسی خلیفہ نے آپ کے فضائل اور محامد اور مناقب سے انکار کیا تھا اور نہ کوئی مسلمان اس سے انکار کرتا تھا پس شیعہ خم غدیر کے واقعات سے بیان کرتے ہین کہ بعد رسولؐ خلافت کا حق حضرت علیؑ کا تھا اور آپ نے دعویٰ ضرور کیا تھا آپ ہی نے سکوت اختیار فرمایا تھا کہ باہمی جنگ سے اسلام کو صدمہ عظیم پہونچیگا مقصد یہ تھا کہ اسلام کے قایم رہنے کے مقابلہ مین حق خلافت کے

حاصل کرنے لیے آپ کی جانب سے زیادہ کد و کاوش نہین ہوئی جیساکہ اسی امر کو خود آپ نے اُسوقت ظاہر فرمایا تہا جبکہ خلیفہ سوم کو خلافت حاصل ہوئی تھی یعنے عبد اللہ بن عباس کے ایک سوال کے جواب مین آپ نے فرمایا کہ جب مین نے دیکھا کہ جمہور اونکی خلافت پر راضی ہوگئے مین نے نہ چاہا کہ مسلمانون کے مخالف ہون کہ فتنہ درمیان اُمت کے پیدا ہو۔

غرضکہ دوسری خلافت تک شیعہ بجز چند الزامات کے جنکی تردید نہین ہوسکتی اور کوئی الزام ایسا قائم نہین کرسکتے کہ حضرت علی کی شان مین جو احادیث ہین اونکے بالکل خلاف کیا گیا ہو بلکہ اگر ثابت ہوسکتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے محامد اور مناقب اور مراتب کے سب قائل تھے کوئی ہنگامہ اُس زمانہ مین پیدا ہوا تہا کہ اوس سے اُن خلافتوں کے خلاف نتیجہ پیدا کیا جاتا اور اگر اُن مباحث سے قطع نظر کرکے دیکہا جاے جو درمیان سُنی اور شیعہ کے چند اُمور کی بابت ہوا کرتے ہین تو کوئی شیعہ انکار نہین کرسکتا کہ خلیفہ اول اور دوم نے خلافت کے زمانہ مین کبھی ذاتی طمطراق ظاہر کیا ہو اُنھون نے از روے شرع انصاف کیا خلافت کا حق اپنی اولاد کے واسطے قائم نہ کیا اِسی سے انکی اولاد خلیفہ نہوئی اونہون نے اپنی ذاتی اغراض کے واسطے کوئی ایسا کام نہین کیا کہ اسلام کو تنزل ہو بلکہ اُنکے ہر کام سے اسلام کو ترقی ہوئی۔

خلافت خلیفہ دوم - خلیفہ دوم کے عہد مین خاص عرب کا اندرونی فتنہ و فساد باقی نہ رہا تہا وہ خلیفہ اول کے زمانہ مین دور ہو گیا تہا بیرونی ممالک کے فتوحات کا سلسلہ قائم ہوا تہا اسلام کا حکم تہا کہ بلا امتیاز انصاف ہو اور اسلام مین منجملہ اور خوبیون کے یہ بڑی خوبی شارع کو ملحوظ تھی کہ قوانین شریعت کا بلا امتیاز اثر تہا اور یہی ایک فقیر

مسلمان کا مرتبہ اور امراء اور شاہ کا مرتبہ اسلام کی نظر مین مساوی تھا کسی قوم اور مذہب
کا قانون اسلام کے قانون کے مقابلہ مین بلا امتیاز ثابت نہین ہوسکتا جب عرب نے
اسلام اختیار کیا تھا تو قبل ظہور اسلام جو حالت اونکی تھی صرف اُسی مین اصلاح نہین
ہوئی تھی بلکہ اونکو ایک قانون دیا گیا تھا جس سے کہ غریب سے امیر تک اور امیر سے
بادشاہ تک بحالت اسلامی ایک حکم مین کردیے گئے تھے ایک زمانہ رسالت کا تھا کہ
اُسمین سُنت کا قیام ہوا تھا اور صحابہ کرام کو اُس خلوص اور محبت اور مصیبت
اور محنت کا جو اُنھون نے اسلام کے واسطے اور اسلام کی نسبت ظاہر فرمائی تھی
دنیا اور آخرت کے لیے الہامی صلہ عطا کیا گیا تھا سُنت کا لفظ اپنے وسیع معنی کے
اعتبار سے ایسا ہو کہ اُسمین مذہبی اور ملکی اور قومی مقاصد کا بخوبی لحاظ رکھا گیا تھا
پالیسی اور حکمت عملی کے الفاظ ملکی کارروائیون تک محدود ہین اور سُنت کے
لفظ سے مُلک اور قوم اور مذہب کے متعلق جملہ مقاصد پیدا ہوتے ہین اگر فن
تاریخ نہوتا تو احادیث سے صرف ایک ہی زمانہ رسالت کے حالات دریافت
ہوجاتے فن تاریخ مین یہی خوبی ہے کہ ہر زمانہ کے حالات اُس سے معلوم ہوتے
ہین اور یہ بھی دریافت ہوتا ہو کہ اوس سُنت اور اُن احادیث پر بعد پیغمبر عمل
کس طریق سے ہوا تھا ہم انسانون کے مذہبی طریق اور قومی خصوصیات کو اُنکے
اقوال و افعال سے اسی موقع پر جانچ کرنا چاہتے ہین اور تاریخ کے اعتبار سے
ہمکو ثابت ہوا ہو کہ خلیفہ دوم تک اوس لفظ سُنت پر باستثناء چند امور کے مثلاً مال غنیمت
سے اکثرون کو سہم زیادہ دیا گیا بیشک عمل رہا تھا اور صحابہ اُن احادیث کے مفہومات
کے مستحق تھے ہم اس جگہ صرف خلیفہ دوم کے زمانہ کا وہ حال بیان کرتے ہین جو جبلہ بن الایہم کے

حاشیہ متعلق صفحہ (۵۹) خلیفہ دوم کے زمانہ مین خدیفہ یمانی رسالت یعنی سفارت لیکر
ہرقل کے پاس گئے تھے اُسوقت اُنسے اور جبلہ سے ملاقات ہوئی تھی جبلہ کو ہرقل نے
وزیر کر دیا تھا اور جبلہ کا جاہ وحشم زیادہ ہو گیا تھا بروقت ملاقات کے اوسنے شفقت و
مہربانی اُنپر کی اور مدینہ کے حالات دریافت کیے بعد اسکے جبلہ کے دین اسلام قبول
کرنے اور ایک قضیہ سے جو بروقت طواف خانہ کعبہ کے ایک شخص کی حرکت سے اُسکے
تہبند کے کھل جانے اور غصہ مین آکر جبلہ کے گھونسا مارنے سے پیش آیا تھا جسکا ذکر
متن کتاب مین ہمنے کیا ہے اوسکا تذکرہ ہوا خدیفہ نے انصاف و معدلت کو بیان کرکے
بہت کچھ جبلہ کو سمجھایا کہ پھر دین اسلام قبول کرے مگر اوسنے تسلیم نہ کیا بعدہٗ جبلہ نے دعوت
کی انواع اقسام کے کھانے موجود تھے بوجہ اسکے کہ ظروف چاندی اور سونے کے تھی خدیفہ نے
کھانے سے کراہت ظاہر کی اُسوقت جبلہ سمجھ گیا اور اُسنے حکم دیا کہ ایک خوان چوبی حاضر
کیا جاے اوسمین ظروف بدل کر عمدہ سے عمدہ کھانے رکھے گئے خدیفہ کہتے ہین کہ مثل
اُن کھانون کے مین نے نہین دیکھے جو متواتر کھانے آتے تھے اسکے بعد شراب آئی
اور جام شراب گردش مین آیا یہانتک کہ نوبت خدیفہ کی پہونچی خدیفہ نے کہا معاف
کیجیے اور جام کی گردش نہ کرائی اُسنے اشارہ کیا وہ موقوف ہو گئی جب فارغ ہوے
تو طشت اور آفتابہ لے آیا کہ ہاتھ دہوئین خدیفہ کہتے ہین کہ مین اوٹھ کھڑا ہوا اور ایک
گوشہ مین گیا اُس مقام پر کہ پانی روان تھا ہاتھ دہوکے پھر اپنی جگہ پر آ گیا بعد اسکے
جلسہ رقص و سرود کا شروع ہوا وہ قصائد کہ جسمین تعریف خاندان جبلہ اور اونکے وطن
چھوڑنے کی نسبت تھی گائی گئی ان قصیدون کو حسان بن ثابت نے تصنیف کیا تھا
جبلہ نے کہا کہ اس زمانہ مین حسان میرے پاس بہت آتے تھے خدیفہ سے دریافت کیا
کہ حسان کی کیا حالت ہے خدیفہ نے کہا کہ حسان زندہ ہین اور وہ تمکو بہت یاد کرتے ہین اور
تمھاری باتین اور تمھارے خاندان کا تذکرہ کیا کرتے ہین اور تمنے جو کچھ انعام اور احسان
کیے ہین اوسکو بیان کرتے رہتے ہین مگر نابینا ہو گئے ہین اور تمکو دیکھتے نہین جبلہ نے اونکو

پانچسو دینار زرسرخ مع خلعت (ارسال) بہا خذیفہ کی معرفت بھیجا اور کہا کہ جب آپ مدینہ پہونچین تو میرا اسلام حسان بن ثابت سے کہین اور یہ ہدیہ پیش کردین جب خذیفہ مدینہ مین واپس آئے تو خلیفہ دوم سے جبلہ کا تذکرہ کیا اور وہ ہدیہ دیا کہ حسان بن ثابت کو بلاکر خلیفہ دیدین خلیفہ نے حسان کو طلب کیا اور دیکھا کہ ایک شخص اونکا ہاتھ پکڑے ہوئے لیے آتا ہی جب مسجد مین آئے بعد سلام وجواب سلام خلیفہ نے وہ ہدیہ اونکو دیا اُنھون نے فی البدیہہ ایک قطعہ جبلہ کی شان مین پڑھا اور خوش وخرم اپنے گھر گئے خذیفہ کہتے ہین کہ اثنار گفتگو مین مین نے جبلہ سے کہا کہ کچھ قرآن بھی یاد ہے کہا نہین کل قرآن فراموش کیا لیکن ایک آیت کہ حسب حال میرے ہے مجھکو یاد ہے وہ یہ ہی۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرت من الخاسرین۔ ترجمہ از تاریخ اعثم کوفی۔ یعقوب علی یہ بیان جو ہمنے اپنی کتاب کے حاشیہ مین ایک مستند تاریخ کی سند سے لکھا ہی اُس سے صاف ثابت ہی کہ عرب عیسائیون کے ساتھ عیسائیون کا پکایا ہوا کھانا کھاتے تھے کیونکہ خذیفہ نے اوس شخص کے ساتھ کھانا کھایا کہ جو پہلے شام کی شاہزادگی کے زمانہ مین بُت پرست تھا پھر اوسنے اسلام اختیار کیا تھا پھر وہ مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا تھا اور عیسائی بادشاہ کے دربار مین اُسکے عیسائی خادمون نے کھانا پکایا تھا وہ خذیفہ نے خلاف شرع نہ سمجھکر جبلہ کے ساتھ ایک دسترخوان پر کھایا تھا جبکہ ایک ایسے شخص سے اوس عرب نے پرہیز نہین کیا جسپر مذہبی انقلابات سے شرعاً اور طرح پر حد قائم ہوسکتی ہے اوسکے کھانے کو خذیفہ نے حرام نہین سمجھا تو ظاہر ہے کہ اہل کتاب عیسائیون یہودیون سے کوئی پرہیز نہین ہوسکتا یا اُنکے پکائے ہوئے کھانے اور اُنکے ساتھ کھانے مین یہ بین تاریخی ثبوت ہے خذیفہ نے چاندی سونے کے ظروف شراب وغیرہ سے پرہیز کیا تھا اور کسی چیز سے پرہیز نہین کیا۔ از مصنف۔

اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ صحابہ رقص وسرود کی محفلون مین شریک ہوتے تھے۔

متعلق تھا اُس سے منجملہ اور انصافانہ معاملات کی بخوبی سمجھ مین آسکتا ہو کہ خلیفہ
دوم نے کیسا انصاف فرمایا جبلہ کا قصہ اس طرح پر ہی کہ وہ مع ایک سو ستر آدمی کے
کہ جو اُسکے عزیز تھے مدینہ مین آیا اور مسلمان ہوا جب اُسکی آمد آمد سُنی گئی تھی تو
بڑی دھوم دھام سے استقبال ہوا تھا کیونکہ وہ ملک شام کا ایک شاہزادہ
تھا جبکہ خلیفہ دوم حج کر رہے تھے اور جبلہ بھی طواف کر رہا تھا تو اثنا طواف مین
ایک شخص کے پانوُن کی حرکت سے جبلہ کا تہ بند کُھلگیا اور وہ اُس مجمع مین
برہنہ ہوگیا جبلہ غصہ مین آیا اور اُسنے ایک گھونسا اُس شخص کی ناک پر مارا کہ
اُسکی ناک سے خون جاری ہوگیا خلیفہ دوم نے جبلہ کو بُلا کر دریافت کیا کہ یہ
کیا حادثہ ہوا اُسنے کہا کہ عمداً مجھکو اُس شخص نے برہنہ کردیا تھا مجھکو خلق کی نظر
مین رسوا کیا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو مین اُس تلوار سے کام لیتا خلیفہ
دوم نے فرمایا کہ تو نے اپنی حرکت کا اقرار کیا اُسکو راضی کر ورنہ تُجھکو حکم دیا جائیگا
کہ وہ تیری ناک پر گھونسا ماریگا جبلہ نے کہا کہ امیر المومنین وہ ایک بازاری مرد ہے
اور مین شاہزادہ ہون مین نے جو اُس شخص کی حرکت سے اُسکو گھونسا مارا
آپ فرماتے ہین کہ وہ مجھکو گھونسا مارے قسم خدا کی مجھکو خیال تھا کہ جب مسلمان
ہونگا تو میری عزت اور حرمت اُس سے زیادہ ہوگی جو جاہلیت مین تھی خلیفہ
دوم نے فرمایا کہ شرائط مذہب اسلام برخلاف قوانین جاہلیت ہین اگر راضی
نہ کریگا تو اُسکا عوض لیا جائیگا کیونکہ احکام اسلام کل مسلمانون کے واسطے
برابر ہین انصار نے جبلہ کی سفارش کی مگر خلیفہ دوم نے تسلیم نہ کیا کہ جبلہ سزا سے
محفوظ رہے آخر کار جبلہ فرار ہوکر ہرقل کے پاس پہونچگیا اور عیسوی دین قبول کرلیا

مگر خلیفہ دوم نے خلاف سُنّت اور قرآن اسکے ذرہ بھی پروا نہ کی اور بلا امتیاز انصاف کرنا چاہا تھا۔

بنی امیہ کی خلافت مین شیعہ و سُنّی کا ظہور۔ بعد خلیفہ اول و دوم آل امیہ کے ایک رأس ورئیس پر خلافت منتقل ہوگئی تھی خلیفہ اول و خلیفہ دوم کا عروج اور اُنکی ترقی زمانہ جاہلیت مین بھی نہی مگر اُنکو کوئی بڑا اقتدار ریاستی حاصل نہ تھا اور اُنکا قبیلہ بھی ریاست نہ رکھتا تھا مسلمانون نے اُنکو فرزنہ پہونچایا تھا اور جبکہ وہ مسلمان ہوگئے تھے تو اُنکو بنی ہاشم یا کسی اور قبیلہ سے کچھ عداوت سابقہ نہ تھی خلیفہ سوم تو اُس قبیلہ مین تھے جس قبیلہ کا حکومتی اقتدار عرب مین مشہور تھا یہ قبیلہ مکہ مین نہایت زبردست تھا اسی قبیلہ کی بدولت گویا پیغمبر تکالیف کے متحمل ہوے اور اسی کے باعث آپکو مکہ سے مدینہ مین ہجرت کرنے کی ضرورت ہوئی ابوسفیان سے متعدد لڑائیان ہوئین اور جب مکہ فتح ہوا تھا تو اس قبیلہ کی حکومت خود مختار نہ رہی تھی مسلمانونکی ماتحت ہوگئی تھی امیہ اور ہاشم مین اگر کچھ ترکہ تقسیم ہوا تھا تو وہ تقسیم عجیب و غریب تھی اور اس تقسیم کا نتیجہ ویسا ہی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ ایک شخص نے اپنے دو لڑکون مین اسطرح ترکہ تقسیم کیا تھا کہ ایک کو ریاست کی حکومت دی تھی اور دوسرے کو قبرستان اور تسبیح اور سجدہ گاہ عطا کی تھی اسنے یہ کیا تھا اور امیہ اور ہاشم مین گویا اس طریق سے تقسیم ہوئی تھی کہ ہاشم کو تو کتب خانہ کعبہ کا حق عطا کیا گیا تھا اور بنی امیہ کو حکومت دی گئی تھی۔ یہ قبیلہ صدہا سال سے برسر حکومت تھا آغاز اسلام کے وقت جو ضرر اس قبیلہ نے پہونچایا اور جو صدمہ مسلمانون کی جانب سے اسکو پہونچا وہ ایک تاریخی یادگار ہے گو اس قبیلہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ابی سفیان نے بھی تذبذب کے ساتھ

اسلام قبول کیا تھا مگر نہ یہ اسکا اسلام مثل اور قبائل کے تھا اور نہ یہ قبیلہ اپنی حکومت سابق
بھول گیا تھا اُسکو حکومت سابق کا مزہ یاد تھا اور اُس قبیلہ کے جو لوگ حضرت علیؑ سے اُنھون
زمانہ رسالت کی جنگ مین قتل ہوے تھے اُسکو بھی نہین بھولا تھا پس جبکہ خلیفہ سوم کا
تقرر ہو گیا تو اس سے کوئی مورخ انکار نہین کرسکتا کہ اُنھون نے اپنی خلافت کے
زمانہ مین فرائض اور سُنن نبوی کو ملحوظ رکھا تھا جیسا کہ سابقین نے کیا تھا اونکے
خلافتی زمانہ مین جہانتک کہ ملکی فتوحات کا سلسلہ ہے اُس سے کسی مورخ کو انکار نہین ہے
مگر جن واقعات سے الزامات مورخین نے عائد کیے ہین اونکو کوئی دفع بھی نہین
کرسکتا وہ الزام مذہبی اور قومی دونون ہین جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی اور دیگر تاریخون مین
درج ہو اُس زمانہ مین جلاوطنی صحابہ کرام کا شعار ایسا پیدا ہوا تھا کہ انصار اور مہاجرین
یہانتک ناراض ہوگئے تھے کہ گویا شب و روز یہی چرچا رہتا تھا اور مصر اور کوفہ اور
شام وغیرہ مین قبیلہ اُمیہ کے لوگون کو بر سر حکومت کیا گیا تھا کہ اُنکی کار روائی اور
خلاف شرع احکامات سے خلقت نہایت پریشان ہو رہی تھی وہ ایک پُر آشوب
زمانہ تھا اور جبکہ باوجود افہام و تفہیم کامل طور پر اصلاحات نہوئین تو اسکا نتیجہ بجز اسکے
اور کیا تھا کہ برخلاف خلافت ایک ایسا اتفاق ہو رہا تھا کہ اُسکا نتیجہ ہوا جو کچھ ہوا اسلام
مین یہی اوّل خون تھا جو زمانہ آئندہ مین باہمی کشت و خون ہونے کی شہادت
دیتا تھا اور یہی زمانہ تھا کہ اسلام مین سُنّی اور شیعہ کی تفریق کی خبر دیتا تھا اور یہی زمانہ تھا
جس سے مستنبط ہوتا تھا کہ صحابہ کے مرتبت اور منزلت کی نسبت جو احادیث ہین اُنکی
وقعت کہانتک ملحوظ رکھی گئی تھی یہی زمانہ آگاہ کرتا تھا کہ عربون کی اسلامی عادات
مین کیسا تغیر امیرانہ و شاہانہ ہونیوالا ہے۔ جبکہ خلیفہ سوم کو شہادت کا درجہ حاصل ہو چکا

تو اُس زمانہ مین یہ چرچا ہوا تھا اور آل امیہ اور دیگر چند اشخاص نے یہ کہنا شروع کیا تھا
کہ حضرت عثمان کی شہادت حضرت علیؑ کے مشورہ اور تحریک سے ہوئی ہی حالانکہ یہ خیال
صحیح نہ تھا حضرت علیؑ کو ہرگز یہ منظور نہ تھا کہ خلیفہ سوم قتل ہون مگر یہ ضرور تھا اور آپ
چاہتے تھے کہ جو شکایتین ہین اُنپر سُنت اسلام کے بموجب اصلاح کیجاے تیسری
خلافت نے جن وجوہ سے اصلاح نہ فرمائی اُنھین وجوہ سے ہنگامہ برپا ہوا تھا
حضرت علیؑ کی تحریک اور مشورہ کی کچھ ضرورت نہ تھی آپ نے تو اُن چڑھائی کرنیوالونکو
منع کیا تھا اور حضرت امام حسنؑ کو خلیفہ سوم کی حفاظت کے واسطے بھیجا تھا صبحی پاشا
نے جو تاریخ حقائق الکلام فی تاریخ الاسلام ترکی زبان مین لکھی ہے اور جسکا ترجمہ
فارسی زبان مین بمقام قسطنطنیہ طبع ہوا ہے اور اُسکا ماخذ تاریخ ابن اثیر اور ابن خلدون
وغیرہ ہین اُسکی جلد اول مین اُنھون نے خلیفہ سوم کے زمانہ مین جو حادثات پیش
آئے تھے اُنپر ایک محاکمہ کیا ہی سو وہ بیان کرتے ہین کہ یہ ہنگامہ باہم مسلمانون مین
اس وجہ سے ہوا تھا کہ کثرت سے اصحاب رسولؐ طاعون عمواس اور عہد فاروقی کی
لڑائیون مین شہید ہو چکے تھے اور سمجھانے والے اور فتنہ و فساد کے روکنے والے
بہت کم رہگئے تھے اکثر وہ اشخاص تھے کہ اُنکو زمانہ رسالت کا بھول گیا تھا اور بہت
ایسے تھے کہ اُنھون نے حضرت نبوی کی صحبت سے فیض نہ پایا تھا وہ اپنے کو
مستحق ریاست خیال کرتے تھے اور خلافت عظمیٰ کی توقیر و منزلت کچھ نہ کرتے تھے
وہ چند فرقون مین تقسیم ہو گئے تھے اُنمین ایک عبد اللہ بن سبا تھا کہ خلیفہ سوم کے
زمانہ مین اُسنے ایک مذہب ایجاد کیا تھا کہ حضرت محمد مصطفےؐ امثل حضرت عیسیٰؑ کے
پھر دنیا مین تشریف لائینگے اور حق خلافت آل رسول کا ہی اور وں نے غصب کر لیا ہی

اسکے پیرو زیادہ ہو گئے تھے بعد اسکے صبحی پاشا لکھتے ہین کہ یہ الزام کہ حضرت عثمان نے
اپنے قبیلہ کے لوگون کو کوفہ اور بصرہ اور شام اور مصر مین حاکم کیا تھا اور اُنکی حکومت سے
رعایا شکایت انگیز غوغا کرتی تھی گرچہ ایک حد تک قابل ذکر تھا مگر ان الزامی واقعات
کا نتیجہ جیسا کہ الزام دینے والون نے پیدا کر رکھا تھا وہ صحیح نہ تھا صبحی پاشا سمجھاتے
ہین کہ خلیفہ سوم مروت اور حیا اور رحم کی صفات سے موصوف تھے قبیلہ بنی اُمیّہ
کے بعض اشخاص عہد نبوت مین اور کثیر التعداد اشخاص عہد شیخین مین بوجہ خدمات
بزرگ ممتاز تھے خلیفہ سوم نے اپنے زمانہ مین تنہا ابن عامر کو والئ عراق کیا تھا مگر
بنی ہاشم نے اُس جور و جفا کو جو ہنگام ظہور اسلام آل اُمیّہ خصوصاً ابو سفیان سے
ہوا تھا یاد رکھا تھا اُس ظلم کے وہ متحمل ہوے تھے اور اس سبب سے بنی اُمیّہ کی ترقی
نہین چاہتے تھے - اس ترکی مورّخ نے اس بیان سے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ جس جماعت نے
تیسری خلافت پر غدر کیا تھا اُسی جماعت کا قصور تھا - اب ایک جانب تو اس جدید
مورّخ ترکی کی تاریخ اور دوسری جانب مورخ کوفی کی تاریخ ہے جب اُن واقعات
کے مقابلہ مین جو کوفہ کے مورخ نے جمع کیے ہین صبحی پاشا کے قیاسات پر غور کیا جاتا ہے
تو اُسکا نتیجہ سواے اسکے اور کچھ ظاہر نہین ہوسکتا کہ جن واقعات کی بنا پر ترکی مورخ نے
محاکمہ کیا ہی وہ اُن تفصیلی واقعات کی بنا پر نہین ہی جنکو کہ اعثم کوفی نے لکھا ہی - قرائن
اور واقعات سے یہی پایا جاتا ہی کہ اگر تیسری خلافت کے عہد مین بنی اُمیّہ کے اقتدار
کی حفاظت اور اصلاح کیجاتی اور اُن واقعات کی بھی اصلاح بخوبی ہوجاتی جنسے
کہ شکایت پیدا ہو رہی تھی تو ہرگز وہ غدر نہوتا جسپر کہ صبحی پاشا کو تاویلات کی ضرورت
ہوئی ہی - اس ترکی مورخ نے حضرت علی کی نسبت لکھا ہی کہ آپ نے نہایت درجہ

کوشش کی کہ اس شر سے حضرت عثمان محفوظ رہین مگروہ مجمع ایسا برہم تھا کہ آپ کے
سمجھانے کا اثر آپ پر نہوا یہی نتیجہ اغثم کوفی کے جمع کیے ہوے واقعات سے بھی ظاہر
ہوتا ہو اور یہی واجب التسلیم ہے یہ تیسرا دور خلافت کا بھی ختم ہوا مگر بجز اسکے کہ حضرت
علیؑ نے اپنے حق خلافت کا اظہار فرمایا تھا اور کوئی اثر ظہور پذیر نہوا تھا کہ وہ سُنی و شیعہ کے
پیدا ہونے کا سبب ہوتا حضرت علیؑ کے دعویٰ خلافت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے
کہ آپ نے اپنی حقیقت کا اظہار فرمایا تھا جیسا کہ صدر مین ہمنے بیان کیا ہے اسکے
سوا آپ خلیفہ نہوے تھے کہ اُس خلافت سے کوئی طبقہ اور قبیلہ انکار کرتا اور سُنی اور
شیعہ کی تفریق صاف طور پر ہو جاتی ہر اُمت متفقہ مین اُسی وقت مختلف فرقے پیدا
ہوا کیے ہین جبکہ اختلافات واقع ہوتے ہین اگر مذہبی اختلاف ہوتا ہو تو مذہبی اور
اگر ملک کے متعلق ہوتا ہو تو ملکی فرقے پیدا ہو جایا کرتے ہین مسلمانون مین شیعہ اور
سُنی کی تفریق صرف حضرت علیؑ کے دعوے حق خلافت اور امامت سے نہین ہوئی اس
امر کو تسلیم کرنا چاہیے کہ آپ نے دعویٰ اور حقیقت کا اظہار ضرور کیا تھا مگر اس دعویٰ
اور اظہار حقیقت سے یہ مقصد نہ تھا کہ آپ نے کسی خلیفہ کی خلافت سے انکار کیا ہو
اور ایسا انکار جس سے کہ اسلام کو صدمہ پہونچتا ہرگز آپ کو منظور نہ تھا ہر چند کہ خلیفہ سوم کے
شرعی نظم و نسق کی نسبت اختلاف ہوا تھا مگر وہ اختلاف اُس انتظام کی اصلاح کی
غرض سے تھا جو اُس زمانہ کے مسلمانون کو خلاف سُنت ثابت ہوتا تھا مہاجرین اور
انصار اور دیگر صحابہ کبار خلیفہ سوم کی خلافت سے انکار نہین کرتے تھے اور نہ اُنکے
فضائل سے منکر تھے اُنکا اصلی مقصود یہ تھا کہ انتظام مین اصلاح ہو اور اگر نہ ہو تو
کسی اور کو جانشین کرین کہ اس اثنا مین مصر وغیرہ کے غداروں نے غدر کیا اور

تیسری خلافت کو قائم نہ رکھا اب خیال کرنا چاہیے کہ ایک دور خلافت اول کا تھا
جسمین خلیفہ اول نے سُنّت نبوی کو قائم رکھا اُسپر خود بھی عمل کیا اور ہر مسلمان سے
عمل کرایا تھا دوسرا دَور دوسری خلافت کا تھا کہ فاروق اعظم نے اُسی طرح سُنّت رسُول پر
عمل کیا اور کرایا جسطرح پر کہ خلافت اول مین ہوا تھا تیسری خلافت مین ایسے واقعات
ہوے کہ درمیان قبائل عرب کے اختلاف عظیم ہوا اس اختلاف کے نتیجہ سے ایک
قسم کا تفرقہ اُمت مین ہوا تھا اور قبیلہ نبی اُمیہ کے مقابلہ مین اور قبائل عرب بہ لحاظ
اداے سُنّت و فرائض اسلامی بہ اعتبار شرعی تنظیمات خلافت سوم کو اُس درجہ پر
نہین خیال کرتے تھے جیسا کہ سابق کی دو خلافتون کو جانتے تھے قبیلہ نبی اُمیہ خلافت
سوم کا مرتبہ دونون خلافتون کے برابر سمجھتا تھا مگر بعض قبائل عرب خصوصاً عمار۔ یاسر
اور ابوذر کے قبیلہ کو تیسری خلافت کی نسبت جو اختلاف ہوا تھا اُسکا نتیجہ نبی ہاشم کے
پیشوا حضرت علیؑ کی تائید کے متعلق تھا مگر ان اختلافات قبائل پر یہی راے قائم ہو سکتی
ہے کہ گو نبی اُمیہ کے مقابلہ مین مختلف فرقے پیدا ہوے ہون جیسا کہ صبحی پاشا لکھتے ہین
تاہم اُس زمانہ کے واقعات ایسے مخلوط ہین کہ اُنسے سُنّی و شیعہ کی تفریق اُس طریق پر
بخوبی نہین ہوئی تھی جیسا کہ امیر معاویہ اور خلافت چہارم کے زمانہ جنگ مین ہو گئی تھی۔

سُنّی و شیعہ کی تفریق۔ صبحی پاشا نے جس یہودی النسل عبداللہ بن سبا کو خلافت
سوم مین ایک فرقہ کا موجد قرار دیا ہے یہ وہی عبداللہ بن سبا ہے جسکی ایجاد مذہب سے
ہمارے زمانہ کے اہل سُنّت و جماعت شیعون پر طعن و تشنیع کرتے ہین کہ شیعون کا
مذہب ایک یہودی مسلمان کا ایجاد کیا ہوا ہے ہمنے صبحی پاشا کی تحریر کا ترجمہ اوپر کر دیا ہے
اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ اعتقاد کبھی اُن شیعون کا نہ تھا جو حضرت علیؑ کے

ہمدم وہمراز اور یاور و مددگار تھے اور آپ کی تعلیم سے فیض پاتے تھے کہ پیغمبر پھر اس
دنیا مین تشریف لائین گے نہ اُنکا اعتقاد تھا اور نہ ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؑ
علیہ السلام نے اس اعتقاد کی تعلیم فرمائی ہو یا کبھی زبان مبارک سے ارشاد کیا ہو
کہ پیغمبر پھر دنیا مین تشریف لاکر تبلیغ رسالت فرمائین گے ہم اس سے انکار نہین کرتے
کہ عبداللہ بن سبا نے ایسا نہین کہا تھا اور نہ ہمکو اس سے انکار ہے کہ اُنکا متبع لوگون
نے نہین کیا تھا مگر نہ شیعون کا مذہب اُنھون نے ایجاد کیا تھا اور نہ کسی شیعہ کا کسی
قرن مین یہ اعتقاد ہوا تھا ہان شیعہ ہمیشہ سے آل رسول کا حق خلافت سمجھتے تھے
اور اس اعتقاد کی تعلیم اُنکو اپنے ائمہ اطہار کے ذریعہ سے ہوئی تھی کیونکہ تاریخ اعثم کوفی
اور دیگر تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ اور حسنین علیہم السلام اور دیگر ائمہ
معصومین نے خلافت کا حق بجز اپنے اور کسی کا ظاہر نہین فرمایا تھا سُنّی و شیعہ کی
تفریق اس سے بڑھ کر نہین ہو سکتی جسکو کہ ہم بیان کرتے ہین۔

جس زمانہ مین کہ حضرت علیؑ پر حق خلافت منتقل ہوا تھا پیشین گوئی ہو سکتی تھی
کہ جس فتنہ و فساد کے زمانہ مین آپ کی خلافت کا آغاز ہوا تھا اُسکا انجام باہمی
مناقشات اور مقاتلات سے منجرانہ رہیگا تاریخ مین ایک مقام پر لکھا ہو کہ غنیمت
کا مال قبل خلافت حضرت علیؑ تقسیم ہوتا تھا عرب بنہایت خوشی اور مسرت سے حصّہ
لے رہے تھے اور ایک عرب گریہ و زاری مین مشغول تھا دریافت کیا گیا کہ یہ مقام
خوشی کا ہے یا رونے کا اُسنے کہا کہ مین روتا اسوجہ سے ہون کہ مجھکو عربون کی
طمع درہم و دینار اور حرص مال و دولت سے مسلمانون کا انجام بخیر نہین معلوم ہوتا
اُس عرب کا یہ مقولہ خلافت چہارمی کے وقت پورا ہوا۔ اکثر قبائل عرب آپ کی

خلافت سے باین وجہ مخالف تھے کہ آپ ناجائز اور خلاف شرع مال و دولت کے حاصل کرنے کو نہایت بُرا سمجھتے تھے اور یہانتک احتیاط تھی کہ ایک مرتبہ تقسیم مال کے وقت کہ اُسی مال سے ایک بوریا خرید کیا گیا تھا اور چراغ کا تیل آیا تھا رات کے وقت چند عرب آپ کی ملاقات کے واسطے آئے جو کہ اُس مال کے مستحق رہتے تھے آپ نے وہ بوریا اُٹھوا دیا اور چراغ گل کرا دیا کہ مبادا وہ اُس بوریے پر بیٹھ کر چراغ کی روشنی سے فائدہ اُٹھائین یہ اسواسطے تھا کہ آپ کے ذاتی مصارف سے نہ روغن آیا تھا اور نہ بوریا وہ عرب آپ کی ذاتی ملاقات کے واسطے آئے تھے وہ اُس مال کے مستحق نہ تھے اور جب حق نہین رکھتے تھے تو شرعی انصاف کا یہی مقتضا تھا جیسا کہ آپ سے ظہور مین آیا خلافت حقّہ کے حکم احکام شرعی کے یہی اصل اصول تھے کہ ترک منہیات اور امر بالمعروف کی تعلیم ہو مگر جن عربی قبیلون کو ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کا چسکا پڑ گیا تھا اور وہ خلاف شرع تصرف و تغلب کے عادی ہو گئے تھے اُنسے چوتھی خلافت کا مقابلہ ہوا تھا وہ خلافت کو پسند نہین کرتے تھے اور خلافت اُنکے خلاف تھی یہ بھی ایک سبب باہمی کشش کا ہو گیا تھا جسکی تائید صبحی پاشا کی تاریخ سے ہو سکتی ہے کہ حضرت علی زہد و تقوٰی اور جمیع صفات اسلامی سے موصوف تھے برخلاف اِنکے دیگر قبائل عرب اُس ناجائز دنیوی ہوا و ہوس مین مبتلا ہو گئے تھے کہ چوتھی خلافت کے شرعی احکامات کے قبول کرنے کی اُنمین بالکل قابلیت ہی نہ رہی تھی علاوہ اس متضاد حالت کے یہ بھی ہوا تھا کہ عمّال اور والیان بنی اُمیہ کے عزل کا انتظام کیا گیا اور بجاے اُنکے حضرت علیؑ نے اُن لوگون کو مقرر فرمایا تھا جو آپ کے نزدیک با ایمان اور سنّت نبوی پر

عمل کرنے والے اور عمل کرانے والے تھے پس اول طلحہ وزبیر حضرت علی کی بیعت ترک کرکے مکہ کو روانہ ہوے اور وہان بنی امیہ اور دیگر قبائل کو شریک کرکے خلاف سے جنگ پر آمادہ ہوے اور آخرکار اُس اختلاف اور تفرقہ کا نتیجہ جنگ جُمَل ہے۔ اُنھون نے بظاہر خون عثمان کا دعویٰ کیا تھا مگر در پردہ اپنی کامیابی کے واسطے خلافت سے انکار کیا تھا اگرچہ ایک اضافی تفریق مسلمانون مین بزمانہ خلافت ثالث شروع ہوگئی تھی مگر جن وجوہ سے جنگ جُمَل ہوئی اُس سے اُس تفرقہ کی بخوبی تصدیق ہوگئی جن لوگون نے یا جس قبیلہ نے حضرت علی کی خلافت اور امامت سے انکار کیا تھا اُس سے اُنکا مقصود تھا کہ نہ حضرت علی کی خلافت اور امامت قابل تسلیم ہے اور نہ آپ کی تعلیم قرآن مجید اور نہ احکام متعلق سُنت جماعت قابل قبول اور لائق عمل ہین اُنکا خیال تھا کہ خلفاء ثلاثہ کے توسط سے جو احکام نبوی نافذ ہوے وہ واجب العمل ہین اور اُنکی خلافت اور امامت لائق تسلیم ہے اِس مباحثہ نے اُمت مین تفرقہ پیدا کر رکھا تھا اور ہر فریق سُنت وجماعت اور قرآن کو اپنے واسطے عروۃ الوثقیٰ سمجھتا تھا فرق صرف پیشواؤن اور ہادیون کی نسبت تھا ایک کہتا تھا کہ سُنت نبوی پر ہم عامل ہین اور جن پیشواؤن کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی ہے اور پہونچ رہی ہے وہی درست اور حق بجانب ہے دوسرا فریق جو حضرت علی کی خلافت اور امامت کی تائید کرتا تھا وہ حضرت علی کو پیشوا دین سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ کتاب اور سُنت وجماعت پر ہم عمل کرنیوالے ہین کیونکہ ہم تک حضرت علی کے ذریعہ سے اور آیندہ آپ کے اولاد کی معرفت جو احکام شرعی متعلق سُنت وجماعت پہونچینگے وہ حق ہین۔ اِس نفاق انگیز بحث

ومباحثہ کو ترقی ہوتی جاتی تھی اور جس زمانہ مین کہ محاربہ جمل مین ناکامی ہوئی تو اکثر
بنی امیہ دارالامارت دمشق کے دربار مین پہونچ گئے تھے اور امیر معاویہ کے مشورہ
مین شریک ہوکر اُس جنگ کی تحریک کی جس سے کہ اُمت اسلامیہ کو نہایت ہی
صدمہ پہونچا دربار شام بہی اُس خلافت حقہ کا منکر ہوا تھا اور اُسکا خیال تھا کہ امیر
معاویہ کو خلافت رسول زیبا ہے وہ چندروز بظاہر طالب قصاص خون عثمان رہا
مگر درپردہ جو خواہش اُس دربار کی تھی آخرکار ظاہر ہوگئی اور دونون لشکر جنگ پر
آمادہ ہوئے محاربۂ جمل مین حضرت علی کے ہمراہ صحابۂ رسول بہت کم تھے اہل عراق
اور مصر وغیرہ کے باشندے تھے صفین مین جو امیر معاویہ سے متعدد لڑائیان ہوئین
اُسمین حسب بیان اعثم کوفی حضرت علیؑ کے ہمراہ آٹھ سو انصاری تھے اور نو سو
وہ صحابی تھے جنھون نے ایک درخت کے نیچے حضرت محمد مصطفیٰ سے بیعت کی تھی
اور اسّی صحابی اُن اصحاب سے تھے جنسے جنگ بدر مین خدمات نمایان ہوئین اور
اسّی اصحاب رسول خدا تھے ان اصحاب کرام اور دیگر مہاجر و انصار نے آپ کی خلافت
اور امامت کو قبول کیا تھا اکثر محاربات صفین مین شہید ہوئے تھے یہ لڑائیان اُمت
اسلامیہ مین ایسی ہوئین کہ ایک فرقہ جو حضرت علیؑ کی خلافت اور امامت کی تائید
کرتا تھا وہ شیعہ اس لحاظ سے کہا جاتا تھا کہ اسکا اعتقاد تھا کہ حق خلافت حضرت علیؑ اور
آل رسول کا تھا اور رہے اور حضرت علیؑ نے بہی بارہا فرمایا کہ حق خلافت میرا تھا مصلحتاً
مین نے اُس حق کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش نہین کی کہ اسلام کو ضرر پہونچیگا
دوران جنگ صفین مین شیعہ کا لفظ اُسی جماعت کے واسطے مخصوص ہوگیا تھا جسکا
خیال تھا کہ خلافت کا حق حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کا تھا اور کتاب قرآن مجید اور

سُنن نبوی کی تعلیم حضرت علیؑ اور آپکی اولاد کے توسط سے قبول کرتا تھا شیعہ بھی سُنت وجماعت کے مدعی تھے اور اسی سُنت اور جماعت کو تسلیم کرتے تھے جسکی کہ تعلیم حضرت علیؑ کے ذریعے سے ہوتی تھی اسکے مقابلہ مین ایک گروہ امیر معاویہ کی جانب قائم ہوا تھا کہ اُسکو سُنیان معاویہ اور سُنیان شام کہا جاتا تھا اس جماعت کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ اور اولاد رسولؐ مستحق حق خلافت نہین ہین بمقابلہ حضرت علیؑ امیر معاویہ مستحق خلافت اور امامت ہین اور خلفاء ثلاثہ مستحق خلافت اور امامت تھے۔ سُنیان امیر معاویہ اور سُنیان شام اسی تعلیم کتابی وسنتی کو تسلیم کرنے والے ہوگئے تھے جو اُنکے مقبولہ خلفاؤن کے ذریعہ اُن تک پہونچی تھی سُنت ایک تھی مگر اُس زمانہ مین دو جماعتون نے جبکہ وہ امامت اور خلافت کے باب مین مختلف ہوگئی تھین تو اُنھون نے اختلافی حیثیات سے اپنے اپنے امام وخلیفہ کی تعلیم پر اتفاق کر لیا تھا ابھی تک اسلام کی تقسیم دو جماعتون مین سرسری طور پر شروع ہوئی تھی کہ اسی اثنار مین جبکہ حضرت علیؑ کے لشکر کا غلبہ ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ امیر معاویہ پر کامل طور سے آپ کا لشکر فتحیاب ہو کہ ابن عاص کے شورہ سے امیر معاویہ نے قرآن مجید کو نیزون پر آویزان کرا دیا کہ جو فیصلہ قرآن مجید کرے اُسکو دونون فریق تسلیم کرین قبل اسکے امیر معاویہ نے اشعث کندی اور بعض اور سرداران لشکر حضرت علیؑ سے سازش کر لی تھی کہ جب قرآن مجید نیزون پر آویزان ہو تو تم تیر نہ مارنا اور تمام لشکریون کو ممانعت کرنا اور ٹھہر کا دینا جبکہ قرآن مجید نیزون پر آویزان نظر آیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مین قرآن ناطق ہون اور یہ قرآن صامت ہو اور حیلہ اور مکر سے قرآن آویزان کیا گیا ہے تیر مارنا چاہیے مگر اشعث کندی وغیرہ جو پہلے سے ساز رکھتے تھے اُنھون نے انکار کیا اور دوسرون کو

ٹھرکاکر بالکل جنگ کرنے سے پرہیز کیا درحقیقت آپکو اس کہنے کا مرتبہ حاصل تھا کہ
مین قرآن ناطق ہون کیونکہ ثابت ہوسکتا ہی کہ قرآن مجید کے معانی اور مطالب الہامی
پر جیسا کہ آپ کو عبور تھا بعد پیغمبر کیسیکو نہ تھا نفس قرآن کو کبھی نطق حاصل نہ تھا اُسکے
معانی اور مطالب تو اُسکے جاننے والے کی نطق پر موقوف ہین پس آپ نے اگر فرمایا
کہ مین قرآن ناطق ہون اور وہ قرآن صامت ہی تو ہم اسکو ایسا ہی صحیح سمجھتے ہین
جیسا کہ آیات بیّنات کو صحیح جانتے ہین عین معرکہ مین یہ طولانی سلسلہ گفتگو کا پیدا ہوا تھا
معاویہ کو پوری شکست ہوجاتی مگر ابن عاص کی چالاکی سے اُنکو کامیابی ہوئی اور
خلیفہ چہارم کی فتح ہوجاتی اگر اشعث اور دیگر سرداران عرب کی سازشی حالت سے
کہ وہ آپ کے کہنے پر عمل کرنے والے نہوے اور آپ کو چھوڑ دیا اس لحاظ سے کہ
آپ کو کامل فتح حاصل نہوئی۔

خوارج کا ظہور۔ حضرت علیؑ کے لشکر مین یہ گفت وشنید ہو رہی تھی اور ایک غوغا
تھا کہ ایک شامی ابلق گھوڑے پر سوار قرآن کھولے ہوے آیا اور حضرت علیؑ کے
لشکر کے روبرو ایک آیت پڑھی جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ایک جماعت ہے کہ اُسکو
کتاب خدا تعالیٰ کی جانب بلاتی ہے کہ درمیان اُسکے جو کچھ خدا فرماتا ہو حکم کرین یہ انکار
کرتی ہو اور خدا کے حکم سے اعراض کرتی ہو۔ وہ شامی اشعث اور معاویہ کی گفتگو کے
بعد بھیجا گیا تھا اور مقصود اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ امیر معاویہ قرآن کی جانب
بلاتے ہین اور حضرت علیؑ اور آپ کے اصحاب اور شیعہ اس سے انکار کرتے ہین
تاکہ آپ کے لشکر مین آپ کی جانب سے زیادہ برہمی ہو اشعث نے آپ سے انکار ہی
کیا تھا اُسکا چرچا ہو رہا تھا اسوقت آپ کے لشکر کے درمیان اختلاف آرا ہوگیا ایک

جماعت نے کہاکہ ہمکو خدا کی کتاب کی جانب طلب کیاجاتا ہو اُسکو قبول کرنا چاہیے
دوسرے گروہ نے کہاکہ ہم مین اب جنگ کی طاقت اور قوت نہین رہی اور ہمارے
مبارز ہلاک ہوچکے ہین اب کہ جنگ سے نجات ہونے والی ہے لہذا ہم اِسی کو تسلیم
کرتے ہین کہ ہمارے اور آدمی ہلاک نہون تیسرے گروہ نے کہاکہ یہ مکروکید ہے ہم
اِسکو قبول نہین کرسکتے اور برابر جنگ کرینگے اسکے بعد آپ کے بااقتدار شیعون نے
علیحدہ علیحدہ تقریرین کین کہ اُنسے آپ کے مقاصد ایمانی کی تائید ہوتی تھی پھر اُن
معارف سپاہ اور اکابر صحابہ اور اعیان لشکر نے آپ کی جانب خطاب کیا اور کہا کہ
آپ کی کیا راے ہو جو صلاح آپ کی ہو وہ ہمکو بسروچشم قبول ہے اِس قیل وقال کا
آوازہ بلند تھا کہ بیس ہزار آدمی ازسرتاپا مسلح تلوارین برہنہ لیے ہوے آئے اُنکی
جبین سے آثار سجود پیدا تھے اور اُنمین ایک طبقہ قاریون کا تھا کہ بعدہٗ وہ خارجی
ہوگئے تھے اِس شکل اور صفت سے آپ کے روبرو آئے اُن قاریون مین سے
ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہاکہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمنے اِس جہت سے خلیفۂ
ثالث کو قتل کیا تھا کہ ہمنے اُنسے کہا تھا کہ ہم مین بموجب احکام کتاب خدا عمل کیجیے
اُنھون نے انکار کیا آج کے دن ایک جماعت تمکو خدا کی کتاب کی جانب دعوت
دیتی ہے تم اِسکو قبول کرو ورنہ تمکو گرفتار کرکے اُس جماعت کو دیدینگے اور اگر یہ نہوگا
تو جس طریق سے خلیفۂ ثالث کو قتل کیا تھا اُسی طریق پر آپ کے ساتھ پیش آئینگے
آپ ان تاویلات مختلفہ اور کلمات مختلف کو سُنتے تھے اور تعجب کرتے تھے اور خاموش
تھے بعدہٗ آپ نے بیان فرمایا کہ اے قوم اوّل جس شخص نے کتاب خدا کو قبول
کیا تھا مین تھا اور اوّل سے آخر اِس واقعہ تک اُنسے مین نے یہی کہا اور کہتا ہون

اور اُنکو خدا کی کتاب کی جانب بلاتا ہون تم مجھے کیونکر کہہ سکتے ہو کہ مین خدا کی
کتاب سے عدول کرتا ہون مین نے روز اول سے یہی کہا اور کہونگا اب فرق
یہی ہو گیا ہی کہ مین کل جو گذر گیا ہی آمر تھا یعنی حکم دینے والا اور آج مامور ہون کہ جو تم
کہتے ہو اُسکو جبراً قہراً قبول کرون اور کل ناہی تھا اور آج منتہی ہون الغرض یہانتک
اس گفتگو کو طول ہوا کہ مجبوراً اشتر نخعی کو جنگ سے واپس ہونا پڑا اور جنگ موقوف
ہو گئی بعد اسکے خارجی ہونے والے گروہ نے آپ سے کہا کہ حکم ہونا چاہیے آخرش
ابو موسیٰ اشعری جنکو حضرت علیؑ نے منظور نہ فرمایا تھا صرف خارجیون کی تحریک سے
حکم ہوے اور معاویہ کی جانب عمرو عاص کا انتخاب ہوا تھا دربارہ ابو موسیٰ اگے حضرت
علیؑ کے گروہ مین اختلاف ہوا تھا اور خود آپ اُنکو پسند نہین کرتے تھے کیونکہ وہ آپ سے
سابقہ خصومت رکھتے تھے اور اُنکے عزیز واقربا معاویہ کے لشکر مین تھے مگر اشعث
کندی اور دیگر سرخیل لشکر اور خوارج اُنھین کو پسند کرتے تھے اس موقع پر یہ راے
قائم ہو سکتی ہے کہ اشعث کندی کی رایون کی سماعت ہوتی تھی اور آپ مامور اور
منتہی تھے اُنھین نے ابو موسیٰ کو منظور کیا تھا اور جب بمقام دومۃ الجندل مجلس
منعقد ہوئی تھی تو حکمین مین بعد مشورہ قرار پایا تھا کہ علیؑ اور معاویہ خلافت سے
علیحدہ کیے جائین اور ابن عاص نے یہ بھی کہا تھا کہ عبد اللہ ابن عمر خطاب خلیفہ
ہون مگر اُس مجلس مین ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا تھا کہ علیؑ کا خلع خلافت سے
اسطرح کیا گیا جس طرح کہ اس انگشتری کا اُنگلی سے ہوتا ہی یہ کہکر اُنگلی سے
انگشتری نکالی ابن عاص نے کیا چالاکی کی کہ اسکے جواب مین بیان کیا کہ علیؑ کا
خلافت سے خلع ہوا اور معاویہ کا نصب جیسے اپنی اُنگلی مین انگشتری نصب کی اور

جن گواہون کو پہلے سے اپنا کر رکھا تھا اور موقع پر ابن عاص کے ہمراہ تھے اُنسے کہا
کہ گواہ رہو اِس دھوکا بازی پر ابو موسیٰ کو نہایت غصہ ہوا اور اُنھون نے کہا کہ مین
دونون کی خلافت کو پسند نہین کرتا تھا اور درمیان ہم حکمین کے قرار پایا تھا کہ یہ
منصب بزرگ شوریٰ کے متعلق رہے کہ جمہور جسکو خلافت کے قابل سمجھین اور
اُسپر اتفاق کرین وہ خلیفہ کیا جاے ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علیؑ اور معاویہ دونون کو
علیحدہ کر دیا تھا اور خلافت کو شوریٰ کے متعلق کیا تھا جس سے وہ خارجی بھی ناراض
ہو گئے تھے جنھون نے بہ اصرار اُنکو منتخب کیا تھا اُن خارجیون نے حضرت علیؑ سے
کہا کہ آپ نے کیون ابو موسیٰ کو حکم کیا تھا حالانکہ یہ کہنا اُنکا بالکل خلاف تھا خوارج
نے اُنکا انتخاب کیا تھا اور جب اُنکی منشاء کے مطابق محاکمہ نہوا تو حضرت علیؑ پر
اُنکا الزام کیونکر درست ہو سکتا تھا خود ہی تسلیم کیا تھا اور خود ہی انکار کیا تھا
حضرت علیؑ سے بالکل تعلق نہ تھا ان قضیتون سے مسلمانون مین تفریق کا ہونا
ضروری تھا صبحی پاشا بھی اسکی تصدیق کرتے ہین کہ اسلام تین فرقون مین تقسیم
ہو گیا تھا صبحی پاشا کا اِس تقسیم سے مقصد یہ ہی کہ تین فرقے ہوگئے ایک خارجی دوسرے
سُنّت و جماعت تیسرے شیعہ خارجی اُس جماعت سے مُراد ہی جو حضرت علیؑ کے
لشکر مین تھے اور آپ سے انکار کرکے آپ کے لشکر سے خارج ہو گئے تھے اور
اشعث کندی گویا اُنکا پیشوا اور فرقۂ خوارج کا بانی مبانی تھا اول ایک شخص ربیعہ کے
قبیلہ کا خارجی ہوا تھا اُسنے بعد قرار پاجانے اقرار نامہ تحکیم کے یکایک بانی بہ
اور حضرت علیؑ کے لشکر پر حملہ کیا اور پھر بانی پیکر معاویہ کے لشکر پر حملہ آور ہوا وہ
قتل ہوا مگر اُس سے ثابت ہوا کہ خلافت حضرت علیؑ اور معاویہ دونون سے

انکار کیا ہی فرقۂ خوارج نے ان دونون کی خلافت اور تعلیم سنّت سے انکار کیا تھا مگر وہ خلیفہ اول و دوم کی خلافت اور تعلیم سُنّت کو تسلیم کرتے تھے اور تسلیم کرتے چلے آتے ہین اور خلافت اول و دوم کے بعد پھر کسی خلیفہ کو اُنھون نے تسلیم نہ کیا تھا اور یہی خیال اُنکا اس زمانہ تک ہی شیعہ کا لفظ عام طور پر مستعمل ہوتا تھا وہ ایک خاص گروہ ہوگیا اور اُسکا اعتقاد یہ ہوا کہ خلافت کا حق بجز حضرت علیؑ کے اور آپ کی اولاد کے اور کسیکا نہ تھا سُنّت کا لفظ بھی ایک خاص گروہ کے واسطے مخصوص ہوا تھا جنسے اُس زمانہ مین حضرت علیؑ کی خلافت اور آپ کی اولاد کی خلافت سے انکار کیا تھا اور اجماع معاویہ کی تعلیم سُنّت اور خلفاء ثلاثہ کی تعلیم سُنّت پر اور اُنکا اعتقاد ہوگیا تھا کہ بجز معاویہ ابن سفیان اور خلفاء ثلاثہ کے اور کوئی خلیفہ رسولؐ اُسوقت تک اُنکے نزدیک نہ تھا جماعت کا لفظ عموماً مستعمل تھا مگر جیسا کہ مولوی مسیح الدین کاکوروی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین کہ بعد تفویض خلافت حضرت امام حسن علیہ السلام کل مسلمانون نے اجماعی اتفاق سے بیعت کرلی تھی اور جس سال بیعت کی تھی وہ سال جماعت مشہور ہوا تھا اگر صحیح تسلیم کرلیا جاے تو یہ تاریخی اجتہاد ہوسکتا ہی کہ اُسی سال سے بخصوصیت لفظ سُنّت کے ساتھ لفظ جماعت شریک ہوکر ایک مخصوص فرقہ اہل سُنّت وجماعت ہوگیا تھا نہایت افسوس ہے کہ مولوی مسیح الدین صاحب نے اور بعض دیگر مورخین نے واقعات تو لکھے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تقسیم فرقون مین ہوگئی تھی مگر اُنھون نے اِس امر کے اظہار سے کیون چشم پوشی کی کہ اہل سُنّت وجماعت کا طبقہ کب سے قائم ہوا اور خوارج اور شیعون کے

گروہ کے کیا اعتقادات ہو گئے تھے اُنھون نے اِس حصہ کو چھوڑ دیا ہو مگر سابق کی کُل
تاریخون مین شیعہ اور سُنی کے تفریقی واقعات کا تذکرہ ہو اُنھین تاریخون کے اعتبار
اور اُن تاریخون کے واقعاتی اعتماد اور قراین سے ہمارے نزدیک اِس سے کوئی
مورخ انکار نہین کرسکتا کہ بنی اُمیہ کے دعوی خلافت کے زمانہ مین اہل سُنت وجماعت
اور شیعیان علی کا تخصیصی ظہور نہوا تھا جس قبیلہ کے دعوئے خلافت کے زمانہ مین
مسلمانون مین باہمی تفریق ہوئی تھی اُسمین ایک قبیلہ بنی اُمیہ اور شامی اہل سُنت
وجماعت ہونے کا فخر کرتے تھے اور اہل عراق اور دیگر قبائل عرب کو شیعیان علیؑ
ہونے کا فخر حاصل تھا تاریخ کے بیان سے دریافت ہوسکتا ہو کہ حضرت علیؑ کی
خلافت حقّہ تھی اور معاویہ کا کوئی حق نہ تھا کہ اُنکی تائید مین ایک فرقہ اہل سُنت و
جماعت کا قائم ہوتا اور وہ حضرت علیؑ کی خلافت کو تسلیم نہ کرتا اِس فرقہ نے آپکی
خلافت کو بمقابلہ شیعون کے تسلیم نہ کیا تھا اگر موجودہ زمانہ مین شیعہ اور سُنی دونون
فریق سے سوال کیا جاے کہ معاویہ اور اُنکے طرفدارون اور علیٰ ہذا القیاس
یزید اور یزید کے حامیان کا کیا مذہب تھا اور مروان اور بنی مروان یا بنی اُمیہ کا کیا
مذہب ہو گیا تھا کیا وہ سُنت وجماعت مین داخل نہ تھے عوام سُنی تو اِسکا جواب
یہی دینگے کہ ہم سُنی وہ ہین کہ عہد نبوی مین ہمارا مذہب سُنی تھا کہ ہم پیغمبرؐ کی سُنت
پر چلتے ہین مگر وہ اہل علم جنکو اپنی معلومات کا فخر ہے وہ یہ جواب نہین دیسکتے
کیونکہ عہد رسالت مین کوئی فرقہ نہ تھا وہ بجز اسکے اور جواب نہین دے سکتے کہ معاویہ کے
زمانہ مین تفریق ہوئی اور معاویہ اور کُل بنی اُمیہ کا مذہب سُنت وجماعت تھا اُس
زمانہ کے سُنیون اور ہم مین یہی فرق ہے کہ وہ حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کو امام و

خلیفہ نہین ملنتے تھے ہم اُنکی امامت اور خلافت کو بھی تسلیم کرتے ہین اور اُنکی
بزرگی اور عظمت قبول کرتے ہین اِسکے سوا خلفاء ثلاثہ کو ہم بھی پیشوا جانتے ہین اور
وہ بھی جانتے تھے اُس عہد کے شیعہ لعن وطعن ہمارے پیشوایان دین پر کرتے تھے
اُسکے عوض مین معاویہ کے زمانہ مین جمعہ کے خطبہ وغیرہ مین معاذ اللہ حضرت علیؑ
اور آپکی اولاد کی نسبت لعن وطعن کا ذکر تھا وہ الفاظ خلیفہ عبد العزیز کے زمانہ مین
خطبہ سے خارج کیے گئے تھے اور جو الفاظ بجاے اُسکے بڑہائے گئے وہ آجتک
اُس خطبہ مین ہین اِس لعن وطعن کو ایک زمانہ سے ہمنے چھوڑ دیا ہی مگر شیعہ
صاحبان سلے ابھی تک اِس شعار کو ترک نہین کیا بجز اس انقلاب مذہبی اور
فرق مذہبی کے شیعون کا گروہ اُس تعلیم اور خلوص آل پیغمبرؐ اور حق آل کی حمایت
کی تقلید کرتا چلا آتا ہی جو زمانہ سلف مین حضرت علیؑ مرتضی کے روبرو تھی ۔

باب سوم

خلافت و امامت

خلافت و امامت حضرت علی علیہ السلام ۔ ہم یہان پہ بیان کرتے ہین کہ گو
خلافت و امامت لغوی حیثیت سے متحد المعنی ہون مگر جب تاریخون مین اِن
دونون لفظون کا جلوہ دیکھا جاتا ہی تو واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ امام کے
لفظ سے وہ پاک اور مقدس نفس مصداق تھا جو خود شرع اسلام کا پابند ہوتا تھا
اور اِس سبب سے جانشین پیغمبر تھا کہ اُمت کو احکام شرع کی بغیر حکومت تعلیم
دیتا تھا اور خلیفہ اُس شخص کو کہتے تھے جو احکام خدا اور رسولؐ کا نفاذ حکومت کے

ذریعہ کرتا تھا اور اس حکومتی پردہ مین اُسکی تعلیم شرعی بھی ہوتی تھی حکومت کے اعتبار سے وہ خلیفہ تھا اور مذہبی خیال سے وہ امام بھی تھا ہمارے نزدیک امام خلیفہ ہوسکتا تھا اور خلافت مین امامت شریک تھی۔

جس زمانہ مین پیغمبر کی بعثت مکہ معظمہ مین ہوئی تو آپکی آخری رسالت کا ایک الہامی نتیجہ محض امامت کے متعلق تھا مکہ مین آپ نے بجز تعلیم اور تلقین جسکا مقصود یہ تھا کہ عرب بت پرستی ترک کرین اور خدا کو واحد سمجھین جنگ کی ضرورت نہین ہوئی مکہ والون نے آپ کو نہایت تنگ کیا اور انواع واقسام کی تکالیف ومصائب اُنکے ہاتھون آپ کو اُٹھانا پڑے تاہم آپ نے مکہ کو نہین چھوڑا کیونکہ رسالت وتبلیغ رسالت کے مقابل مین اُن تکالیف کی کچھ ہستی نہ تھی جب اہل مکہ نے آپ کے قتل کا شورہ کیا تو درصورت قیام مکہ یہ بات لازمی ہوگئی تھی کہ اگر کفار قریش آپکی جان کو صدمہ پہونچائینگے تو رسالت کے فرائض معدوم ہوجائینگے پس یہ حکم خدا ہجرت کرنا ضرور تھا اور اسی واسطے آپ مکہ سے مدینہ مین ہجرت کر آئے یہان عرب کے ایک قبیلہ نے آپ کو نصرت دیکر انصار کا لقب حاصل کیا مگر مکہ والون نے یہان بھی آپ کے قتل کی سازشین کین اب ضرور ہوا کہ تلوار سے کام لیا جاے کسواسطے کہ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مکہ مدینہ والون کے سازشی نتائج اور روز بروز کی شرارتون اور فتنہ پردازیون سے آپ کو اپنی دینی تعلیم مین نہایت دشواری معلوم ہوتی مدینہ سے جن جنگون کا نشوونما آغاز اسلام مین ہوا تھا اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہ تھا کہ اگروہ لوگ آپکو اشاعت دین اسلام سے منع نکرتے اور آپ کے قتل کے واسطے خفیہ سازشین

نکرتے تو جیسے آپ مکہ مین تھے ویسا ہی مدینہ مین رہتے دوسرا نتیجہ ان لڑائیون کا یہ بھی ضروری تھا کہ جو مقامات کہ فتح ہوے اُنکے واسطے انتظام کی ضرورت ہوئی آپ کی رسالت مین ایک شعبہ خلافت کا بھی شامل ہوا رفتہ رفتہ آپکی رسالت کے دونون حصّون مین ترقی کا آغاز ہوا تھا جو مقامات اُس زمانہ مین صلح[1] سے آپ کے قبضہ مین آئے اُنمین اُمت کا حق نہ تھا آپ ہی کا حق تھا اور جو مقامات کہ بزور شمشیر فتح کیے گئے اُنمین اُمت کا حق[2] تھا اور غنیمت کا مال جب آتا تھا تو اُسکو حصّہ رسد آپ تقسیم فرمادیتے تھے جن لوگون نے اسلام اختیار کیا تھا وہ جزیہ سے محفوظ رہے تھے اور اسلام کے اختیار کرنے سے اُنکی کُل دولت اور جاگیرین قائم رہی تھین اور اُنکا مرتبہ بدستور رہا تھا مگر دولتمندون سے اور ذی اقتدار جاگیرداردن سے نقدی اور مویشی اور غلہ وغیرہ خمس زکوۃ مین سالانہ لیا جاتا تھا اور خلافت کا حصّہ اس تحصیل کے واسطے کافی تھا یہ کہین دیکھنے مین نہین آیا کہ جو جائز سرمایہ آپ کے پاس تھا اور جو مقامات آپ کے ملک مین آئے تھے اُنکی حالت خلافتونکے زمانہ مین کیا ہوئی غالباً آپ کی وفات کے بعد یہ ترکہ نبوی آپکی صاحبزادی فاطمہ زہرا[4] پر منتقل ہوا تھا اسمین سے ازواج مطہرات کا حق شرعی دیا گیا تھا بعد انتقال رسول خدا

---

[1] تاریخ حقائق الکلام فی تاریخ الاسلام مطبوعہ استنبول کا ۷۰ صفحہ ملاحظہ ہو کہ فدک حق حضرت ختمی پناہی تھا اور صلح سے آپ کو حاصل ہوا تھا اسمین اُمت کا کچھ حق نہ تھا ۱۲

[2] وادی القرا وغیرہ کی یہی حالت تھی ۱۲ تاریخ حقائق الکلام

وہ خلافت جو مدینہ مین رسالت کے متعلق ہو گئی تھی وہ دو قریشیون پر منتقل
ہوئی اور بعدہ ایک بنی امیہ کے عالم و رئیس پر۔ امامت جو جزو اعظم رسالت
کی تھی وہ بنی ہاشم کے پیشوا حضرت علیؑ پر منتقل ہوئی بعد اُسکے سینہ بسینہ
آپکی اولاد پر منتقل ہوتی چلی گئی محقق نصیر الدین طوسی نے اپنی کتاب
اخلاق ناصری مین ایک حکیم کا قول نقل کیا ہو جسکا ترجمہ یہ ہے کہ دین اور
حکومت توام ہین پس مکہ مین جو خلافت قائم ہوئی تھی اُسکا کام یہ تھا کہ
دولتمندون پر بانی اسلام نے زکوۃ و خمس کا ادا کرنا فرض کیا تھا کہ اُنسے ان
اشیاء مقررہ کی تحصیل کرے اگر وہ ادا نہ کرین تو حکومت اُنکو سزا دے
ایک واقعہ اشعث کندی کا خلیفہ اول کے زمانہ مین ہوا تھا کہ اُنھون نے
کہا تھا کہ شتر بھیڑ ین دیتے دیتے ہم تنگ آگئے ہین ہمکو ایسا اسلام درکار
نہین خلیفہ اول نے اُنپر فوج بھیجی اور بعد بہت بڑے کشت و خون کے
جب وہ قید ہو آئے اُنکی عزت و حرمت کی گئی اور خلیفہ نے اُنکو مدینہ مین رہنے کا
حکم دیا دوسرا کام خلافت کا یہ تھا کہ بڑے بڑے شہرون مین جو حکام مقرر کیے
جاتے تھے اُنکو ایماندار ہونا چاہیے تھا وہ مسجدون مین امامت کرتے تھے
اور جو شعار اسلام تھا اُسکی نگرانی اُنکے ذمہ تھی تیسرا کام خلافت کا یہ تھا کہ
جسقدر زکوۃ و خمس کا مال آتا تھا اُسکو ذی حق اشخاص پر تقسیم کر دیا جاتا
تھا علاوہ اُنکے اور شرعی احکام کی تعمیل بذریعہ خلافت ہوتی تھی مگر یہ ثابت
نہین ہوتا کہ دونون خلافتون کے زمانہ مین پیغمبر کو جو مقامات صلح کے ذریعہ
سے حاصل ہوے تھے اُنکی حالت خلافتون کے دوران مین کیا ہوئی

اُس حکیم کے قول کے مطابق بلاشک خلافتون کے زمانہ مین جو ممالک فتح
کیے گئے اُس قوت سے دین کی اشاعت اور دین کو بہت بڑی تقویت
ہوئی سارا ملک عراق اور کل شام اور مصر اور دیگر ممالک ہر قل کے فتح کیے گئے
اور پوری سلطنت فارس کے سلمان عربون کے قبضہ مین آئی اور ملک
خراسان یہانتک کہ ترکستان اور کابل کو عربون نے فتح کر لیا تھا پس ان فتوحات
عظیم سے جو خلافتون کے زمانہ مین ہوئین کسی شیعہ کو اُنسے انکار نہین ہوسکتا
حضرت عثمان کا زمانہ باوجود اِسکے کہ باہمی مناقشات اُسمین پیدا ہوے مگر
ملک بھی اُنکے عہد مین فتح ہوے تھے ۔ اگر یہ اولوالعزم خلیفہ اس کثرت سے
فتوحات نکرتے تو ہرگز اسلام حکومت کے توام نہین ہوسکتا تھا حکومت مین ایک
ایسی طاقت ہے کہ خود بخود مخلوق اُسکے اثر سے صاحب حکومت کے مذہب کو
قبول کر لیتی ہے صدہا اور ہزارہا آدمیون نے خلفار کی بدولت اسلام
اختیار کیا اور بہت بڑا جبروت اور اقتدار اسلام کو حاصل ہوا جسکی نسبت
خود رسُول خدا نے پیشین گوئی فرمائی تھی جب ہم دیکھتے ہین کہ مدینہ ایک
قصبہ کے برابر تھا اور عرب نہایت ضعیف حالت مین مبتلا تھے اُس قدر تی
ظہور رسالت سے وہ مدینہ ایک سرسبز و شاداب شہر ہوگیا اور وہ عرب جنکی
جان ایک پژمردہ گھاس کے مانند تھی وہ لہلہاتے ہوے سبزے کے عالم مین آگئے ایک
زمانہ تھا کہ پیغمبر کے ساتھ بہت قلیل جماعت فلاخن سے جنگ کرتی تھی یا وہ ایسی
آراستہ ہوگئی تھی کہ اُنکے پاس جملہ اسلحہ اُس زمانہ کے موجود تھے اور ہزارہا آدمیونکی
جمعیت بطور لشکر کے اُن خلافتون کے زمانہ مین جنگ کرتی پھرتی تھی اور جو مال

غنیمت کا حاصل ہوتا تھا اُسکو امیر فوج خود تقسیم کر دیتا تھا اور باقی بیت المال مین بھیجدیتا تھا مولوی
آل حسنؑ صاحب مرحوم نے کتاب استفسار مین اُن فتوحات کی تعداد درج کی ہے اور جو کچھ مولوی صاحب نے
لکھا ہے اُسکی تصدیق دیگر کتابون سے ہوتی ہے تیسری خلافت تک خلیفہ صاحبان پر خلیفہ کا
اطلاق ہوتا تھا انکو صرف امام نہین کہتے تھے اگر وہ خلیفہ نہ ہوتے تب بھی خلافت
اور امامت کا لفظی اعزاز نہ ہوتا کوئی خلیفہ اہل قریش سے اور خاندان بنی اُمیہ سے
یا خاندان بنی عباس سے ایسا نہین گذرا جسکو اُمت نے معزول کر دیا ہو اُمت نے
اول کے ساتھ ہی اُسکو قتل کر دیا اگر معزولی کی حالت مین وہ زندہ رہتا تو خلیفہ کی
لفظ کا سُراغ تاریخون مین مل سکتا تھا کہ اُسکو لوگ خلیفہ کہتے تھے یا امام کا لفظ
اُسکی نسبت استعمال کرتے تھے جب ایسا ثابت نہین ہوتا تو خلافت اُسی حکومت
تک محدود سمجھی جا سکتی ہے برخلاف اِسکے حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد
امجاد نے امامت اور خلافت کی ہے یعنی حضرت علیؑ جب خلیفہ ہوئے تھے باوجود
اُسکے کہ آپکی خلافت ضعیف ہوگئی تھی یہانتک کہ آپ خلیفہ تھے اور بعد واقعۂ
تحکیم پھر بھی آپ خلیفہ رہے تھے لیکن اگر آپ اُس خلافت سے بالکل دست بردار
ہوجاتے تو امامت آپ کو حاصل تھی گو شام کے مدعی خلافت کے ہواخواہون کے
نزدیک آپ امام و خلیفہ نہ تھے مگر مہاجرین اور انصار اور دیگر صحابۂ عظام نے
آپ کو اِس حالت مین بھی امام تسلیم کیا تھا اِس حالت مین اُنسے انکار نکرتے تھے
آپ کی اور آپ کے علاوہ جو خلیفہ گذرے ہین اُنکی اولاد باوجود علم و فضل کے
امام نہین کہی گئی مگر آپکی اولاد کہ وہ حکومت نہین رکھتی تھی اِس وجہ سے خلیفہ کا
لفظ مستعمل نہین ہوتا تھا تاہم وہ امام تھے مثلاً حضرت امام حسنؑ نے خلافت کو

بعد مصالحہ ترک کردیا اور اُنکی حکومت نہ رہی تھی اس وجہ سے خلافت کا لفظ آپ سے ساقط ہوگیا تھا لیکن تاج امامت اُنکے فرق مبارک پر بدستور جلوہ نما تھا بروقت انتقال کے آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب فرما کے امامت آپ کو تفویض فرمائی جیسا کہ تاریخ اعثم کوفی مین بہ ضمن حالات انتقال حضرت امام حسن علیہ السلام لکھا ہی پس اس سے ثابت ہی کہ امامت کا اعزاز خاندان نبوت کے سوا دوسرون کے واسطے نہ تھا نہ خاص بنی ہاشم کے ایک قبیلہ یعنے خاندان حضرت عباس عم معظم حضرت رسُول خدا پر منتقل ہوا تھا خود ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ارشد تلامذہ سے تھے اور علم و فضل مین کمال رکھتے تھے مگر کبھی کسی نے اُنکو امام نہین کہا اور نہ اُنکی اولاد کو خلافت کے سوا امامت نصیب ہوئی اس بیان سے وہ فرق جو امامت اور خلافت مین ہے بخوبی ثابت ہے۔

خلافت و امامت حضرت علیؑ۔ آپ کے حالات خلافت باب اول مین بہ تفصیل اس غرض سے بیان کیے گئے کہ سُنّی و شیعہ کی تفریقی حالت معلوم ہو جاے کہ کس زمانہ سے ہوئی ہے مگر اس موقع پر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خلفاء ثلثہ اور آپ کی تعلیمی کیفیت کیا تھی۔ ظاہر ہے کہ اُن خلافتون مین صرف حکومت کے ذریعہ دین کی اشاعت اور دینی تعلیم تھی مگر اُن خلافتون مین امامت شامل تھی اور جہانتک اُنھون نے ملک فتح کیے حکومت کے ذریعہ سے امامت کو صرف کیا جب آپ خلیفہ ہوے تو اس خلافت مین امامت کو غلبہ تھا اسی غلبہ امامت سے اس خلافت مین ایسی پیچیدگیان آگئی تھین کہ آپ

بہ نفس نفیس خیال فرماتے تھے کہ دین کے متعلق مقابل حکومت کے جہانتک
ہو سکے وہ طاقت صرف کیجاے جسکو امامت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے
جس زمانہ مین کہ اول مرتبہ آپ نے اسلام اختیار فرمایا تھا آپ نے پیغمبر ہی سے
تعلیم حاصل کی تھی اور علوم و فنون مین آپ کو تبحر حاصل تھا کہ اُس زمانہ مین
کسیکو نہ حاصل تھا جہان ایسے کام کہ اُنکا تعلق تعلیم اسلامی کے متعلق ہوتا
پیغمبر آپ ہی کو مقرر فرماتے تھے منجملہ اور کامون کے یمن مین آپکو پیغمبر نے اس
غرض سے مقرر فرمایا تھا کہ وہان اسلام کی اشاعت بذریعہ وعظ کے کیجاے
جب آپ یمن مین تشریف لیگئے ایک مجمع عظیم مین آپ نے خطبہ نہایت
فصاحت اور بلاغت سے ارشاد فرمایا جسمین ایک فقرہ بدینوجہ ارشاد فرمایا
کہ اُس مجمع مین یہود و نصارا تھے اور سب آپکا وعظ سُننے آئے تھے آپ نے
فرمایا کہ اِس مجمع مین بعض ایسے ہین کہ جو رات کو دیکھتے ہین اور دِن کو
نہین دیکھتے اور بعض ایسے ہین کہ جو رات اور دن دونون کو نہین دیکھتے
ہین اِس فقرہ کا مطلب سمجھ مین نہین آتا تھا یہودیون نے کعب بن اخبار سے
جو یہودیون کے عالم اور پیشوا تھے کہا کہ ہم حیران ہین کہ اس فقرہ کا مطلب کیا ہی
اُنھون نے کہا کہ رات سے مُراد توریت و انجیل ہی اور دن سے مراد قرآن مجید
و فرقان حمید ہی اور جو رات دن دونون کو نہین دیکھتے وہ دہریہ ہین جو کتب سماوی کو
نہین مانتے اور رات کے دیکھنے والے وہ عیسائی اور یہودی ہین کہ مقابل
روز روشن یعنی قرآن مجید کے اُن کتابون کو مانتے ہین جو بوجہ امتداد زمانہ کے
بمنزلہ شب دیجور کے ہوگئی ہین کعب بن اخبار اور لوگون نے اِسی فقرہ پر اسلام اختیار

کرلیا تھا خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے زمانہ مین جب کوئی اہم مسئلہ اسلامی یا ملکی پیش آتا تھا تو اُن لانیحل مسائل کو آپ چشم زدن مین حل فرماتے تھے پس آپکی ذات اقدس سے اسلامی تعلیم کا فروغ اس درجہ ہوا کہ صدہا اور ہزارہا آدمی نے اُس سے فیض پایا تھا اس تعلیم کو کچھ فوجی طاقت سے تعلق نہ تھا اپنی خاص خلافت کے زمانہ مین دو کام آپ کے تھے یا اُن عربون کی عادات اور اطوار جنکو ناجائز دنیا کے حاصل کرنے مین ایسا انہماک ہوگیا تھا کہ باوجود اسکے کہ وہ آپ کو خلیفہ برحق سمجھتے تھے مگر طمع وحرص کی وجہ سے اُنکو انکار تھا کہ آپ کیسے ہی خلیفہ کیون نہون مگر امامت کی طاقت سے ہمکو کسی قسم کا فائدۂ دنیا حاصل نہوگا اب آپ اُنکے خیالات کے مطابق کام کرتے جو بالکل خلاف شرع تھا یا امامت سے کام لیتے جسکے احکام شرع سے بالکل مطابق تھے آپ نے اپنی طاقت کو صرف فرمایا اور تمام عمر نہ دوسرون کی ناجائز دنیا کو تسلیم کیا نہ کبھی کوئی کام ایسا کیا کہ اُسپر طعنہ کیا جاتا آپکا دوران حیات ایسا پاک اور پاکیزہ گذرا ہے کہ اُسکو اُس زمانہ مین صحابہ کبار نے تسلیم کیا تھا اور جو فخر و افتخار آپ کو قربت و قرابت رسول خدا سے تھا اُسکو سب مسلم سمجھتے تھے اُن خطبون سے جو آپ نے لبا اوقات بیان فرمائے اُنسے دنیا اور آخرت کے متعلق ایسی تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ کسی بڑے فلسفی کو یہ بات حاصل نہوئی یہ صرف فیضان صحبت رسول خدا کا تھا کہ کسی مدرسہ مین پڑھے نہ کسی مکتب مین اور تعلیم ایسی دی کہ جسکے مقابل مین بڑے بڑے حکما عاجز تھے علاوہ اِن فضائل اور مناقب کے ہرچند کہ آپ نبی نہ تھے مگر مثل نبیون کے جو پیشین خبران بیان فرمائین اُنمین سے ایک پیش خبری خراسان کے فتح کرنے نہ کرنے کے باب مین تھی

خلیفہ دوم نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ خراسان فتح کردن یا نہ کردن آپ نے
فرمایا خراسان کے خصائص و تاثر بہت ہین اور جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ ولایت
خراسان مین ایک شہر ہے کہ اُسکو ہرات کہتے ہین اُسکا بانی مبانی ذوالقرنین تھا
اور عزیر پیغمبر نے اُس جگہہ نماز ادا کی ہے اُسکی زمین سرسبز و شاداب ہو اُسکے
جنگلون مین پانی روان ہے اُسکے ہر دروازہ مین ایک فرشتہ تلوار کھینچے ہوے
اور ہاتھ مین لیے ہوے بلاؤن کو اُس شہر سے اور اُسکے اطراف سے دور کرتا ہے
اور یہ ہی کیفیت قیامت تک رہیگی اور ہرگز کسی نے اِس سے پہلے اُس شہر کو
بزور فتح نہین کیا ہے اور بعد اسکے وہ شہر کسی سے فتح نہو گا مگر قائم آل محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ اُسکو فتح کرینگے خراسان مین ایک شہر ہے کہ اُسکو خوارزم کہتے ہین اور پناگاہ
پناگاہون اسلام سے ہے جو شخص کہ اُس جگہ قیام کرے اُسکو یہانتک ثواب ہوتا ہے
جیسے کہ اُس شخص کو ثواب ہوتا ہے جو تلوار ہاتھ مین لیکر خدا کی راہ مین جہاد کرتا ہے
نیکبخت وہ ہے جو خوارزم مین سکونت اختیار کرکے اُس سرزمین مین رکوع و
سجود مین مشغول رہے اور ولایت خراسان مین ایک شہر ہے کہ اُسکو بخارا کہتے ہین
وہان ایسے لوگ رہتے ہین کہ گویا کثرت ریاضت سے ایسے ہوگئے ہین کہ جیسے
چمڑا مالش سے ہو جاتا ہے نیک ہین اہل ثمرقند کہ وہ زمین عبادتگاہ و پرستش ہے
لیکن یہ امر ہے کہ آخر زمانہ مین ترک اسپر غالب آئینگے اور اُنکی ہلاکت ترکون کے
ہاتھ ہوگی اور اہل ساش اور فرغانہ کے حق مین تقدیرات الٰہی عمدہ ہین نیکبخت وہ ہے
جو اُس موضع مین چند رکعت ادا کرے اور خراسان مین ایک شہر ہے کہ اُسکو
سنجاب کہتے ہین نیکبخت وہ ہے کہ اُس جگہ مرے کیونکہ جو شخص اُس جگہ مریگا شہدا کے

زمرہ مین ہوگا اور خراسان مین ایک شہر ہے کہ اُسکو بلخ کہتے ہین ایک مرتبہ اُسکو خراب
اور برباد ہونا ہے اگر دوسری مرتبہ خراب ہوجائیگا پھر کبھی آباد نہوگا نیکی ہو اہل تالقان
پر کہ اُس جگہ خدا کے واسطے خزانے ہین اور یہ خزانے زر اور سیم کے نہین ہین اُس جگہ
ایسے آدمی ہین کہ خدا کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ پہچاننا چاہیے جب آخر زمانہ مین ایک
دُشمن اہل شہر پر غالب ہوجائیگا جملہ اہل شہر کو مار ڈالیگا اور ایک نفر کو زندہ نہ چھوڑیگا
سرخس مین زلزلۂ عظیم آئیگا اور اُس سے خرابی زیادہ ہوگی اور اہل شہر شمشیر خوف سے
ہلاک ہونگے۔ سجستان یہان ایک جماعت ہو کہ قرآن پڑھتی ہے اور قرآن اُنکے
حلق سے نہین گذرتا یعنی قرآن پر عمل نہین کرتے اور دین اسلام سے ایسا خارج
ہین جیسے کہ تیر شست سے اور آخر زمانہ مین اُس شہر پر ریگ کی بارش ہوگی اور
اُسکے باشندے ریگ مین پنہان ہوجائینگے۔ توشنج پر سختی ہو کہ اُس مقام سے تیس
دجال خروج کرینگے اور ہر دجال ناپاکی کی صفت سے ایسا موصوف ہوگا کہ جملہ بندگان
خدا کے ہلاک کرنے مین اُنکو باک نہوگی۔ نیشاپور اہل نیشاپور رعد و برق و صاعقہ سے
برباد ہونگے اور وہ شہر بعد آبادی و کثرت خلق ایسا خراب ہوگا کہ ہرگز آباد نہوگا اور
ایک نفر باشندگان اُس شہر سے زندہ نہ رہیگا اور اُس شہر مین آدمی نیک سیرت
بھی ہین۔ نیکی ہو اور پر قومس کے کہ اُس جگہ نیک مرد ہونگے وہ مصلحان سے ہرگز خالی
نہوگا و افغان اُس جگہ کثرت سے نیک مرد ہونگے وہ زمین مصلحان سے ہرگز خالی
نہوگی۔ سمنان اہل شہر تنگی مین رہینگے اُسوقت کہ مہدی کا ظہور ہوگا کشایش ہوگی
طبرستان ایک شہر ہے کہ مومن وہان تھوڑے ہون اور فاسق بہت دریا اُس شہر کے
قریب ہو اور کوہ اور راہون سے اُسکو منفعت زیادہ ہو۔ شہر رے مقام فتنہ و فساد ہے

اُس جگہ ہمیشہ نزاع رہیگی اور آخر زمانہ دیلمی کے ہاتھون خراب ہوگا اُس دروازہ پر جہان پہاڑ واقع ہے زیادہ کشش ہوگی کہ اُسکی تعداد سوا خدا کے اور کوئی نہین جانسکتا اور نیز اُس دروازہ پر جہان پہاڑ قریب ہے آٹھ آدمی اکابر بنی ہاشم نماز پڑھینگے اور اُنہین سے ہر شخص دعویٰ خلافت کا کریگا اور ایک مرد بزرگ کو جو ہمنام پیغمبر ہوگا رے مین قید کرینگے اور چالیس دن محاصرہ رہیگا بعد اُسکے اُسکو پکڑینگے اور ہلاک کرینگے اور جس زمانہ مین کہ حکومت آل سفیان کی ہوگی اہل رے کو نہایت رنج پہونچیگا اور قحط عظیم ظاہر ہوگا جب حضرت علی نے اس بیان کو ختم فرمایا اور اِن شہرون کے حالات کو ظاہر کیا عمر نے کہا کہ اے ابوالحسن آپ نے مجھکو خراسان کے فتح کرنے کی ترغیب دی امیرالمومنین علیؑ نے کہا جو کچھ خراسان کے حالات سے مجھکو معلوم تھا کہا اور جو کچھ کہ مین نے بیان کیا اُسمین ذرہ بھی شک و شبہ نہین ہے بہتر یہی ہے کہ آپ خراسان کی فتح کو ترک کیجیے اور دوسری ولایت کے فتح کرنیکا قصد کیجیے کیونکہ فتح خراسان اوّل بنی اُمیہ کے نام پر ہے اور آخر بنی ہاشم کے نام پر۔ اِن پیشین گوئیون مین بہت سی پوری ہو گئی ہین جنکا ثبوت تاریخون سے بخوبی ہو سکتا ہے مثلاً فتح خراسان اوّل خلیفہ سوم کے زمانہ مین ہوئی اور بعد اُسکے اُس ملک کو بنی ہاشم یعنی آل عباس نے فتح کیا تھا اور سادات صفویہ نے اُسکو فتح کرکے حکومت کی ہے۔ نیشاپور اور سرخس کو زلزلہ اور طوفان رعد و برق سے جو صدمہ پہونچا ہے اُسکا حال تاریخون مین لکھا ہے۔ بلخ ویران ہوگیا اور ایسا ویران ہوا کہ آجتک اُسکی آبادی محال ہے۔ میرے ایک دوست نے سرکاری خدمت کی وجہ سے اُس شہر کو دیکھا ہے وہ مجھسے کہتے تھے کہ وہ بہت آباد تھا

یا اب ایسا ویران ہے کہ کھنڈر ہی کھنڈر دیکھنے مین آتے ہین شاید تھوڑے
گھر بھی ہین ۔ سمرقند کو چنگیز خان کے زمانہ مین جو صدمہ پہونچا ہے وہ اُن تاتاری
ترکون کے جور و جفا کی یادگار ہے ۔ میرے پاس اسوقت وہ کتابین نہین ہین جنکی
اعانت سے مین اُن تمام پیشین گوئیون کو واقعات سے مطابق کرتا مگر مین جانتا
ہون کہ جو پوری نہوئی ہونگی وہ آیندہ پوری ہوجائینگی کیونکہ آپ نے
کوئی زمانہ محدود نہین فرمایا ہے ۔

آپ کے صفات عالیہ کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے بزبان معجز بیان فرمایا ہی
جسکا ذکر اُس خطبہ مین ہے جو آپکی تجہیز و تکفین کے بعد مسجد کوفہ مین حضرت حسن
مجتبیٰ نے پڑھا تھا وہ فرماتے ہین کہ جو شخص مجھکو پہچانتا ہے پہچانتا ہے اور جو شخص
نہین جانتا مین ظاہر کرتا ہون کہ مجھکو پہچانے ایہا الناس کل اُس مرد کو خاک
مین دفن کیا ہی کہ ہر علوم کی جامعیت کے اعتبار سے جنہین کہ اُس پاک شخص کو
کمال تبحر حاصل تھا مثل اُسکے متقدمین نے نہین دیکھا اور جو معرفت اور تبحر فنون
مین آپ کو تھا اُسکو متاخرین آیندہ زمانہ مین نہ دیکھینگے جسوقت کہ حضرت محمد مصطفیٰ
اُسکو دشمنون کی لڑائی کے واسطے بھیجتے تھے جبرئیل اُسکے دہنے ہاتھ پر ہوتے تھے
اور میکائیل بائین ہاتھ پر ہوتے تھے بس کچھ توقف نہین ہوتا تھا کہ فتحیاب ہوجاتا
تھا اور دشمنون کو مقہور اور مغلوب کردیتا تھا آگاہ ہو تم کہ دنیا کے مال سے اُسکے
پاس کچھ نہ تھا مگر سات سو درم اُسکے پاس تھے اور خواہش ایسی تھی کہ اُن درمون سے
ام کلثوم کے واسطے ایک لونڈی خرید کرین جب اُسکا اخیر وقت آگیا جانا کہ حال
کیا ہی مجھکو فرمایا کہ وہ سات سو درم میرے پاس لاؤ اور فرمایا کہ انکو بیت المال مین

لیجاؤ مین نے لونڈی کا خرید کرنا ترک کردیا۔

اگرچہ بہت سے دنیاپرست اشخاص اول آپ کے شریک ہوے تھے مگر پھر آپکو چھوڑ دیا تھا لیکن وہ پاک نفس اور صادق القول اور صادق الفعل شیعہ آپکے شریک رنج وراحت دونون مین برابر رہے اور بجز اطاعت اور تعمیل حکم کے اُنسے کوئی خلاف امر ظاہر نہین ہوا۔ آپ کے ہمراہ جنگ کرنے اور شہید ہوجانے کی اُنکو کمال تمنا تھی وہ وفادار اور جان نثار شیعہ جو آپ کے ہمراہ تھے اور جو کربلا مین تھے اُنکی حمایت اور اُنکی عقیدت اور جوش محبت اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ جنگ صفین مین جب جنگ کی طیاریان ہوئین تو عمر بن الحمق الخزاعی نے کہا اے امیرالمومنین مین نے اس جہت سے آپسے بیعت نہین کی ہے کہ درمیان میرے اور آپ کے عزیزداری ہے مین طمع مال کی اور احسان کی نہین رکھتا ہون کہ آپ سے مجھکو حاصل ہو اور نہ کبھی جاہ ومرتبہ کی توقع کرتا ہون کہ بتوسط بیعت آپ سے مجھکو حاصل ہو لیکن آپ کی اطاعت کو فرض جانتا ہون بوجہ دو ماثور خصلتون اور تین شرافتون کے جو آپ کو حاصل ہین وہ دو خصلتین ماثورہ یہ ہین علمؔ شجاعتؔ کہ بعد پیغمبر کے کوئی شخص ان خصلتون مین آپ کی برابری نہین کرسکتا اور تین شرافتین یہ ہین ایک قربتؔ دوسری قرابتؔ تیسری سبقتؔ اسلام کہ آپ کو خدمت رسول خدا مین حاصل ہوئی ہین اگر آپ مجھسے کہین کہ کوئی کام ایسا کر کہ جس سے آپ کے دوستون کی رضامندی ہو اور قہر آپکے دشمنون کے واسطے تو مین راسیات کے پہاڑون کو اٹھالون اور جب مرضی آپ کی شامل ہو اُسوقت اُن پہاڑون کا اُٹھانا میرے واسطے سہل وآسان ہے

اور جو حقوق آپکے مجھپر فرض واجب ہین وہ مجھپر بے انتہا ہین اُنکا پورا کرنا ہے حجر
بن عدی نے کہا اے امیر المومنین آپ کے لشکر مین جو شخص ہے وہ آپ کو سچا
مشورہ دینے والا اور آپ کا نیکخواہ جان نثار ہے اور سبکی آرزو ہے کہ اپنی جانونکو
آپ پر فدا کرین پس عرب مین صرف آپ کے شیعہ آپ کو اِن صفات سے موصوف
نہین سمجھتے تھے بلکہ آپ کے دُشمن بھی آپ کو صفات مذکورہ بالا سے موصوف
سمجھتے تھے فرق صرف یہ تھا کہ دُشمن بظاہر انکار کرتے تھے اور باطن مین افضل
و اعلیٰ لائق خلافت جانتے تھے اس زمانہ مین جو کتاب مولوی امیر علی نے انگریزی
مین سیرت محمدیہ کے نام سے لکھی ہے جسکا ترجمہ اُردو مین بمقام لکھنؤ چھپا ہے اُسمین
مصنف نے حضرت علی مرتضیٰ کے صفات عالیہ کو قطعی دلیلون سے ثابت کیا ہے
اور بہ تحقیق لکھا ہے کہ حضرت علی کو پیغمبر نے اپنی فرزندی مین لیا تھا اور آپکی پرورش
اور پرداخت فرمائی اور تمام علوم آپ ہی کے فیضان صحبت سے حاصل ہوے
تھے۔ سرجان میلکام صاحب نے اپنی تاریخ ایران کے حصہ چہارم مین حضرت
علی مرتضیٰ کے مدارج علیا اور مناقب عالیہ کو بیان کیا ہے اگرچہ اُنھون نے
ایران کی تاریخون سے اپنے خیالات کی ترتیب کی ہے مگر اُس سے یہ نہ
سمجھنا چاہیے کہ ایرانیون کے خیالات نقل کر دیے ہین اُنھون نے ہرگز ایسا
نہین کیا ہے بلکہ اس طریق سے لکھا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت
علیؑ کے تمام کمالات اور حق خلافت کے مؤید ہین مین اُنکی اس راے سے
اختلاف کرتا ہون کہ حضرت امام حسینؑ نے ملک گیری کے واسطے یزید پر چڑھائی
کی تھی اسکا بیان مشرح طور پر آگے کیا جائیگا کہ حضرت امام حسینؑ نے ہرگز ایسا قصد

نہین کیا تھا جسطرح یہ بیان قابل اعتبار نہین اسطرح اُس عالم مورخ کا یہ بیان پایۂ اعتبار سے ساقط ہو کہ شیعہ کا فرقہ شاہ اسماعیل صفوی نے قائم کیا تھا علاوہ اِس اختلاف کے صاحب ممدوح نے ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہو کر جنکے بیان پر مسلمانونکو فخر کرنا چاہیے جن واقعاتی ترتیب سے حضرت علیؑ مرتضیٰ کی تعریف کی ہے وہ اِس مقام پر درج کیجاتی ہے۔

تواریخ مین ایرانیون نے حضرت علیؑ کے حالات ایسی خوبیون کے ساتھ بیان کیے ہین کہ جنکے سُننے سے انسان کی طبیعت کے عمدہ خیالات پر اثر پیدا ہوتا ہی لکھا ہے کہ پیرو اور معتقد ایسے خلوص نیت اور سچے دل سے اُنکا تصور کیا کرتے تھے کہ جیسے کوئی اپنے معبود کا سچے اعتقاد سے تصور کیا کرتا ہی یعنی حضرت علیؑ نے بچپن مین بڑے بڑے عمدہ کام کیے اور سب لوگون مین اوّل یہ ہی رسولؐ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لائے اور ساری عمر اسی اعتقاد پر مضبوط اور مستحکم رہے دلاور اور شجاع بہت بڑے تھے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اونکی پرورش پرداخت مین اپنی عزیز لڑکی کا نکاح اُنکے ساتھ کر دیا اور چند روز کے بعد اپنا جانشین قرار دیا پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ایسے ورثہ سے محروم کر دیے گئے جو ہر طرح سے اُنکا حق تھا اور نیز اُن حق تلفیون کو اُنھون نے جو رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے پہلے تینون جانشینون یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہم کے خلیفہ مقرر ہونے سے اُنکے حق مین ثابت ہوئین بڑے تحمل سے برداشت کیا اُس تلوار کو کہ جس سے کفار ہمیشہ خوف کھایا کرتے تھے اپنے مخالف مسلمانون کے مقابل مین کبھی کھینچنا نہ چاہا اگر باوجود مخالف دنیاوی کے

یہ لوگ اُنکے دین کی باتون کو دل سے پسند کرتے رہے اگرچہ حضرت علیؑ نے آخر عہدۂ خلافت کو حاصل کیا مگر یہ منصب تھوڑے ہی دن اُنکو حاصل رہا چونکہ وہ اپنی ذاتی صلاحیت اور بزرگی کی وجہ سے مسلمانون کی باہمی لڑائی جھگڑون کو رفع کرنا چاہتے تھے اسلیے اُنھون نے اپنے حق کا تصفیہ ایک دوسرے شخص کی راے پر رکھا مگر اس تصفیہ کرنے مین دوسرے شخص کا مختار ہوجانا اونکے حق مین کچھ نافع نہوا چنانچہ حضرت علیؑ اپنے اختیارات سے معزول کیے گئے[1] انجام کار اُنکے معزول ہوجانے سے مسلمانون مین بہت بڑا نفاق اور جھگڑا پیدا ہوا اور اس جھگڑے کو حضرت علیؑ کے بیٹے کے زمانہ مین اور بھی زیادہ ترقی ہوئی جسنے اپنے رفیقون کے وعدہ کے بھروسہ پر ملک گیری کا ارادہ کیا اور بڑی تکلیف اور مصیبت کی حالت مین دشت کربلا مین وفات پائی اُسکے بھائی نے اُس سے بھی زیادہ تکلیف اُٹھائی یعنی اُسکی بی بی نے حضرت علیؑ کے دشمنون کے بہکانے سے طمع ولالچ مین آکر اُسکو زہر دیکر مارا۔

جس زمانہ مین یہ نئے نئے واقعات ظہور مین آئے اُسوقت سے ایک ایسا

---

[1] صاحب ممدوح نے یہ بھی واقعات کے بالکل خلاف لکھا ہو وہ فیصلہ چالاکی سے حضرت علیؑ کے خلاف ہوا تھا اور آپ اپنے تئین اسکے بعد خلیفہ برحق سمجھتے تھے صلاحیت کی وجہ سے جنگ صفین مین وہ محاکمہ نہ ہوا تھا خود ہی آپ کے لشکر کے لوگون نے محاکمہ کرایا تھا آپ نے منع بھی کیا تھا مگر اُنھون نے ابوموسیٰ اشعری کو مقرر کیا تھا پس جو بیان مفصل اس محاکمہ کا اعثم کوفی اور دیگر تاریخون مین ہے اُسکے دیکھنے سے سرجان میلکام کی تحریر کے اس حصّہ کا بالکل بطلان ہوتا ہے۔ مصنف۔

فرقہ[1] برابر چلا آیا جو حضرت علیؑ علیہ السلام اور اُنکی اولاد کا بجان و دل معتقد اور دوست
بنا رہا یہانتک کہ اُنکا اعتقاد[2] بڑھ گیا کہ ہر نماز مین خدا کے نام کی جگہہ علیؑ کا نام لیتے
تھے اور جن لوگون نے حضرت علیؑ اور اُنکی اولاد کو اذیت پہونچائی تھی اُنکو سخت
بُرا جانتے تھے مگر اُس زمانہ مین سُنیون کو بہت بڑا اختیار حاصل تھا اسلیے اس
فرقہ کی کچھ پیش نہ چلی اور ہمیشہ سُنیون کے مقابل مین ذلت و تکلیفین اُٹھاتے رہے
شاہ اسماعیل صفوی شیعہ مذہب کے ایک سرگرم پیرو کار مشہور ہو گئے تھے سُنیون
نے ازراہ طعن اُنکا رافضی خطاب تجویز کیا تو اُنھون نے اپنے ذمہ یہ امر واجب
ولازم کر لیا کہ علیؑ کے مخالفون کے رفیقون سے ہمیشہ دُشمنی وعداوت رکھی اور
اُس خطاب کے جواب مین ازروے فخر سُنیون کے مقابلہ مین اپنے فرقہ کا خطاب
شیعہ تجویز کیا تھا۔

الغرض جب عربون کے مُلکی اقتدار کا نشو ونما ہو چلا تھا تو قدرتی طور پر یہ امر
لازمی ہو گیا تھا کہ اُنکے گروہون مین نفاق پیدا ہو جائیگا چنانچہ اُسکا ظہور شام کے
مدعی خلافت کے زمانہ مین ہوا حضرت علیؑ کو امامت سے خلافت حاصل ہوئی
اور ایک باریک بات جسکا تذکرہ اس مقام پر ضروری ہے یہ ہے کہ جب اِس
حصّہ بنی ہاشم کو امام ہونے کا فخر حاصل تھا تو ایک جانب سے اگر یہ صدا آتی تھی

---

[1] میلکام صاحب کا یہ بیان ہمارے اُس بیان کی تائید کرتا ہے جو ہمنے باب اول مین
شیعون کے ظہور کی نسبت لکھا ہے ۱۲

[2] کسی شیعہ اثنا عشری کا یہ اعتقاد نہ کبھی تھا اور نہ ہی بجاے خدا کے نام کے علی کا نام لیتا ہو البتہ ایک فرقہ
نصیری ہی جو علی کو خدا سمجھتا ہو نہ کہ شیعہ جنپر عدم واقفیت سے میلکام صاحب نے یہ الزام لگایا ہے ۱۲

کہ فلان خلافت کے زمانہ مین سُنّت رسول خدا سے انحراف ہوا ہے تو آپ خود کوشش فرماتے تھے کہ انحراف نہ ہونا چاہیے اور اگر دوسری جانب آپ سکوت فرماتے تو فرائض امامت سے بعید تھا پس دیکھنا چاہیے کہ امیر معاویہ کے عہد مین اور جن اسباب سے جنگ جمل ہوئی وہ انھین وجوہات پر مبنی تھی ایک سوال ہے کہ جو لڑائیان باہم ہوئین اُنمین کسکا قصور ہے اسکا جواب بجز اِسکے نہین ہوسکتا کہ جب مہاجر انصار نے آپ کی بیعت کر لی تھی تو آپ کی خلافت مسلم و مصدق ہوگئی تھی کوئی حق طلحہ و زبیر کو نہ تھا کہ اول بیعت کرتے اور بعدہٗ انحراف کرتے اور حضرت عائشہ کو اپنے ہمراہ لیکر جمل مین جنگ کرتے اور کوئی حق امیر معاویہ کو نہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا دعوےٰ کرتے کیونکہ اُنکو کسی قسم کی ولایت حضرت عثمانؓ کی نہ تھی خود حضرت عثمان کے لڑکے موجود تھے اُنھون نے کسی قسم کا دعویٰ نہین کیا تھا۔ مطلب امیر معاویہ کا یہ تھا کہ اگر اِس قسم کا دعوےٰ نہ کیا جائیگا تو ایک ایسے خلیفہ کے مقابلہ مین جسکو قربت قرابت اور سبقت اسلام حاصل ہے اور جو علوم اور فنون مین ایک ایسا بحر رکھتا ہے جو متقدمین و متاخرین مین اپنا نظیر نہین رکھتا میری جانب بڑے بڑے معارف عرب کے نہونگے اُنھون نے جن اغراض سے دعویٰ کیا تھا اُسکا پردہ آخر مین ہٹ گیا تھا اور اُنکا دعویٰ باطل ہوگیا تھا جس وقت اُنھون نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھکو ملک شام کا آزاد حاکم بنا دین تو مین آپکی بیعت کرتا ہون آپ نے اس سے بھی انکار کیا تھا اور فرمایا کہ تا وقتیکہ تمھاری عادات مین شرع کے مطابق اصلاح نہوگی اُسوقت تک مین کچھ نہین کر سکتا۔ آپ شاہانہ ملک گیری کے واسطے جنگ نہین کرتے تھے اور نہ آپکا مقصد تھا کہ اپنا ذاتی

طمطراق ظاہر کرین آپکا اصلی مقصود یہ تھا کہ خلافت امامت کے تابع ہوجاے نہ کہ
امامت خلافت کے۔ مگر اسمین کچھ کامیابی نہوئی کیونکہ عرب کے گروہون کا یہ مقصد
تھا کہ اس زمانہ مین خلافت وہی عمدہ ہی جس سے ناجائز دنیا حاصل ہو آپ نے
اُسوقت جبکہ خلیفہ ہوے تھے اسلام کی تعلیم فرمائی تھی اور جس زمانہ مین کہ آپکی
خلافت تذبذب مین تھی اُسوقت شب و روز یہی فکر تھی کہ اسلام اپنی اصلی حالت
پر قائم رہے ہمارے نزدیک حضرت امام حسنؑ کی خلافت اگرچھ مہینے تک تھی
تو حضرت علیؑ مرتضی کی خلافت جب تذبذب کی حالت مین ہوگئی تھی تو کیا وجہ ہی
کہ اُسقدر زمانہ خلافت حقہ مین جبکہ امیر معاویہ کا اقتدار بہت بڑھ گیا تھا یہانتک
کہ تیس ہزار شیعہ قتل کر ڈالے تھے اور حضرت علیؑ کی یہ کیفیت تھی کہ کوفہ مین
آپکی بہت کم سماعت ہوتی تھی پس یہ زمانہ جو پیدا ہوتا ہے کیا اس سے امیر معاویہ کی
خلافت حقہ ثابت ہوتی ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے متقی اور پرہیزگار امام کو
مسجد کوفہ مین ابن ملجم نے شہید کیا اس شہادت کا حال اختلاف سے بیان کیا گیا ہی
یہ بیان صحیح نہین معلوم ہوتا کہ اُس عورت نے محض اسواسطے ابن ملجم سے تحریک
کی ہو کہ اُسکے عزیز و اقارب جنگ صفین وغیرہ مین قتل کیے گئے تھے اگرچہ وہ
خارجیہ تھی اور اُسکو آپ سے عداوت تھی مگر مثل اسکے اور بہت سے آدمی تھے
جنکے عزیز و اقربا کو عہد رسالت مین آپ نے قتل کیا تھا اور بہت سے جنگ صفین
مین قتل ہوے تھے وہ بھی ارادہ کرتے ہونگے کہ یہ حرکت کرین مگر ناکامیاب
رہے تھے یہ عورت کیونکر کامیاب ہو سکتی تھی اصل بات تاریخون سے یہ سمجھ مین
آتی ہے کہ اشعثؓ کندی وغیرہ نے اُس عورت سے سازش کی تھی کہ اگر تیری

حاشیہ متعلقہ صفحہ (۹۹) اشعثؓ کندی کے حالات کے مطابق اُس حکیم کا قول ہو جسنے کہا تھا کہ انسان
کی عجیب وغریب خلقت ہو کبھی تو وہ نہایت متقی اور با ایمان اور کمال درجہ کا پرہیزگار ہوتا ہو اور کبھی وہی
انسان نہایت بے ایمان ہو جاتا ہو اور جملہ صفات انسانیہ سے خارج ہو کر شریرونکی صفات سے معرا
ہو کر بہائم کی صفات مین آجاتا ہو۔ اشعث کندی نے اول اسلام اختیار کیا تھا بعدہٗ زمانہ خلیفہ اول
وہ مرتد ہو گیا تھا تین مرتبہ اُسنے مسلمانون کو شکست دی تھی آخر کار مسلمانون اور اُسکے درمیان
صلح کی ٹھہری جب اُس سے صلح ہو گئی اور اُسکے عشائر وغیرہ کو امان دیگئی تو زیاد نے جو مسلمانون کا
افسر تھا کہا کہ اے اشعث تمنے اپنے عزیز و اقربا کے واسطے امان چاہی اور اپنے واسطے کچھ نہ کیا
اُسنے کہا کہ مین ایسا عقل سے خارج نہ تھا کہ اورون کے واسطے امان چاہتا اور اپنے کو علیحدہ
رکھتا الغرض قبیلہ کندہ کے بہت سے آدمیون کو زیاد نے قلعہ مین لیجا کر قتل کرایا اشعث کو
رہا کرنا چاہیے تھا مگر عہد کے خلاف زیاد نے مع اور صنادید کندہ کے قید کر کے خلیفہ کے پاس
بھیجدیا اشعث نے خلیفہ سے دلیرانہ گفتگو کی اور خلیفہ نے اُسکا بڑا جاہ و احترام کیا یہانتک
کہ ام فروا کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا چار لڑکے اشعث کے ہوئے ایک محمد دوسرا اسماعیل تیسرا
اسحاق چوتھے جعدہ محمد عمرؓ و عثمانؓ و علیؑ کا دوست تھا مگر کربلا مین حضرت امام حسینؑ سے منحرف
ہو کر گمراہ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل اور اسحق عبد الملک بن مروان کی خلافت کے زمانہ مین مارے گئے یہی اشعث
خلیفہ سوم کے زمانہ مین آذربائجان کا والی تھا جب حضرتؑ کا فرمان اُسکے پاس پہونچا تھا کہ مین
خلیفہ ہوا ہون تم واسطے اعانت کے آؤ تو اُسنے خیال کیا تھا کہ معاویہ کے پاس جاؤن یا علیؑ کے
کیونکہ علیؑ کے پاس آنے مین اندیشہ تھا کہ جو مال جمع کیا ہو وہ نذر بیت المال نہو جاوے اور شام مین
جانے سے وہ مال اُسکے قبضہ مین رہیگا آخر کار اپنے عزیزون کے شورہ سے وہ حضرت علیؑ
کے پاس حاضر ہوا اور جنگ صفین مین منجملہ اورون کے اُسنے کارنمایان کیے پھر اسی اشعث
نے معاویہ سے سازش کی اور جب قرآن نیزون پہ آویزان ہوا تو اُسنے کوشش کر کے
آپ کے لشکر کو آپ کے خلاف کر دیا اور آپ سے علیحدہ ہو گیا فقط

کوشش سے یہ کام ہوجاے تو اس صلہ مین تجھکو درم و دنیار دیے جاینگے
اور چونکہ وہ حسینہ وجمیلہ تھی اُسکے پاس سب قسم کے عیاش آدمی آتے جاتے تھے
لہذا اُسنے ابن ملجم کو اس کام کے واسطے انتخاب کیا تھا اشعث نے جب سازش
کی تھی تو اُسکو یہ حال معلوم تھا کیونکہ اُسنے مسجد کوفہ مین ابن ملجم سے کہا تھا کہ ای
ابن ملجم جس کام کے واسطے آیا ہی اُسکو جلد ختم کر ایسا نہو کہ صبح کی روشنی تجھکو
فضیحت کرے اُسنے اُس کام کو ختم کیا اور اس طریق سے چوتھی خلافت کا
خاتمہ ہوگیا۔ معلوم نہین ہوسکتا کہ اشعث نے اس کام کی تکمیل کرانے کے واسطے
کیون سازش کی تھی کسواسطے کہ اُسکو خلافت کی اُمید نہ تھی اُسنے حضرت
علیؑ سے بیشک اُسوقت انحراف کیا تھا جبکہ جنگ لیلۃ الحریر مین امیر معاویہ
نے قرآن نیزون پر آویزان کرادیا تھا اور یہ انحراف اُس سازش کا نتیجہ تھا جو
امیر معاویہ سے پہلے ہوچکی تھی اشعث خارجیون کے خیال کی بھی تائید کرتا تھا
اور اُسنے امیر معاویہ کی کامیابی کے واسطے بھی بڑی کوشش کی تھی گو اشعث نے
جنگ نہروان مین خارجیون کی جانب ہوکر حضرت علیؑ سے مقابلہ نہین کیا تھا
مگر اُسکا کوفہ مین موجود ہونا حضرت علیؑ کی حمایت کی غرض سے بھی نہ تھا کیونکہ
اُسنے امیر معاویہ کے مقاصد کی ایسی تائید کی تھی کہ حضرت علیؑ کے لشکر کے ایک
بہت بڑے حصہ نے آپ کو چھوڑ دیا تھا قرائن سے معلوم ہوتا ہی اور واقعات
کسیقدر اُن قرائن کی تائید بھی کرتے ہین کہ اشعث کی غرض کوفہ مین ہونے سے
بجز اسکے اور کچھ نہ تھی کہ امیر معاویہ کی سازشون کے باقی حصون کو بھی پورا کرے
وہ حضرت علیؑ کی امامت اور خلافت سے انکار کرچکا تھا اور اُسکے سازش کی

کیفیت خود آپ کو اور آپ کے شیعون کو معلوم ہو چکی تھی پس مسجد کوفہ مین وہ ہرگز
اس غرض سے نہین گیا تھا کہ آپ کی امامت کے سایہ مین نماز پڑھے بلکہ اسکا مقصود
تھا کہ آجکی رات اُس بقیہ سازشی حصّہ کو مکمل کرا دون جس سے معاویہ کو مسرت ہو
اور اُنکی خلافت اس بڑے اندیشہ سے پاک ہوجاے - ان سازشی واقعات
کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علیؑ کا قصد تھا کہ پھر امیر معاویہ سے
جنگ کرین یہ قصد مصمم تھا اور اشعث وغیرہ اور امیر معاویہ آپ کے اس قصد سے
مطلع تھے اسکے چند ہی دنون کے بعد مسجد کوفہ مین آپ کی شہادت کا واقعہ
پیش آیا جس سے صاف ثابت ہو سکتا ہو کہ یہ اُنھین سازشون کا نتیجہ تھا غرض یہ
واقعات کیسے ہی کیون نہون مگر امیر معاویہ کے واسطے اشعث کی وجہ سے
بڑا اطمینان ہوگیا تھا خوارج کا اندیشہ بھی شام کی خلافت کو نہ رہا تھا کیونکہ جنگ
نہروان مین حضرت علیؑ کے مقابلہ مین اُس جمعیت کو ایسی کامل شکست ہوگئی
تھی کہ وہ اثر اُسکے واسطے مدتون تک رہا تھا اور ادھر جب آپ کی شہادت
ہوئی تو خلافت شام کو آیندہ جنگ کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہا تھا -

اگرچہ باب اول اور باب ہذا مین مجملاً ذکر کیا گیا ہے کہ وہ وجوہ کیا تھے جنسے کہ حضرت
علیؑ کو خلافت سے علحدہ ہونا پڑا اور وہ اسباب کیا تھے کہ جنسے معاویہ کو کامیابی
ہوئی مگر اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علحدہ علحدہ ایک دوسرے کی
کامیابی اور ناکامی کے اسباب مع اور وجوہ کے بیان کیے جائین -

حضرت علی علیہ السلام کو اپنی خلافت مین ناکامی - اول - کمال زہد و تقویٰ
اور کامل الایمان ہونے کا نتیجہ تھا کہ جب آپ نے معاویہ سے جنگ کا ارادہ ظاہر فرمایا

تو ابن عباس نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ ابھی موقع نہین ہے کہ امیر معاویہ سے
بیعت کی تحریک کیجاے آپ نے فرمایا کہ جب تک مین اُنسے بیعت نہ لونگا
اُسوقت تک میرے زمانہ خلافت مین جو معاصی شام مین ہونگے اُنکا ذمہ دار
آخرت مین مین ہونگا ہرچند کہ ابن عباس نے مصلحت آمیز دلائل بیان کیے
مگر آپ نے اُنکو تسلیم نہ کیا اور یہ خیال جو کامل الایمان ہونے سے آپ کو پیدا
ہوا تھا اُسکا سبب وہ واقعات تھے جنپر کہ اول زمانہ رسالت مین آپ نے
نظر فرمائی تھی آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت پیغمبرؐ نے اسلام اور اشاعت اسلام کو
اپنے کُل ذاتی اُمور پر مقدم فرمایا تھا یہانتک کہ آپکا یہ خیال تھا کہ اسلام کی اشاعت
ہو اور اسلام قائم رہے اسکے مقابلہ مین بالکل ذاتیات کا خیال نہ تھا آپ بے انتہا
مصائب اور تکلیفات کے متحمل ہوے مگر تحفظ اسلام اور اشاعت اسلام کو
ترک نہ فرمایا حضرت علیؑ نے یہ بھی دیکھا تھا کہ قوم نے پیغمبرؐ کے واسطے بازار کا
سودا بند کر دیا تھا اور پیغمبرؐ مع اُس زمانہ کے چند مسلمانون کے شعب مکہ مین
تشریف فرما تھے اور کھانے پینے کی تکلیف ایسی تھی کہ خرمونکا ملنا بھی دشوار
ہو گیا تھا اور جسقدر خرمے ملتے تھے وہ تقسیم ہو کر اس طرز پر کھائے جاتے تھے
کہ گویا کبھی اُنکو کھانا نہ ملا تھا باوجود اِن تمام تکلیفات کے آپ نے مخالف
قوم کے لوگون کا کہنا نہ مانا اور اُس حق رسالت کو ترک نہ فرمایا جو خدا نے
آپ کو سپرد کیا تھا ذاتی اور دنیوی معاملات اور منفعت کو اسلام کے مقابلہ
مین کچھ نہ سمجھا یہ ایسے واقعات تھے کہ حضرت علیؑ نے آپ کی صحبت مین
اُنپر بخوبی غور فرمایا تھا اور آپ بھی ایسے کامل الاسلام ہو گئے تھے کہ جب

آپ کو خلافت حاصل ہوئی تو حضرت پیغمبرؐ کی تعلیم اور اُن واقعات کے اثر سے کیونکر ہوسکتا تھا کہ ابن عباس کی راے آپ ملکی مصلحتون کے لحاظ سے تسلیم فرماتے اُس حق خلافت کا مرتبہ ایسا ہی تھا جیسا کہ منجانب اقتدر رسالت کا تھا فرق صرف اسی قدر تھا کہ ایک خدا کی جانب سے تھا اور دوسرا مرتبہ اُس رسالت کی مسند نشینی سے پیدا ہوا تھا جو آپ کو حاصل ہوا تھا پس آپ چاہتے تھے کہ اصلی اسلام کے مطابق آپ کی خلافت کا اثر تمام اُن مقامات مین ہو جو بہ حیثیت مجموعی آپ کی خلافت کے حیطہ اقتدار مین تھے گو آپ کو اِس وجہ سے بھی ناکامی ہوئی مگر آپ کے کامل الایمان ہونے کی شہادت تاریخون سے ظاہر ہے۔

دوم۔ یہ دوسری وجہ بھی اُسی کامل الایمان ہونے کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اُن عربونکے وظائف اور جاگیرات اور اُنکے وظیفہ روزانہ مین اسلامی حیثیات سے ایسے تغیر اور تبدل فرمائے کہ اگر یہ انتظام آپ نہ کرتے تو وہ عرب آپ کے حامی اور مددگار رہوتے مگر اُنکے بحال رکھنے مین اسلام ناراض ہوتا پس اسلام مقدم سمجھا گیا گو اِسکے سبب سے اُن عربون مین سے بہت سے لوگ آپ سے خلاف ہو کر امیر معاویہ کے پاس چلے گئے اور اُنکو خیال ہوا کہ امیر معاویہ ہمارے اُن وسائل کو قائم رکھینگے اور اُنکی نظر مین بہ لحاظ دنیوی منافع کے حاصل کرنے کے حضرت علیؑ کی خلافت سے امیر معاویہ کی خلافت بہتر تھی۔ ہمنے اِس بیان کو صرف قیاس پر ترتیب نہین دیا ہے بلکہ بعد آپ کے جو خط ابن عباس نے حضرت امام حسنؑ کو بصرہ سے لکھا ہے اُسمین بھی آپ کو مشورہ دیا ہے کہ آپ کو

مناسب ہو کہ اپنے بیعت کرنے والون کی تالیف قلوب کرتے رہین اور اُنپر مراعات کرین اور ارباب کفایت اور بامرتبہ اشخاص وغیرہ کے ساتھ نیکی کرین اور جو کام کہ اُنکے لائق ہو وہ اُنکے سپرد کرین اِن وجوہ سے آپ اُنکو اپنا دوست بنائین اور اُنکے دلون کو تسخیر کرین کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد امیر المومنین حضرت علیؑ مال غنیمت کے تقسیم کرنے مین بالکل شرعی تقسیم پر لحاظ فرماتے تھے اور جو طمع اور حرص کہ ارباب کفایت و اصحاب شہامت و اہالی بیوتات کو تھی وہ اُس تقسیم سے پوری نہین ہوتی تھی اور اُنکو حضرت علیؑ اُن عطیات مین اورون کے برابر سمجھتے تھے لاچار وہ اُن حضرت سے برگشتہ ہوگئے یہ ایک سبب اُن لوگون کا آپ سے علٰحدہ ہونے اور امیر معاویہ کے پاس جانے کا ہوا تھا (اب آپ) وہ مسلک اختیار نفرمائین اور اُن عطیات کو علیٰ قدر مراتب وسعت دین اور صلاح ذات البین مین کوشش بلیغ کرین اور تقسیم مال اور احسانات سے خاص و عام کے دلون کو اپنے قابو مین لائین یہ یقین سمجھیے کہ سوا اِسکے امیر معاویہ پر آپکو کامیابی نہوگی۔

سوم۔ اُن عمال اور نائبان خلافت کو معزول کرنا جو خلاف شرع ملکون کا انتظام کرتے تھے اور بجاے اُنکے اپنے معتمد اور پابند شرع اشخاص کو مقرر کرنا معزولین مین اکثر وہ اشخاص تھے جو قبیلۂ بنی اُمیہ مین تھے اور وہ عزل کے زمانہ مین حضرت علیؑ کے خلاف ہی کارروائیان نہین کرتے تھے بلکہ امیر معاویہ کے پاس چلے گئے تھے

چہارم دوران جنگ صفین شعث وغیرہ کا امیر معاویہ سے سازش کرنا اور امیر کی کامیابی کے واسطے کوشش کرنا۔

پنجم۔ جنگ لیلۃ الہریر کے وقت شام کے لشکر مین عمرو عاص کے اس مشورہ سے کہ قرآن مجید نیزون پر آویزان کیا جاے اور چرچا ہو کہ درمیان دونون لشکرون کے قرآن حاکم ہے اور جبکہ حضرت علیؑ نے اپنے تبحر علم و فضل اور قرآن کے معانی اور مطالب کی اعلی معلومات کے لحاظ اور یہ کہ قرآن مجید کے صرف کرنے کے عملی مواقع کیا ہین اسکے اعتبار سے فرمایا تھا کہ قرآن جس شے کو مردہ کرے وہ مُردہ ہے اور جسکو زندہ کرے وہ زندہ ہے مین اسکا پابند ہون پس اشعث وغیرہ نے کہا کہ یہ قرآن جو نیزون پر آویزان ہے اور شامیون نے فیصلہ کے واسطے اسکو حکم قرار دیا ہے لہذا قرآن زندہ و مردہ مین امتیاز کرو گا ہم اسپر تیر نہ مارینگے اور نہ جنگ کرینگے یہ اُس سازش کا نتیجہ بھی تھا اور جب دوسرے پہلو پر غور کیا جاتا ہے تو اشعث وغیرہ آپ کے اِس کلام بلاغت نظام کو بالکل نہین سمجھتے تھے کہ قرآن ناطق اور صامت سے کیا مُراد ہے اور نہ قرآن کے آویزان کرنے کی غرض پر غور کیا گیا تھا اِس اختلاف سے اُنھون نے آپ کو چھوڑ دیا تھا اور آپ کے حکم کی تعمیل نہین کی تھی صرف معنی اور الفاظ اور موقع کا فرق ہے ورنہ ان واقعات سے عہد رسالت مین وہ واقعہ مطابق معلوم ہوتا ہے جو عہد رسالت مین ایک شاعر پر گذرا تھا اُس شاعر نے ایک قصیدہ حضرت نبوی کی شان اقدس مین تصنیف کیا تھا اُسنے اُس قصیدہ کو اُسوقت پڑھکر سُنایا تھا جبکہ آنحضرت مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص مجھ مین ہونا چاہے اُسکو ایک حصّہ اور جو مجھ مین نہ ہونا چاہے اُسکو دو حصّہ ملین گے اور اسی اعتبار سے حصّہ کی تقسیم ہو رہی تھی اُس شاعر کو بھی ایک حصّہ دیا گیا تھا اور اُسکے قصیدہ کو

آپ نے ایسا پسند فرمایا تھا کہ اُسکو اپنا کیا تھا مگر اُسکی عدم فہمی سے اُسپر طمع اور حرص نے
ایسا غلبہ کر رکھا تھا کہ وہ آپ کے الہامی الفاظ کے سمجھنے مین قاصر رہا جب اُسکو ایک
حصہ دیا گیا تو اُسکے چہرہ پر مایوسی چھا گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھا نہین اور
طالب مال ہے اور قصیدہ کے صلہ مین متعدد حصّون کا طالب ہی پس آپ نے
حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اس شاعر کو لیجا کر اسکی زبان قطع کر دو حضرت علیؓ نے اُسکو
ساتھ لیا اور راستہ مین اُسنے کہا کہ کیا آپ میری زبان قطع کرینگے آپ نے فرمایا
کہ مین رسولؐ خدا کے فرمانے کے مطابق عمل کرونگا وہ شاعر اُس لفظ کو جو لسان
شرع سے نکلا تھا حقیقت سمجھا تھا اور جو کلمات کہ حضرت علیؓ نے فرمائے تھے اُنکو
بھی نہین سمجھا بلکہ یہ خیال کرتا تھا کہ اب زبان ضرور قطع ہو جائیگی یہانتک کہ جب
اُسکو ایک مقام پر اونٹ مال سے لدا ہوا ملا اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ اونٹ
لیلے اُسوقت تک بھی اُسکے خیال مین اُن الفاظ کا مطلب نہین آیا تھا اُسنے
دریافت کیا کہ آپ مجھکو میری زبان کاٹ ڈالنے کے واسطے لائے تھے نہ کہ
آپ نے مجھکو یہ اونٹ مع مال دیدیا آپ نے فرمایا کہ تم اُس لفظ کے مطلب کو
نہین سمجھے تھے اُسکا مطلب یہی تھا کہ اُسکو اسقدر دیا جائے کہ اسکی حرص و طمع
کی زبان قطع کیجائے پس شیعہ وغیرہ حضرت علیؓ کے الفاظ اُس شاعر کے
خیال کے مطابق سمجھ گئے تھے اور جب غلط راہ اُنھون نے اختیار کر لی تھی
تو پھر اُس راہ کا ترک کرنا نہایت دشوار ہو گیا تھا لشکر کے ایک بڑے حصہ نے
اِسی غلط فہمی سے آپ سے انحراف کیا تھا اور اِسی انحراف سے نتیجہ جو کچھ ہوا
وہ ہوا - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت مین بوجہ باہمی

جنگ وجدل ملکون کی فتوحات نہین ہوئین مگر یہ نہین کہاجاتا کہ آپ کی خلافت نے کس شخص کے قصور سے جدید ملک فتح نہین کیے اور یہ کہ کس شخص اور قبیلہ کی کارروائی سے ہزارہا مسلمان قتل ہوے عرب کے قریب اور بعید ممالک مین بعد فتوحات اسلام قائم ہوچکا تھا اب وہ ملک ایسی حیثیت سے کون تھے جنکو چوتھی خلافت فتح کرتی حضرت علی کو اپنے زمانہ مین اُن فرائض کی تکمیل منظور تھی جنکی سابق کی خلافتون کے مقبوضہ اور مفتوحہ ممالک مین ضرورت تھی یعنی دشمنون سے اُن ملکون کو محفوظ رکھنا اور جہانتک کہ عربون مین بوجہ انقلاب خلافتون کے تغیرات پیدا ہوگئے تھے اُنکی اصلاح کرنا مگر جن اشخاص نے ان فرائض کو عمل مین نہ آنے دیا اور آپ کو جنگ کے واسطے مجبور کیا وہ اُنکے ذمہ ہے سابق مین ہماری راے تہی کہ خلفاء ثلاثہ کے وقت مین جو ممالک فتح ہوے اور جنکی نسبت عیسائیون کے اعتراضات تھے کہ وہ اُس جہادی تعلیم کا نتیجہ تھے جو پیغمبر اسلام نے اُنکو دی تھی مگر جب تاریخون سے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ عراق اور شام وغیرہ مین آتش پرستون اور عیسائیون کا قبضہ تھا اور یہ ممالک کے ایسے حصّے تھے جو عرب کے بالکل قریب تھے اُنپر حکومت کرنے والون کو معلوم تھا خاص کر اہل فارس کو کہ جس عرب پر ہمنے ایک زمانہ مین قبضہ کیا تھا وہ عرب اب ترقی کی حالت مین ہوتا جاتا ہے اور ایک ایسے مذہب سے وہان نشو نما پایا ہی کہ اُسکے سبب سے عربون کی چڑہائی ضرور فارس پر ہوگی اور شام اور دیگر ملکون کے عیسائی اپنے مذہبی تعصبات اور ملکی رقابت سے ایسا ہی کچھ خیال رکھتے تھے ان سبکو منظور تھا کہ یہ گروہ جو مکہ

اور مدینہ مین رہے اور بعد وفات پیغمبرؑ انکے جانشین ہوے ہین اگر قبل انکی چڑہائی کے
انکو پسپا کر دیا جاے تو اندیشہ جاتا رہے عرب اُنکے اِن خیالات کو سمجھتے تھے لہذا
اُنکے اِن خیالات کی وجہ سے عربون کو ضرورت ہوئی کہ اُنپر حملہ کیا جائے۔ جب
قریب کے مقامات عربون نے اُن قومون سے چھین لیے اور ایک مرتبہ جنگ
چھڑ گئی اور عربون کو فتوحات حاصل ہوگیئن تو اُنکی پیشقدمی کو کون روک سکتا تھا
اُنھون نے اس جذبہ سے بڑی بڑی سلطنتون کو جنگ کرکے فتح کرلیا تھا یہ لڑائیان
بھی ایک صورت سے دماغی تھین اور خود بخود جہاد نہین کیا گیا تھا۔ اب ان واقعات
سے ہم سمجھتے ہین کہ نہ پیغمبر اسلام نے جہاد فرمایا تھا کہ زبردستی اسلام قبول کرایا جائے
اور نہ خلفائے زبردستی اسلام قبول کرانے کی غرض سے جنگ کی تھی۔ واقعات
تبدیل ہوا کرتے ہین شکلاً ہر سہ خلافتون مین ضرورت تھی کہ دشمنان اسلام کے
ملکون کو فتح کیا جاے چوتھی خلافت مین یہ ضرورت نہ تھی اُسکا یہ کام تھا کہ جو ملک
فتح ہوچکے ہین اُنکا شرع کے مطابق انتظام کیا جائے اُس ناکامی سے جو خرابیان
اسلامی ممالک مین پیدا ہوئین وہ اسلام کے ضعیف کرنے کے واسطے کافی تھین۔
امیر معاویہ کی کامیابی کے وجوہ۔ جس قبیلہ مین امیر معاویہ تھے وہ قبیلہ مکہ مین
حکومت رکھتا تھا پیغمبرؑ کو اس قبیلہ نے قبل ہجرت نہایت تکلیف دی تھی اور اسی
کی وجہ سے آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا جب آپ مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے
تب بھی اہل مکہ سے مقابلہ ہوا تھا اس قبیلہ نے حدیبیہ کا عہدنامہ کرایا تھا اور جب
کفار قریش نے عہدشکنی کی تو پھر مکہ پر چڑہائی کا زمانہ آیا اور قبل فتح مکہ ابوسفیان نے
تذبذب کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا جب مکہ فتح ہوگیا تو جس قانون ایام جہالت سے

دہان کے باشندے مستفید ہوا کرتے تھے وہ قواعد جاتے رہے تھے بنی ہاشم اور بنی امیہ سے نزاع چلی آتی تھی اور بجز حضرت عثمان کے اس قبیلہ کے اور شخصونکا اسلام مولفۃ القلوب مین داخل تھا ایک یہی قبیلہ تھا جسنے بحالت کفر حضرت پیغمبر کو نہایت تکلیف دی تھی اور یہی قبیلہ تھا کہ اسنے جب اسلام قبول کیا تھا تو خلافتوں کے زمانہ مین اسکو ترقی اور عروج تھا اور مخصوص یہی قبیلہ تھا کہ اسلام کے پردہ مین مدتون حکومت کی تھی جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا تو اس قبیلہ کا عروج تھا اور جو غدر ہوا وہ اس قبیلہ کے عمال کی بے اعتدالیون سے ہوا تھا - یہ اول سبب امیر معاویہ کی کامیابی کا ہوا -

دوم - جنگ جمل کا ہونا اگرچہ اسمین حضرت علی کی فتحیابی ہوئی تھی مگر ناکام اشخاص کے مجامع شام مین چلے گئے تھے اور انسے امیر معاویہ کو تقویت ہوئی تھی -

سوم - چونکہ امیر معاویہ شام کے والی تھے اور عرب مین آنکی قبیلہ کا اثر تھا خصوصاً مکہ مین لہذا شام مین آنکی حکومت کی تائید ہوتی تھی اور شامی مسلمان ایسی عظمت حضرت علی کی نہین جانتے تھے جیسا کچھ عرب والے سمجھتے تھے پس امیر معاویہ کا اثر انپر بخوبی ہو گیا تھا اور جنگ صفین مین وہ شامی سینہ سپر ہو کر لڑے تھے -

چہارم - حضرت علی کی کردار و گفتار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اسلام کے خلاف ملکی معاملات کو انجام فرمانا نہین چاہتے تھے - اور نہ اسلام کی خلاف ایک پیسہ بھی کسی کے وظیفہ مین بڑہانا چاہتے تے حضرت عقیل آپ کے حقیقی بھائی تھے جب آپ خلیفہ ہوے تو انکو مسرت ہوئی کہ اب بھائی کے زمانہ خلافت مین آنکے مقررہ وظائف مین ترقی ہوگی - عقیل نے آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے وظیفہ مین

ترقی فرمائیں آپ خاموش رہے جب باصرار اُنھون نے بہی کہا تو آپ نے فرمایا
کہ کیا مین تمہارے واسطے نقب لگاؤنگا مطلب یہ تھا کہ جو مقرر ہے وہی رہیگا وہ
یہ سُنکر امیر معاویہ کے پاس چلے گئے تھے مگر جب حضرت علیؑ کی بُرائیان اُنسے سُنین
تو آپ واپس آئے تھے - امیر معاویہ کی رفتار و گفتار سے بالکل اسکے خلاف
ثابت ہوتا ہے اُنکو بمقابلہ حضرت علیؑ انکی مقاصد کے حاصل کرنے مین اسلام کے
خلاف کرنے مین تامل نہ تھا اور اُنھون نے لوگون کے وظائف مین ترقی کر رکھی تھی

باب چہارم

خلافت و امامت حضرت امام حسن علیہ السلام

پانچوین خلافت - یہ پانچوین خلافت اُسوقت ہوئی تھی جبکہ امیر معاویہ کو حضرت
علیؑ کے روبرو اور بعد آپ کے اپنی مصنوعی خلافت مین اقتدار حاصل ہو چکا تھا
اور اُنھون نے اس عرصہ مین کہ حضرت امام حسنؑ نے دو ماہ کے بعد اُنکو خط اپنی
خلافت کے باب مین لکھا تھا گویا مکہ مدینہ اور دیگر مقامات مین بہ جبر قبضہ کر لیا تھا
اور لوگون سے بجبر بیعت کرائی تھی - حضرت امام حسنؑ کوفہ مین تھے اسی مقام
مین آپ کی خلافت کی شہرت ہوئی تھی اب خیال کرنا چاہیے کہ جس زمانہ مین
آپ نے اپنی خلافت کا اظہار فرمایا تھا وہ ایک ایسا زمانہ تھا کہ اُسمین امیر
معاویہ کا خلافتی اقتدار مشہور ہو چکا تھا اُسکے اثر سے لوگ اُنکی خلافت کو تسلیم
کرتے جاتے تھے یہانتک کہ جب حضرت علیؑ جنگ صفین کے واسطے تشریف
لائے تھے تو آپ کے ہمراہ نوے ہزار آدمی تھا اور جب امام حسن علیہ السلام نے

امیر معاویہ سے جنگ کی آمادگی ظاہر فرمائی تو آپ کے ہمراہ چالیس ہزار آدمی تھے اور یہ ایسے تھے کہ انپر اعتماد نہ تھا کوفہ مین بعد شہادت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام بہت لوگون نے حضرت امام حسنؑ سے بعیت کی اور کہا کہ اب آپ ہمارے خلیفہ ہین اور بعد اُنکے آپکے بھائی امام حسینؑ علیہ السلام پس آپ نے سب لوگون کو بلایا اور منبر پر جاکر یہ خطبہ پڑھا۔

خطبہ

ایہا الناس دنیا فتنہ و فساد اور بلاؤن کا گھر ہے اور جو چیز کہ اُسمین ہے وہ انواع و اقسام کی نعمتین ہین مگر سب زوال پذیر اور فانی ہین خدا نے مجھکو دنیا کے حالات سے خبر دی ہے اور وعدہ وعید کیا ہے کہ عبرت حاصل کرون اور ظلم و فساد سے اجتناب کرون تاکہ آخرت مین پاک و صاف رہون اس فانی دنیا کا کچھ اعتبار نہین ہے اُسپر بھروسا نہ کرنا چاہیے آخرت پر بھروسا کرنا چاہیے امیرالمومنین علیؑ کا حال تمپر پوشیدہ نہین ہے واقف ہو کہ آپ کا حسن معاشرت اور کمال حلم کس درجہ تھا اور جانتے ہو کہ آپ نے اپنے دوران حیات مین بندگان خدا کے ساتھ کیسی نیکیان کی ہین جب آنے والی موت کا زمانہ آپہونچا تو آپ نے بحالت مرضی الاثر اور محمود السیر شربت شہادت نوش فرمایا اور اپنے اہلبیت کو تمہارے درمیان چھوڑا مین کہ حسنؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب ہون آج کے دن تم سب سے بعیت کرتا ہون اور ظاہر اور باطن موافقت کرتا ہون اس قرارداد پر کہ تم بھی اسی طرح مجھسے موافقت کرو یعنی جس شخص سے مین جنگ کرون تم بھی جنگ کرو اور جس شخص سے مین صلح کرون تم بھی صلح کرو۔

اس خطبہ کو سنکر مسجد کوفہ کے ہر طرف سے لوگوں نے بہ آواز بلند کہا کہ سُنا ہمنے اور تسلیم کیا جو کچھ آپ نے فرمایا اُسپر ہم راضی ہین اور مطیع و فرمانبردار ہین امیر المومنین حضرت امام حسنؑ نے اس خطبہ کے بعد دو ماہ تک کوفہ مین قیام فرمایا اور معاویہ کو کچھ نہین لکھا اور کسی کو اُنکے پاس نہین بھیجا اور شام کی طرف جانے کا بالکل ذکر نہین کیا یہانتک کہ بصرہ سے ایک خط عبد اللہ بن عباس کا آپ کے پاس پہونچا جسمین ابن عباس نے آپ کو چند اُمور مین مشورہ دیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ امیر معاویہ سے اپنے حق خلافت کے حاصل کرنے مین کوشش کرنا چاہیے بلکہ جنگ مناسب ہو جب آپ کو یقین ہوگیا کہ عبد اللہ ابن عباس میری خلافت کی تائید کرتے ہین اور میرے حق کو تسلیم پس آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط[1] لکھا۔

امیر المومنین عبد اللہ حسنؑ ابن علیؑ کی جانب سے معاویہ ابن صخرہ کے نام بعد اسکے خدا نے محمدؐ کو پیغمبری دی اور آپ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے ملقب کیا آپ کے توسط سے دین کو محکم کیا اور کفر و شرک کا استیصال کیا اور خاص و عام کی عزت افزائی کی اور عربون مین سے جس جماعت نے کہ امتیاز چاہا اُسکو دوسرون سے ممتاز کیا اور قرآن مجید سے اُسکو مخصوص کیا جب حضرت پیغمبرؐ کے ایام حیات منقطع ہوگئے اور آپ نے وفات فرمائی تو خلافت اور امامت کے باب مین بحث مباحثہ شروع ہوا ایک جماعت نے نزاع پیش کی اور انصار و مہاجر نے کہا کہ ہم مین سے خلیفہ کا انتخاب ہونا چاہیے کہ خلائق کے کاروبار کو انجام دے قبیلہ قریش نے جواب دیا کہ ہم سے تمسے

[1] اس خط کا ذکر باب اول مین بھی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت کے باب مین بعد وفات پیغمبر بحث مباحثہ ہوا تھا

اوّل ہین کیونکہ ہم حضرت پیغمبر کے ولی اور گروہ اور عزیزون مین ہین تمکو مناسب
نہین ہو کہ ہمارے حق مین رخنہ پیدا کرو اور ہمسے منازعت کرو مہاجر و انصار نے
کہا کہ ایسا ہی ہے اور قریش پر اس باب خاص مین اعتراض نہ کیا بعد اسکے
قریش نے انحراف کیا اور ہماری حمایت کو ترک کیا ہمنے صبر اختیار کیا اور منازعت
و مخاصمت کو ترک کیا کہ دین اسلام مین خلل[۱] واقع نہو اور موافقت کر لی اب تمام
عالم مین سوائے تمہارے اور کسی سے تنازع نہین ہی تعجب کرتا ہون کہ تمکو دین
اسلام مین سبقت نہین ہو بہ لحاظ اسلام کوئی اثر عمدہ نہین رکھتے ہو پھر کیون ہمسے
میرے حق مین نزاع کرتے ہو اور درمیان ہمارے و تمہارے خدا فیصلہ کرنیوالا ہی
بہ خضوع و خشوع خدا سے چاہتا ہون کہ ہمکو دنیا کے خرخشون سے محفوظ رکھے
ارتحال کے وقت امیر المومنین علیؑ نے مجھکو خلافت سپرد کی تھی آج کے دن
خلافت و امامت بہ لحاظ اہلیت و بہ اعتبار حق میراث ہی اور تمکو یہ حال معلوم ہے
اے معاویہ خدا سے خوف کر اور اعمال فاسدہ اور اشغال باطلہ سے دست کش
ہو اور سید المرسلین کی اُمت سے مراعات کر اور اس باب مین کوشش کر کہ
مسلمانون کی خونریزی نہو اور انکے کام کا انجام عمدگی و خوش اسلوبی سے ہو تا کہ
انکی ترقی اور بہبودی ہو والسلام اسکے جواب مین امیر معاویہ نے ذیل کا خط
آپکو لکھا اس خط سے چند اشعار عربی جو اس خط مین تھے ہمراہی مترجم نے
بزبان فارسی نظم کیا ہے ان اشعار کو ہمنے نہین لکھا ہی کیونکہ اردو مین اس مقام پر
وہ بے لطفی سے خالی نہ تھے۔

[۱] جس بات کو باب اوّل مین ہمنے لکھا ہی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

بعد حمد و نعت حضرت محمد مصطفےٰ آپ کا خط پہونچا اور اُسکے مضمون سے مین واقف
ہوا جہانتک کہ حضرت محمد مصطفےٰ کے فضائل اور مناقب آپ نے بیان کیے ہین اور
علو شان کا تذکرہ کیا ہی وہ سچ ہے بلکہ اِس سے زیادہ تمام عالم آپکی جلالت اور
علو مرتبت و منقبت پر متفق ہے اور آپ کے مناقب اور اوصاف حیطۂ تحریر سے
باہر ہین آپ نے اپنے خط مین اُمت کے اُسی قضیہ کا تذکرہ فرمایا ہی جو خلافت کے
باب مین ہوا تھا اور اکابر قریش پر کنایتاً و اشارتاً ایک گونہ شکایت کی ہے گو
اُس شکایت کو مفصل آپ نے درج نہین کیا ہی اور کسی کے نام پر وہ شکایت
نہین ہی لیکن آپ کے کلمات سے معلوم ہوتا ہی کہ اکابر ارکان صحابہ جیسے کہ صدیق
و فاروق و ابو عبیدہ و طلحہ و زبیر و انصار و مہاجرین اُنکی طرف اشارہ کیا گیا
کہ بعد انتقال حضرت محمد مصطفیٰ کے خلافت آپ کے والد علی مرتضیٰ پر قرار دیگئی
تھی پھر وہ خلیفہ نہین ہوے مجھکو آپ کے اِس بیان سے تعجب معلوم ہوتا ہی
کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ بعد حضرت محمد مصطفیٰ درمیان اُمت کے اہل قریش
خلافت کے کامون مین دوسرون سے اولیٰ اتر تھے کس واسطے کہ آنحضرت
قریشی تھے بعد اُسکے انصار نے اور ارباب علم و فضل اور اصحاب عقل و
معرفت نے مصلحت ایسی دیکھی کہ خلافت اُس شخص کو دین جو عالم و خدا ترس
اور اسلام مین مقدم ہو ابو بکر صدیق کہ ان اوصاف سے موصوف تھے اُنکو منتخب
کیا اور باتفاق خلافت اُنکے سپرد کی اگر ابو بکر سے کوئی شخص زیادہ فاضل اور
زیادہ عالم اور محافظ اسلام سمجھا جاتا اور جانتے اُسکو خلافت دیتے فی الحال
درمیان میرے اور آپ کے ایسی ہی حالت ہی اگر مین جانتا کہ مجھسے آپ اس

کام مین زیادہ لائق ہین تو خلافت کے سپرد کرنے مین کچھ مضائقہ نکرتا لیکن یقیناً
جانتا ہون کہ آپ بار خلافت کے متحمل نہو سکینگے اور جو دشمن کہ قریب ہین
اور اُنکی آنکھین خلافت کی جانب ہین اُنکو جیسا مین دفع کر سکتا ہون آپ
نہین کر سکتے اگر مین آپ کو خلافت سپرد کرون نظم و نسق مسلمانون کا درہم و
برہم ہو جاے ۔ آپ خلافت کا دعوے کرتے ہین کہ خلافت میرا حق ہے
ارث کے سبب سے آپ یہ بات کہتے ہین اور اپنا حق طلب کرتے ہین مگر
آپ جانتے ہین کہ آپ کے والد ماجد سے اُن محاربات کے بعد جو صفین
مین اُنکے اور میرے درمیان ہوے یہ قرار پایا تھا کہ میری اور اُنکی جانب سے
دو آدمی حکم ہون اور جو کچھ وہ فیصلہ کرین اُسپر فریقین رضامند ہون محاکمہ
کرنے والون نے غور کے بعد آپ کے والد کو خلافت سے علیحدہ کیا اب
مین آپ کو کیونکر خلافت دیدون جب اُنکا کوئی حق نہ رہا تھا تو اُنکا حق
آپ کیونکر طلب کر سکتے ہین کیونکہ اُنکا کوئی حق باقی نہین رکھا گیا تھا یہ
بات جو آپ کہتے ہین اور یہ دعوے جو آپ کرتے ہین آپکا کوئی حق نہین ہے
اِس باب مین خود ہی غور فرمائین کہ اگر خلافت آپ کو حاصل ہو تو آپ
اُسکو انجام نہین دے سکتے پس اولیٰ یہ ہے کہ آپ اِس حق کے مطالبے
باز رہین والسلام -

اس خط و کتابت کے بعد ہر جانب لشکر آراستہ ہوے امیر معاویہ کے
لشکر مین ساٹھ ہزار سوار تھے اُنھون نے عراق کی جانب کوچ کیا
امیر المومنین حسنؑ کے ساتھ چالیس ہزار سوار و پیادہ تھے اثناءِ راہ مین آپنے

ایک اور خطبہ بیان فرمایا جس سے آپ کے حامیون نے یہ خیال کیا کہ آپ خلع خلافت چاہتے ہین اُس لشکر مین برہمی پھیل گئی اور آپ ہی کے حامیون مین سے ایک شخص نے آپ کو زخمی کیا الغرض درمیان آپ کے اور امیر معاویہ کے ذیل کا صلحنامہ مرتب ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک مصالحہ ہے جو درمیان حسنؑ ابن علیؑ ابن ابیطالبؑ اور معاویہ ابن ابی سفیان قرار پاتا ہی اور یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ امیرالمومنین حسنؑ صلح کرتے ہین اور خلافت کو امیر معاویہ کے سپرد کرتے ہین اس شرط پر کہ جب معاویہ کی موت کا زمانہ قریب آئے تو وہ کسی کو اپنا ولیعہد قرار نہ دین اور خلافت کا کاروبار شوری کے متعلق کرین کہ مسلمان متفق ہو کر کسی کو خلیفہ کرین دوسری شرط یہ ہی کہ مسلمان عموماً معاویہ کے ہاتھ اور زبان سے پناہ مین رہین اور امیر معاویہ تمامی خلائق سے نیکی کے ساتھ پیش آئین تیسری شرط یہ ہی کہ شیعیان اور متعلقان اور متقبلان علیؑ ابن ابیطالبؑ جہان کہین ہون امیر معاویہ سے پناہ مین رہین اور انمین سے کسی سے تھوڑا اور بہت تعلق نہ کرین اور معترض نہون اسطرح سے عہد کیا اور قبول کیا معاویہ ابن ابی سفیان نے اس محبت اور میثاق خداتعالی کو اپنے اوپر اور قبول کیا کہ اس عہد و شرط کو وفا کرینگے اور کسی طرح کا مکروکینہ نہوگا حسنؑ ابن علیؑ اور اُنکے بھائی حسینؑ اور اُنکی عورتون اور لڑکون اور اُنکے عزیزون اور اقربا اور اہلبیت سید المرسلینؐ سے خفیہ و علانیہ بدی نہ کرینگے اور یہ جہان کہین دنیا مین ہون پناہ مین رکھین اور انکو نہ ڈرادین اس

عہدنامہ پر گواہی عبداللہ بن الحارث بن نوفل وعمر ابن ابی سلمہ وفلان فلان اشخاص کی تھی
جب یہ صلحنامہ ہونے والا تھا تو امیرالمومنین حسنؑ نے امیرالمومنین حسینؑ سے فرمایا
تھا کہ مین اپنے لشکر مین کسیکو اپنا دوست اور ناصر و مددگار اور معتمد اور غمخوار نہین
سمجھتا کہ اپنے حق کو طلب کرون اُنھون نے میرے باپ کے ساتھ کیا کیا تھا جو مین
انسے توقع رکھون اس صلحنامہ کے بعد امیرالمومنین حسنؑ مدینہ مین تشریف لیگئے تھے
اِن واقعات کو اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو اُنسے نتائج ذیل پیدا ہوتے ہین -

اوّل جناب امام حسنؑ نے اپنے حق خلافت کے واسطے جس خطبہ مین ذکر فرمایا
ہی اور جو خط امیر معاویہ کے نام ہی اُس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ آپ کو اِس
حق کے اثبات اور حصول مین سعی بلیغ مرکوز خاطر تھی -

دوم یہ کہ آپ نے امیر معاویہ سے بیعت کی تھی یا نہین اور وہ بیعت کس
طریق پر واقع ہوئی اور جو معاہدہ فیمابین ہوا تھا اُسپر امیر معاویہ نے کیونکر اور
کسطرح عمل کیا تھا اور یہ کہ آپ نے صرف بیعت ہی کی تھی یا خلع خلافت یا بیعت
دونون پر عمل کیا تھا اور کہ بیعت کیا ہی اور اِس قسم کے جو معاہدات بیعت کے
متعلق ہوا کرتے تھے اُنکے خلاف کرنے مین وہ معاہدات قائم رہتے تھے یا نہین

اوّل نتیجہ کی نسبت اہل سُنّت وجماعت کا اعتقاد یہ خیال ہے کہ دو حدیثون پر
آپ نے عمل فرمایا تھا ایک حدیث جسکا ترجمہ یہ ہی کہ تیس برس چھ مہینے خلافت
حقہ رہیگی اور بعدہٗ بادشاہت ہوجائیگی اور دوسری حدیث جسکا مطلب یہ ہے
کہ یہ نوجوان یعنے جناب امام حسنؑ آنیوالے زمانہ مین درمیان مسلمانون کے دو
گروہون کے صلح کرائیگا یہ حدیثین پشین گوئیون کے متعلق سمجھی جاتی ہین اور

ہر پیشین گوئی کے مصداق وہ واقعات ہونے رہے ہین جنکے عملی ظہور سے اُس پیشین گوئی کا ہر لفظ پورا ہوا کرتا تھا جب امام حسنؑ کی خلافت تک یہ پیشین گوئیان محدود کیجاتی ہین، تو جو عملی حالت اُس زمانہ کی تاریخ سے ثابت ہوسکتی ہو اُس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہو کہ پیشین گوئی کے متعلق جناب امام حسنؑ کا زمانہ خلافت نہ تھا آپ نے دعوی اپنے حق خلافت کا ایسے الفاظ مین فرمایا ہو کہ اُنکے مفہوم سے پایا جاتا ہو کہ اگر امیر معاویہ کی جانب سے مواقع پیش نہ آتے تو آپ ہرگز خلافت ترک نہ فرماتے۔

دوسرا امر یہ ہو کہ تیس برس چھ مہینے تک خلافت حقہ محدود کی گئی ہے حالانکہ دومۃ الجندل کے ناجائز محاکمہ سے اور زمانہ خلافت حضرت امام حسنؑ تک ایک ایسا زمانہ پیدا ہوتا ہو کہ اُسمین بجز امیر معاویہ کے اقتدار کے نہ جناب امیر علیہ السلام کا خلافتی اقتدار اور نہ جناب امام حسنؑ کا اقتدار ثابت ہوسکتا ہو اور یہ ایسا تاریخی ثبوت ہو کہ جس سے اُس حدیث کا مصداق معلوم نہین ہوسکتا دوسری حدیث کی نسبت تاریخی واقعات اِس بات کی شہادت نہین دیتے کہ جناب امام حسنؑ نے کسی کے مفہوم کے اعتبار پر درمیان دو گروہون کے صلح کرائی ہو پس یہ دونون حدیثین کیا امیر معاویہ اور جناب امام حسنؑ کو معلوم نہ تھین اگر معلوم تھین تو فریقین کی کارروائیان اُنکے علم سے کیون متضاد ہین اور اگر معلوم تھین جسکی نسبت ہم یہ تاریخی دعوے پیش کرتے ہین کہ کچھ انھین دونون کی خصوصیت نہ تھی بلکہ صحابہ کبار اور دیگر ایسے اشخاص اُن دونون لشکرون مین موجود تھے کہ وہ بہت سی احادیث

نبوی سے واقف تھے وہ فریقین کو آگاہ کر سکتے تھے کہ ان احادیث کی پیشین
گوئیون کے سطابق عمل واجبات سے ہی انھین تاریخی واقعات سے یہ بھی
معلوم ہوتا ہی کہ یہ احادیث انھین خلافتی قضیون کا نتیجہ ہین جنکو امیر معاویہ کے
زمانہ مین اُنکی تائید خلافت کے واسطے وضع کر لیا گیا تھا جو حدیثین کہ زمانہ رسالت
سے خلافت کے متعلق منسوب کیجاتی ہین اُنکی نسبت ہمیشہ یہ خیال رہا ہی کہ
اُنکی جانچ مشکل سے ہو سکتی ہی کیونکہ جب ایک دعوے کے واسطے دو
عظیم گروہ پیدا ہو گئے تھے تو غیر ممکن ہی کہ اُنھون نے اپنے دعوے کے
اثبات کے واسطے حدیثین اختراع نہ کی ہون اُن دونون حدیثون سے
ایک حدیث کے ابوہریرہ راوی ہین اور یہ ابوھریرہ وہ ہین جو بقول
اعثم کوفی مع ابو درداء صلح کرانے آئے تھے اور جب صلح نہ کرا سکے تو واپس
گئے تھے اور جس زمانہ مین کہ امیر معاویہ کے مصنوعی خلافتی اقتدار کا نشوونما
ہوا تو اُنکی تائید کرنے والون مین تھے تیسری بات جو خلافت حقہ کے قیام کے
زمانہ کی نسبت ہی وہ ایک لفظ خلافت ہی اور جب ایک الہامی پیشین گوئی
سے یہ استدلال کیا جاتا ہی کہ تیس برس چھ مہینے خلافت حقہ رہیگی تو سوال
پیدا ہوتا ہی کہ لفظ خلافت سے کیا مراد تھی - باعتبار الفاظ پیشین گوئی اور
تاریخی واقعات کے عملی نتائج سے ہمارے نزدیک خلافتی اقتدار کا سلسلہ
اُس ترتیب سے ہونا چاہیے تھا جیسے کہ سابق مین خلفاء راشدین کا تھا اگر حکم کے
زمانہ سے جناب امام حسنؑ کی خلافت تک لفظ خلافت کا مصداق وہ نہین پایا
جاتا جو پہلے تھا جناب علی مرتضیٰ کی خلافت تو کسیقدر ملک کے حصون پر حاوی تھی

اگر جناب امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کسی ملکی حصہ پر نہ تھی صرف آپ نے اپنے
حق کا اظہار فرمایا تھا اور بیعت کرنے والون نے آپ سے بیعت کی تھی پس
خلافت حقہ اگرچہ چھ مہینے تک محدود کیجاتی ہی تو خلافتی طاقت بھی آپ کو حاصل
ہونا چاہیے تھی تاکہ اُس پیشین گوئی کے مطابق آپ کا دوران خلافت بھی
ہوجاتا یہ امر بھی غور طلب ہی کہ ان دونون حدیثون کا تذکرہ کتب تاریخ مین عملی
طور پر پایا نہین جاتا بلکہ جو خلافت امیر معاویہ کو حاصل ہوئی تھی اُس زمانہ سے
بنی عباس کے آخری خلیفہ کے زمانہ تک جو خلیفہ بنی اُمیہ اور بنی عباس مین
ہوے اُنھون نے اپنے کو اُس مسند حقہ کا مستحق سمجھا تھا جو اُن خلفاء کو حاصل
تھا جو اپنے کو خلافت حقہ کا مستحق سمجھتے تھے یہ خلافت کا سلسلہ کئی سو برس رہا
اور اس خلافتی دوران مین اُن اشخاص کا کثیر مجمع تھا جو احادیث اور فقہ سے
کامل طور پر واقف تھے لیکن کسی سے اُس دور مین اُن احادیث مذکورہ
بالا کا تذکرہ نہین کیا حالانکہ جب اُن خلفاء کو خلافت حقہ کی مسند نشینی کا فخر تھا
جو ان حدیثون کے بالکل خلاف سمجھا جاتا ہی تو حیرت ہی کہ کبھی کسی عالم نے
ان حدیثون کا تذکرہ نہین کیا اس حیرت انگیز واقعہ سے یہ نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے
کہ اگر یہ حدیثین صحیح ہوتین تو اُس زمانہ مین اُنپر عمل کرایا جاتا۔

بیعت کیا ہی۔ مذہب اسلام مین بیعت کا ایک ایسا طولانی سلسلہ ہی کہ اُسپر
غور واجب ہی اس مقام پر مناسب سمجھا جاتا ہی کہ ہم بیعت کے حالات زمانہ
نبوت سے بیان کرین اور یہ بھی ظاہر کرین کہ پیغمبر اسلام نے کن مواقع پر بیعت
کی ہی اور وہ کیا حالات اور واقعات تھے جنکے اعتبار سے یہ بیعت کا سلسلہ

قائم ہوا تھا اور بعد اُسکے خلافتون کے زمانہ مین بیعت کی کیا حالت تھی۔
بارھوین سال نبوت مین اِس بیعت کا نشو و نما ہوا تھا جسکو عقبہ اولی کہا جاتا ہے
ہر سال اہل مدینہ موسم حج مین واسطے زیارت کعبہ کے آتے تھے اِس سال
جو لوگ آئے اُنھون نے مقام عقبہ مین پیغمبرؐ سے ملاقات اور بیعت کی کہ مین
اسلام کی اشاعت بذریعہ وعظ تھی اور جس زمانہ مین کہ بیعت عقبہ اولی
ہوئی تھی اُسکے قبل پیغمبرؐ پر کفار قریش کے ہاتھون نہایت درجہ سختیان ہوچکی
تھین پس یہ بیعت اسواسطے تھی کہ پیغمبرؐ قریش کی سختیون سے حفاظت مین
رہین اور واسطے صیانت اور حفاظت دین اسلام ایک مجمع انصار کا پیدا
کیا جاتا تھا یہ بیعت بھی ایک معاہدہ کے متعلق پائی جاتی ہے اور وہ معاہدہ
یہ ہے کہ اگرچہ بیعت کرنے والون نے رنج و راحت اور خوشی اور کلفت مین
اطاعت رسولؐ فرض سمجھی تھی مگر پیغمبرؐ کی طرف سے بھی اُنکی اعانت اور
اُنکی شرکت ضرور ملحوظ تھی اِس بیعت کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی جانب سے حضرت
مصعب بن عمیر حسب الطلب انصار مدینہ مین گئے اور تعلیم قرآن اور اسلام
کی فرماتے رہے اور دعوت اسلام کرتے رہے یہ بیعت گیارھوین سال
نبوت کے ہوئی تھی۔ تیرھوین سال نبوت کے پھر مقام عقبہ دوسری بیعت
ہوئی اِس بیعت کا سبب مولف روضتہ الاحباب نے جن الفاظ مین لکھا
ہی وہ لائق تسلیم و تائید ہین یہ کتاب اہل سُنت و جماعت کے نزدیک نہایت
معتبر ہے اور اسواسطے بھی اِن بیعتون کے حالات اُسی سے لیے ہین وہ
لکھتے ہین کہ تیرھوین برس نبوت کے خدا کا یہ ارادہ ہوا کہ دین محمدیؐ کا اعزاز

ظاہر ہو اور اعانت پیغمبرؐ کی کیجاے اور بیخ کفر و شرک کا قلع و قمع کیا جاے
اور کفار کی ذلت ہو اسلیے اسی سال اہل مدینہ سے قریب پانچسو آدمیونکے
موسم حج مین بقصد زیارت بیت اللہ مکہ معظمہ مین آئے اور تیس یا تہتر آدمیون
نے جنمین دو عورتین تھین اس امر پر اتفاق کیا کہ پیغمبرؐ سے ملاقات کرین کیونکہ
آنحضرتؐ نے وعدہ کیا تھا کہ شعب عقبہ مین آنا کہ وہان باہم بیعت کیجائیگی
جسوقت ملاقات ہوئی تو اوّل جس شخص نے تقریر شروع کی آنحضرتؐ کے
عم معظم عباس تھے گو اُنھون نے اُسوقت تک اسلام اختیار نہ کیا تھا مگر بلحاظ
شفقت و عنایت جو اُنکو پیغمبر کے ساتھ تھی عباس نے کہا کہ اے مدینہ والو جو
درمیان قوم کے عزیز اور بلند مرتبہ ہین اور ہمنے دشمنون سے اُنکی حفاظت
کی ہے مگر وہ ہمسے جدا ہونا چاہتے ہین اور تمسے ملنا چاہتے ہین اگر تم اُنسے
اپنے وعدون کو وفا کروگے وہ تمھاری جانب ہین اور اگر اعتماد نہین رکھتے
تو اسوقت اُنسے علیٰحدہ ہو جاؤ اور اُنکو اپنے شہر مین رہنے دو کہ وہ اپنی قوم
مین عزیز ہین انصار نے کہا کہ اے عباس جو کچھ تمنے فرمایا اُسکو ہمنے سُنا
مگر پیغمبرؐ اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائین اور جو شرط کہ وہ اپنے واسطے
اور خدا کے واسطے چاہتے ہین اُسکو ظاہر فرمائین جب آپ نے یہ سُنا تو
اُنکے روبرو قرآن مجید پڑھا اُنھون نے کہا کہ اے رسولؐ اللہ ہم کس شرط پر
بیعت کرین آپ نے فرمایا کہ مجھسے بیعت کرو اس شرط پر کہ جو کچھ مین کہون
اُسکی سماعت کرو اور مطیع و فرمانبردار رہو اور حالت رنج و راحت مین شریک
ہو اپنے مال کو خدا کی راہ مین خرچ کرو حالت رنج و راحت مین مہمات کے

تارک ہو اور امر بالمعروف کے پابند راستگو رہو اور کسی ملامت کرنے والے
کی ملامت سے خائف نہو میری مدد کرو اور جب مین تمھارے پاس آؤن
میری حفاظت اُسی طریق سے کرو جیسے کہ اپنے نفوس اور اہل وعیال کی
کرتے ہو اور ایسا کرنے سے تمکو ہمیشہ کے واسطے بہشت نصیب ہوگی اَوّل
جس شخص نے بیعت کی وہ برار بن معرور تھے اُنھون نے کہا کہ قسم خدا کی
اور وہ خدا کہ جسنے آپ کو مبعوث کیا ہو کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اوسی پر
مین آپ سے بیعت کرتا ہون - ہر چند کہ اس روایت مین اختلاف ہے
کہ اوّل کسنے بیعت کی مگر ہمکو اِس مقام پر اِس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے
ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس بیعت کی علت غائی کیا تھی اور ہمارے
نزدیک ابو الہیثم بن التیہان کے قول سے جو اس بیعت کی علت غائی
تھی وہ بخوبی ثابت ہوتی ہے اُنھون نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ہمارے اور دوسرونکے
عہد وپیمان ہین اور جب ہمنے آپ سے بیعت کی ہے تو وہ ٹوٹ گئے ہین
ایسا نہو کہ جب نصرت اور غلبہ آپ کو حاصل ہو تو آپ اپنے قوم اور قبیلہ
سے پھر اتحاد پیدا کرلین اور ہمکو چھوڑ دین آپ نے تبسم فرمایا اور ایک
معاہدہ ہوا جس سے جانبین کا اطمینان ہوگیا تھا - جب اہل مکہ نے یہ خبر سُنی
تو اُنھون نے مدینہ کے قافلہ سے اس امر کی شکایت کی تھی - یہ بیعت ہجرت
سے تین مہینہ قبل ہوئی تھی اور اس بیعت سے وہ معاہدہ دو طرفہ تھا تنہا
بیعت ہی نہ تھی بلکہ معاہدہ تھا - جس سے یہ امر مفہوم ہو سکتا ہے کہ جب
پیغمبرؐ ہجرت فرمائینگے تو اہل مدینہ آپ کا ساتھ دینگے اور آپ اُنکی اعانت فرمائینگے

ابوالہیثم بن التیہان نے معاہدہ کے قبل اپنی جانب اور اپنے قبیلہ کی جانب سے
پیغمبرؐ پر وہ امر ظاہر کردیا تھا جو اُنکو آیندہ کے لیے اپنے قبیلہ کی حفاظت کے واسطے
منظور تھا اور پیغمبرؐ نے اُسکو منظور فرمایا تھا۔ اِس معاہدہ سے وہ تمام معاہدات
منسوخ ہوگئے جو درمیان اہل مکہ اور مدینہ کے تھے۔ اور اِس زمانہ مین درمیان
قبائل کے اتحادی معاہدات ہوتے تھے اُنکے خلاف اگر کوئی مسلمان ہوجاتا
تھا تو وہ اپنے آباواجداد کی وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا اُسی خیال سے گویا
یہ اپنے آباواجداد کے ترکہ سے محروم ہوگئے تھے مگر اُنھون نے اِس امر کو سلام
کے واسطے اور پیغمبرؐ کی حفاظت کے لیے گوارا کیا اور جس معاہدہ کے ساتھ
بیعت کی اُسنے آیندہ غلبہ اسلام کے وقت اُنکو اُنکا ترکہ ہی نہین دلادیا بلکہ
اسلام کی نعمت کے سوا پیغمبرؐ نے معاہدہ کے مطابق اُنکا ساتھ ایسا دیا کہ دنیا
اور دین مین اُنکو فخر اور افتخار حاصل ہوا پس یہ بیعت اور معاہدہ تعلیم کی
غرض سے بھی تھا اور اسواسطے تھا کہ آپ ہجرت فرماینگے اور علاوہ تعلیم آیات
کے خلافت سے بھی کام لینا پڑیگا اور اسی واسطے یہ بیعت اور معاہدہ تھا کہ
آیندہ اعانت کرنے والے مسلمانون کا ایک خاص مجمع ہوجائیگا اور وقت
ضرورت کے کام آئیگا اگر معاہدہ اور بیعت نہ کیجاتی تو جانبین کا اطمینان
کیونکر حاصل ہوسکتا تھا۔ یہ بیعت اگرچہ آیندہ کے واسطے بطور سُنت
قرار پاگئی تھی مگر جس مقصود کے تعلق اور جن واقعات سے وابستہ تھی
اگر اُس مقصد اور اُن واقعات کے خلاف واقعات ظہور پذیر ہوتے۔
تو اُس بیعت کا مقصود فوت ہوجاتا اور اِس حالت مین نہ بیعت رہتی اور

نہ نبوت کا کچھ اثر باقی رہتا۔ پیغمبر کی جانب سے نقض عہد کبھی نہوتا کیونکہ ہمارے
پاس بہت سے ثبوت ایسے ہین کہ انبیاء سابقین نے کبھی اپنی جانب سے
نہ کسی اقرار کے خلاف کیا ہو اور نہ کسی معاہدہ کو توڑا ہے۔ گو اِس نورانی اور
الہامی جماعت کے واسطے بہ نفس نفیس ایسی حاجات اور ضروریات پیش آتی
رہی ہین کہ اگر نقض عہد کیا جاتا تو اُس زمانہ کی جماعتین سچے طور پر الزام قائم
نہین کر سکتی تھین مگر وہ الہامی جماعت اپنی جانب سے نقض عہد کو ایسا ہی
خیال فرماتے تھے جیسے کہ خدا کے عہد و احکام کی خلاف ورزی کو ناپسند
کرتی تھی حضری رسالت عرب سے کفار قریش نے جن شرائط حدیبیہ کا
عہد نامہ مشروط کیا تھا اور جسکی نسبت اسی وقت بعض صحابہ نے سرگوشیان
کی تھین اور اسکا علم آپ کو ہو گیا تھا تاہم اُن سرگوشیون کے نتیجہ کو آپ نے
تسلیم نہ فرمایا تھا حالانکہ وہ سرگوشیان محبت و خلوص سے تھین کہ آغاز اسلام کے
وقت اِس شرط سے مغلوبیت اسلام صاف ظاہر ہے کہ اگر مسلمان بھاگ کر پھر کفار
قریش کے پاس چلا جائیگا تو وہ واپس نہ آئیگا اور کفار قریش سے اگر مسلمانون کے
گروہ مین کوئی شخص چلا آئیگا تو وہ واپس لیا جا سکتا ہے ان واقعات پر خیال کیا جاتا
تھا اور اب بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اِس شرط سے مغلوبیت کے نتائج مترتب نہین ہو سکتے
کیونکہ ارتداد کی حالت مین جو مسلمان چلا جاتا تھا وہ اسلام سے خارج تھا اُسپر
اعتبار نہین ہو سکتا تھا اور وہ اسلام کے کسی کام کا نہ رہتا تھا۔ مگر یہ خیال غالباً
اُن مطاعن سے بچنے کے واسطے پیدا کیا گیا تھا جو مخالفین اسلام کی نظرون مین
تحقیر اسلام کا باعث تھا اور نہ اگر اُس زمانہ کے اسلام پر غور کیا جاے کہ کیسا ضعیف تھا

اور ضعف کی حالت مین اُسکو اس شرط کے قبول کرنے کی ضرورت ہوئی تھی کس سبب، کو ہم قیاسی قرار نہین دیتے - بلکہ اُن سرگوشیون کے واقعات اسکے مؤید ہین - اب رہی یہ بات کہ بعض صحابہ نے اُس بات کو موجودہ واقعات کے متعلق سمجھا تھا اور پیغمبر آخر الزمان کا لقب جو مخزن اسرار الٰہی اور سرچشمہ الہام ربانی تھا اُس سے آیندہ زمانہ کے حالات مخفی نہ رہتے یعنی آپکو بخوبی علم تھا کہ اس سے اسلام قوی ہوگا اور عہد کو مین اپنے جانب سے کبھی نہ توڑونگا قریب ہی زمانہ مین فریق ثانی اپنے اقوال و افعال سے عہد شکنی کریگا اور اُسوقت اسلام بھی عہد کی پابندی نہ کریگا چنانچہ حذیفہ کے معاملات سے یہی پیش آیا اور مکہ کی فتح سے اسلام کا اقتدار عرب مین بڑھ گیا مرتد ہوجانے کے بعد پھر مسلمان ہوسکتا تھا اور وہ آلائش ارتداد سے جب دوبارہ دائرہ اسلام مین آتا تھا تو پاک ہوجاتا تھا اشعث کندی بزمانۂ رسالت مسلمان ہوا تھا بعد غروب ماہ عرب خلافت اوّل کے زمانہ مین مرتد ہوگیا تھا مگر جب دوبارہ اسلام اختیار کیا تھا تو اعتباری مسلم ہوگیا تھا پس سمجھ مین نہین آتا کہ حدیبیہ کے واقعاتی سلسلہ مین کیونکر یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرتد کا ارتداد اُسکو اُس قابل نہین رکھتا کہ وہ یہ لباس اسلام اختیار کرے بظاہر بیعت کے لفظ سے بجز اطاعت اور فرمانبرداری کے اور کچھ مفہوم نہین ہوسکتا مگر جس زمانہ سے کہ یہ سنتی لباس مین آیا اسکا شرف اور فضل اور اسکی منزلت بہت زیادہ ہوگئی ہے اسکا جلوہ اسلامی دنیا مین عجیب و غریب طرز سے زمانہ دراز تک رہا ابتدائے اسلام مین یہ لفظ بیعت مع اپنی مفہوم کے بطور سنت قرار پاگیا تھا تسلیم رسالت

اور امارت اور خلافت اور اور طرفین مین اعتبار پیدا ہونے کے واسطے بعیت پر عمل ہوا تھا اور اسکی علت غائی بھی اسی کے متعلق تھی - مگر جبکہ یہ سنت کے پیرایہ مین آگیا تھا تو پہلی خلافت کے زمانہ مین اسکی عملی حالتون مین کسی قدر فرق محسوس ہونا شروع ہوا تھا - اس زمانہ مین تجدید بعیت مقصود تھی - مگر فرق یہ تھا کہ صرف خلافت تسلیم کیجاتی تھی جسکا مطلب یہ تھا کہ حقیت خلافت مسلم ہوجائے جو امور خلیفہ کے ذمہ شرعًا تھے اُنکا ادا کرنا اُسکے ذمہ تھا اور وہ کیا تھے سُنت نبوی کے مطابق فرائض ادا کرنا اور کرانا اور مسلمانون کے ذمہ یہ تھا کہ وہ اسکی اسلامی عظمت و شوکت کے اپنی بعیت سے تسلیم کرنے والے ہوتے تھے - اور خلافت کے احکام کی تعمیل کرنے والے ہوتے تھے بعیت بھی معاہدہ سے وابستہ ہوتی تھی اور طرفین پر لازم بلکہ فرض تھا کہ وہ اپنی اپنی اسلامی ذمہ داریون کو پورا کرتے رہین - غرضکہ خلافتون کے زمانہ کو جسقدر ترقی ہوتی گئی لفظ بعیت کی بھی قدر بڑھتی گئی جو بعیت نہین کرتا تھا اُسکی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ یہ خلافت کو تسلیم نہین کرتا اُسکی بعیت لینے مین بڑی بڑی کوششین کیجاتی تھین یہانتک کہ وہ کوشش بعض وقت جبر یہ بعیت حاصل کرنے کے متعلق ہوجاتی تھی - قبیلہ کندہ اگرچہ ارتداد کی ظلمت مین آگیا تھا مگر اُسنے اوّل خلافت کے زمانہ مین یہ بھی بیان کیا تھا کہ خلافت کا استحقاق ہمارا ہے یا بنی ہاشم کا - اور یہ کہ اوّل اول اُسنے بعیت نہین کی تھی بدین وجوہ اُسپر فوج کشی ہوئی تھی اور وہ مغلوب کردیا گیا تھا اُسکا راس درئیس مقید ہوکر مدینہ مین آیا تھا اور پھر اسلام قبول کیا تھا جسکا ذکر سابق مین ہوچکا ہے اور اس مقام پر

اسکا تذکرہ بیعت کے متعلق ضروری سمجھا گیا۔ قبیلہ کندہ کا ارتداد مدینہ مین اس طور سے سماعت مین آیا تھا کہ وہ زکوۃ دینے مین عذر کرتا تھا خلافت سے انکار تھا اور بجائے تسلیم خلافت وہ اپنے کو اور بنی ہاشم کو مستحق خلافت جانتا تھا۔ اور اس صورت مین بجا آوری احکام مین تامل تھا۔ اسکا تصفیہ صحیح طور پر نہایت دشوار ہے کہ اسپر فوج کشی کی حجت کیا قائم ہوئی تھی۔ مہاجر و انصار کی بیعت مقدم سمجھی جاتی تھی اور انہین کے اتفاق سے خلافت مستند اور مسلم ہوجاتی تھی مگر حضرت علیؑ نے بیعت نہین کی تھی بلکہ دعوے خلافت کیا تھا جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ بیعت کے واسطے آپ طلب ہوے تھے اور جو گفتگو ہوئی تھی وہ تاریخون مین درج ہے۔ مورخ کوفی لکھتا ہے کہ بغیر بیعت کے آپ چلے گئے تھے اور پھر یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ بعد وفات حضرت فاطمہؑ زہرا آپ نے بیعت کرلی تھی۔ اور حضرت عایشہ کی روایت سے بھی آپکی بیعت ثابت کی ہے پھر واللہ اعلم بالصواب لکھکر اس بحث کو چھوڑ دیا ہے۔ پھر ظاہر کیا ہی کہ رافضیون نے اسکے متعلق بہت کچھ لکھا ہے مگر وہ صحیح معلوم نہین ہوتا بجز اختراعات کے۔ خیر تاریخون کا یہ حصہ ایسا ہے کہ جہانتک واقعات ہین انسے ہرگز یہ نتیجہ پیدا نہین ہوسکتا کہ آپ سے بیعت کی ہو۔ امیر معاویہ کے ایک خط مین اس کشش اور کوشش کا تذکرہ ہے جو اس زمانہ مین ہوئی تھی مگر اسمین آپ کی جبریہ بیعت کا تذکرہ ہے اور یہی ثبوت ایسا ہو کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے بیعت نہین کی تھی یہ صرف خلافت کے طرفدارون کی حمایت کا نتیجہ ہے کہ آپ نے بیعت کرلی تھی اور آپ کے جواب

خط سے بھی تو صاف معلوم نہین ہو سکتا کہ آپ نے بیعت کی تھی بیعت کے
متعلق یہ ظاہر کرنا بھی ضرور ہے کہ جب شورہ سے خلافت قرار پائی تھی تو بیعت
لازمی تھی جیسا کہ اول اور سوم اور چوتھی خلافت مین بیعت کی ضرورت ہوئی تھی
مگر تیسری خلافت تو صرف خلیفہ اول کی وصیت سے منتقل ہو گئی تھی شورہ
ومشورہ کی ضرورت ہی کیا تھی اسی سے مسلمانون سے بیعت نہین لیگئی اور نہ
اُس خلافت کے متعلق تاریخون مین بیعت لینے کا ذکر ہے۔ المختصر تیسری خلافت
تک بیعت بلحاظ اسلامی طاقت صرف تسلیم خلافت کے متعلق رہگئی تھی نہ کہ امانت
کے متعلق مگر تیسری خلافت کے زمانہ مین بیعت کرنے مین وہ خصوصیت شترکا انا
اور متحد المقاصد کی باقی نہ رہی تھی جو رسالت کے زمانہ مین اور کسی قدر فرق
کے ساتھ خلافت اول کے دور مین تھی خلافت ثالث کے عہد مین اکثر صحابہ
نے بیعت نہ کی تھی اور جن صحابہ نے بیعت کر لی تھی وہ بھی معاہدہ خفی وجلی سے
متعلق تھا مگر اُسکی پابندی اُس زمانہ کی اُمت اور وقت کی خلافت پر تھی
ہر فریق اُس قرارداد کا ذمہ دار تھا مگر اُس خلافتی دور مین عمال بنی اُمیہ
خلاف ورزی کرتے تھے اور وقت کی خلافت اُنکی اصلاح نہ کر سکتی تھی۔
اسی واسطے حسب بیان مورخین وقت کی خلافت پر الزام قائم کیا گیا تھا
اس الزام کا نتیجہ تھا کہ بیعت جن معاہدات اسلامی کی غرض سے ہوتی تھی۔
جب واقعات زمانہ نے اُنکو ساقط کر دیا تو وہ بیعت بھی جاتی رہی تھی اور
ایک پر آشوب حالت مین خلافت بھی نہ رہی تھی۔ اس زمانہ مین بیعت کا
یہ رنگ تھا اور ملکی سیاست ایسی شریک ہو گئی تھی کہ اُس سے عربون کے

طبائع بدل گئے تھے۔ جسکا نتیجہ چوتھی خلافت مین یہ ہوا تھا کہ مہاجر و انصار اور دیگر
صحابہ نے اول اول بیعت کی تھی اور اس بیعت سے آپ کی خلافت اور امامت
مسلم ہوئی تھی مگر چوتھی خلافت کی نسبت بیان ہے کہ اول خلافت سے انکار کیا تھا
اور اس سے یہ مطلب تھا کہ جب تک کامل طور پر اعتبار اور اطمینان قبائل عرب
پیدا نہ کرین جس سے کہ آیندہ فتنہ و فساد ظاہر نہو خلافت کی تسلیم بے سود ہے
لیکن عربون نے خلافت و امامت آپکی تسلیم کی۔ اور آپکو خلیفہ کیا اور بیعت کی
مگر خود ہی یہ گرمجوشی ظاہر کی اور بنی اُمیہ کی سازش تحریک اور خود اپنے طبائع کے
لحاظ سے اُن قبائل سے اکثر اصحاب نے بیعت سے انکار کیا۔ خلیفہ وقت نے
اس معاہدہ کو شکست نہین کیا تھا بلکہ اکثر عربون نے خلاف ورزی کی تھی کیونکہ
چوتھی خلافت کا زمانہ جبریہ بیعت لینا چاہتا تھا اُسکا اعلی مقصد یہ تھا کہ جو اشخاص
بدل و جان اور بطیب خاطر بیعت کرینگے وہی قابل اطمینان ہین اس خلافت
کے مقابلہ مین عربون کا جو فریق تھا اُسکی رفتار بالکل حکومتی یعنی بادشاہی تھی
اور اُس فریق کی امیر شام سے بیعت اور عقاید حکومت سے متعلق تھی جب
اس خلافت کا دور ختم ہوا تو امیر شام کا دورہ بڑے جلال اور جبروت سے
شروع ہو گیا تھا۔ جناب امام حسن ع کی بیعت کا واقعہ تاریخون مین ایک ایسے
وقت سے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نہ اُس واقعہ کی دوسری تاریخی واقعات
تائید کرتے ہین اور نہ تردید ممکن اگر بیعت بھی ہوئی اور صلحنامہ بھی ہوا تو یہ بیعت
اس غرض سے تھی کہ معاویہ کی حکومت یعنی بادشاہت جو ایک معاہدہ سے متعلق
تھی آپ نے تسلیم کی تھی مگر جب اُسی زمانہ مین کہ صلحنامہ کی سیاہی بھی خشک

نہین ہوئی تھی اور ہنوز بیعت سے ہاتھ جدا کیا تھا کہ امیر شام کی نیت تبدیل ہو گئی۔ اور اُنکی جانب سے ایسے واقعات شروع ہوے کہ معاہدہ شکست ہو گیا تھا اور معاہدہ شکست ہونے ہی اُس تسلیم حکومت والی بیعت بھی جاتی رہی تھی۔ امیر معاویہ اور اُنکے مشیر عمرو عاص نے بیعت اور معاہدہ اسی غرض سے کیا تھا کہ عرب کے گروہون کو معلوم ہو جائے کہ حضرت امام حسنؑ نے امیر معاویہ کی خلافت تسلیم کر لی ہے اور اِس صورت مین اُنکو کامیابی ہوئی تھی۔ مگر جب ایک مرتبہ اُنکو یہ نمایان کامیابی ہو گئی تھی تو عہد کے خلاف کارروائی کرنے مین اُنکو کیا دریغ تھا حالانکہ نہ وہ بیعت لائق فخر تھی اور نہ معاہدہ قابل التفات امیر شام کے یہ تمام معاملات ملکی حکمت عملی سے ختم ہوتے تھے ذرا بھی سُنتی آئمہؑ انہین نہ تھی ترک خلافت بھی جبر یہ اثر سے تھی کیونکہ آپ نے برضا و رغبت خلع خلافت نہ کی تھی ہرچند کہ یہ اُمور پیش آئے تھے مگر جناب امام حسنؑ نے انبیاؑ علیہم السلام کی سُنت پر عمل فرمایا کہ آپ نے کسی عہد و پیمان کے خلاف نہین کیا تھا یہ واقعات تاریخون مین درج ہین اور اگر غور کیا جائے اور انصاف سے دیکھے جائین اور قرائن سے نتائج دریافت کیے جائین تو اگرچہ وہ زمانہ اور وہ لوگ نہین رہے مگر اُنکی باقیات مین یہ رہگیا کہ کون اور کس کا حق تھا اور کسکا نہین۔ اور کون خلافت حقہ کا سزاوار تھا اور کون نہین الغرض ایک زمانہ تھا کہ لفظ بیعت خلافتون کے زمانہ مین اصل اصول اور جزو اعظم تھا اسکے استعمال مین دینی تعلیم بھی شریک تھی دوسرا زمانہ آیا کہ عربون نے اور غیر ملک کے باشندون نے اسکو محض ملکی اعتراض سے استعمال کیا تھا گویا یہ لفظ بڑا اعزازی تھا پھر ایک ایسا

وقت آیا کہ ہر گروہ کا سر گروہ ہوا اور ہر طبقہ مین اسکا چرچا تھا غرضکہ بیعت کرنے نہ کرنے پر
باہم مسلمانون مین صلح و جنگ موقوف تھی از عہد بنی اُمیہ تا انتزاع خلافت آل عباس
جس طور سے طوائف الملوکی مین ہر گھر اور قریہ مین ہر شخص مدعی حکومت اور وزارت
ہو جاتا ہے اسی طرح ہر گروہ مین بیعت کا استعمال تھا گویا گھر گھر خلافت کا دعویٰ
تھا اور ہر گروہ کا سر گروہ بیعت لیتا تھا یہانتک ناجائز استعمال اس بیعت کا ہوا کہ
اُس سے تحقیر اور تذلیل ثابت ہوتی تھی مصری خلافت اسماعیل جو تشیع کی مدعی
تھی اُسنے بھی بیعت کو رواج دیا تھا اور یہ سکہ مصر مین بھی مدتون جاری رہا تھا جس
زمانہ مین کہ باقیماندہ اور براے نام خلافت بغداد کو تاتاریون نے تباہ کر دیا تھا اور
جبکہ اسلام تاتار مین پھیل گیا تو جو مسلمان بادشاہ دُنیا مین ہوے اُنھون نے اس
انتظامی بیعت کے رواج کو بھی موقوف کر دیا تھا اگرچہ اس قسم کی بیعت جاتی رہی تھی
مگر مذہبی بیعت کا عوام مین نشو و نما تھا۔ اس بیعت کو ملکی معاملات سے کچھ تعلق نہ تھا
مگر پیغمبر کی اُس بیعت سے تعلق تھا جو رسالت اور امامت کی تسلیم اور تعلیم کے واسطے
تھی اور اسی واسطے ہم اس بیعت کو مذہبی تعلیم سے متعلق کرتے ہین ہمکو تاریخ یہ
سمجھاتی ہے کہ پیغمبر عرب کی بیعت مین مذہبی حصہ شریک تھا مگر خلافتی بیعتون مین یہ
حصہ خلافت کے لباس مین تھا اور جبکہ سُنی و شیعہ کا امتیاز ہو گیا اور خلافت کا حق
مختلف ہو گیا تو صرف امامت حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسن مجتبیٰ کو حاصل تھی
اور خلافت یعنی بادشاہت اور محض حکومت سے مُراد تھی تاریخ کا یہ حصہ نہایت
تاریک ہی اور اس سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ پھر تجدید بیعت امامت یعنے
مذہبی تعلیم کے واسطے ہوئی تھی جبکہ ملکی اقتدار پیدا کرنے کی خواہشات عربون مین

ترقی پر تھین اور بعد واقعہ کربلا اور بعد ختم ہو جانے ظلمت ناک دور یزید عرب کا
ہر سرگروہ بیعت لیتا تھا یہ بیعت بھی ملکی تھی اور شیعہ اور سُنی دونون ایسی بیعت لینے
اور بیعت کرانے مین تامل نہین کرتے تھے محض مذہبی اور روحانی بیعت جس سے
قیام اسلام اور ترقی اور فروغ اسلام متصور تھا۔ خامس آل عبا کے زمانہ امامت
مین بھی یہ بیعت شاہانہ ملک گیری اور ملکداری اور دنیوی جاہ وحشم کی غرض سے
نہ تھی صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے تھی جو اُس مردود الوقت
یزید کے وقت مین اسلام کی ہر جانب تخریب ہو رہی تھی یزید منہیات کا پابند تھا
اور امر بالمعروف کا تارک۔ حضرت مسلمؑ نے جو بیعت کوفہ مین بموجب آپ کے ارشاد
کے لی تھی اُسکا مقصد بھی اسلام کے فروغ اور ترقی کا تھا نہ کہ حکومت حاصل کرنیکی
غرض سے اُس زمانہ مین خلقت کا یہ عالم تھا کہ وہ اُسی ناجائز اور خلاف شرع حکومت
کی پابند اور مطیع ہو رہی تھی۔ اِس سے یہ نتیجہ فرور نکلتا ہے کہ گو آپ اور آپ کے
صادق پیرو بجبر امامتی تعلیم کے ناجائز خلافتی اقتدار کو پسند نہین کرتے تھے۔ مگر جن
اشخاص نے کوفہ مین بیعت کی تھی اور ایک مجمع کثیر جنہنے کہ مکہ اور مدینہ مین آپ سے
خلوص ظاہر کیا تھا۔ اُس پر اطمینان نہین ہو سکتا کہ وہ دنیاوی جاہ وحشمت حاصل
کرنے کی غرض سے آپ کے ساتھ نہو گیا ہو۔ کیونکہ آپ کے فضائل اور مناقب
ایسے ہی تھے کہ عربون مین بہت سے اشخاص اُسی پردہ مین ملکی اقتدار حاصل
کرنا چاہتے تھے۔ یہ بیعت مشکوک اشخاص سے لی گئی تھی نہ کہ اپنے خاندانی اشخاص
اور معتمد شیعون سے تجدید بیعت کرائی گئی ہو جن لوگون نے کہ حضرت علیؑ سے
بیعت کی تھی اور جنکو امیر شام کے زمانہ مین شیعہ ہونے کا تخصیصی فخر وافتخار حاصل

ہوا تھا اُنمین سے جو باقی رہگئے تھے وہ یا اُنکی اولاد جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
کی امامت کو حق جانتے تھے تو نہ اُنسے بیعت کی خواہش لیگئی تھی اور نہ تاریخ کے
کسی مقام سے ثابت ہوسکتا ہو کہ اُنھون نے بیعت کی تھی۔ بیعت مشکوک اور
غیر قابل اعتبار اشخاص سے یا توثیق معاہدہ کے واسطے لیجاتی تھی اور یا بیعت
اُسوقت لیجاتی تھی جبکہ ایک امام کا گروہ دوسرے امام کی امامت کا پابند ہوتا تھا
اس اختلافی صورت مین جو شک پیدا ہوجاتا تھا اُس سے بیعت لینے کی ضرورت
ہوتی تھی۔ حضرت زید سے جن اشخاص نے بیعت کی تھی وہ امام وقت سے
پھر گئے تھے حضرت زید کو ضرور تھا کہ وہ اپنے اطمینان اور اعتبار کے واسطے اُنسے
بیعت لیتے چنانچہ اُنھون نے بیعت لی تھی اور ایک گروہ قائم ہوگیا تھا۔ مذہبی
بیعت کا فروغ ائمہ اطہار کے زمانہ بابرکت مین ہوا تھا مگر ان اشخاص سے بیعت
لیجاتی تھی جو غیر شیعہ تھے اور مصنوعی خلافتون سے سرتابی کرکے شیعہ ہوجاتے تھے
از عہد امامت حضرت امام حسین علیہ السلام تا ظہور امام مہدی علیہ السلام مذہب
شیعہ صرف تعلیم امامت کا محتاج تھا۔ اور جو لوگ ائمہ اطہار کے پیرو تھے۔ اُنمین
ہر چند کہ خواہش خلافت ہو مگر آئمہ اطہار کو ہرگز اُس مصنوعی خلافت کی خواہش
نہ تھی۔ مذہب شیعہ غیر معصوم کی بیعت جائز نہین رکھتا اُسکی بیعت یہی ہے
کہ وہ معصوم سے محبت وخلوص سچے دل سے کرتا رہے معصوم ہی کی تعلیم و
تلقین پر اُسکی رفتار ہے۔ یہانتک کہ معصوم کی خلاف ورزی کو وہ کفر سمجھتا ہی
شیعون مین عارف کامل اور درویش گذر چکے ہین مگر نہ اُنھون نے کسی سے
بیعت کی تھی اور نہ بیعت کرائی تھی صرف اُنکی بزرگی اور پاکیزگی اور اعلیٰ

روحانی طاقت اس امر کے واسطے کافی تھی کہ اُنکے لوگ معتقد ہو گئے تھے اور ان مین
صفویہ خاندان کے مورث اعلی انھین صفات سے موصوف تھے اور اجمیر مین بموجب
تحریر تاریخ فرشتہ میزران جنگ سوار شیعہ تھے اور اُنکے معتقدین بغیر بیعت کے انکو
عارف کامل جانتے تھے - اس اعتقاد اور بیعت کا مساوی اثر تھا دنیا مین واقعات
نے ثابت کر دکھایا ہے کہ بہت سے اشخاص اول اول بہ لباس درویشی ظاہر ہوے
اور جب اُنکے پاس معتقدین اور مریدین کا مجمع ہو گیا تو اُنھون نے فقر اور درویشی کو
چھوڑ دیا اور ملک گیری شروع کر دی خاندان صفویہ کا اعلی ممبر شیعون مین اول درویش
تھا اور درویشی کا خرقہ زیب تن تھا مگر جب جماعت کثیر ہو گئی اور شہنشاہ تیمور نے
ہزارہا قیدی ترک موسوم بہ قزلباش نذر کیے تو وہ خاندان تاج پوش و تخت نشین ہو گیا تھا اُنکے
دلون سے صوفیانہ جوش اور درویشانہ جذبات اور تعلیم بالکل کم ہو گئی تھی اور اُنکو ایران کی وسیع
حکومت پر ناز تھا ہندوستان مین ایک خاندان رئیس حیدرآباد کا ابتک حکمران ہی - یہ اول مغلیہ
حکومت کے زمانہ مین بہ لباس درویشی آیا تھا پھر اُسنے پولیٹیکل لباس اختیار کر لیا تھا اور شہنشاہ
اورنگ زیب کے وقت مین جو عروج ہوا وہ پولیٹکل تھا جس تعلیم اور تلقین کے سرمایہ سے یہ خاندان کہ ترقیات
سے آیا تھا وہ تعلیم بھول گیا تھا - یہانتک کہ اس زمانہ مین اُس کا نام و نشان درویشی کا
قائم ہے - باقی حکومت کے نشہ مین وہ خاندان کا خاندان سرشار تھا اور اب بھی ہے
طبقہ شیعہ تو معصوم کے بعد خلافت جائز نہین رکھتا اور نہ اسکے اعتقاد مین بیعت
تھی تقلید بمنزلہ بیعت یا قریب قریب اُسکے ہے اور مجتہد العصر مذہبی پیشوا اور واجب التعظیم
ہوتا ہے - اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مین خلافت اب تک ہے گو اُسکا مرتبہ
اُن خلفا کے برابر نہین سمجھا جاتا جو گذر گئے ہین اور عوام مین بیعت کا ایسا رواج اور

ترقی ہے کہ کبھی نہ تھی اس مذہب مین عالم باعمل کی بعیت لازمی سمجھی گئی تھی مگر بیعت
حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور بکثرت پیر پیدا ہو گئے ہین اور اُنکے مُریدون کی تعداد
اسقدر ہے کہ وہ شمار سے خارج ہے - درحقیقت ملکی فوائد شریعت اسلام کی
بدولت بنی اُمیہ اور بنی عباس نے حاصل کیے اور اس زمانہ مین جبکہ اسلامی حکومت
دنیا مین براے نام ہے تو اس بیعت کی بدولت اُن اشخاص کو بلے انتہا فوائد
دنیوی حاصل ہو رہے ہین جو عالم باعمل نہین ہین مگر مریدون کو بڑھا رہے ہین اور
راحت و آرام سے بسر کر رہے ہین -

جناب امام حسن علیہ السلام و امیر شام کی کامیابی و ناکامی کے وجوہ یہ امر

بھی لائق ذکر ہے کہ وہ کیا اسباب اور مواقع پیش آئے تھے کہ حضرت امام حسن
مجتبیٰ علیہ السلام نے ترک خلافت کی اور امیر معاویہ کو اس دوسرے دور مین بھی
کامیابی ہوئی -

اوّل - جو اقتدار امیر معاویہ کو اول دور مین حاصل ہو گیا تھا وہ اس دوسرے دور
مین اُنکے مقاصد کی تکمیل کے واسطے زیادہ تائید کرنے والا تھا - جو جاہ و جلال اور
دنیوی عظم و شان امیر شام کو حاصل تھا اور یہی ایک ایسا سبب تھا جو اس زمانہ کے
عربون اور شامیون کو اپنی جانب کھینچ لائے اور اپنی طرف کر لینے کے واسطے مقناطیسی
قوت کا اثر رکھتا تھا - بخلاف اسکے حضرت حسنؑ مجتبیٰ کے پاس بجز عقبیٰ کی تعلیم اور
ہدایت ایمانی کے سرمایہ کے اُسکا عشر عشیر بھی نہ تھا - امیر شام کی حمایت اور نصرت کے
واسطے اُنکے پاس خلائق کا کثیر مجمع ہو گیا تھا اور جو اشخاص آپ کے حامی تھے
اُنمین سے بہت ہی کم ایسے تھے کہ جنپر آپ کو اعتبار تھا لوگون نے آپ سے بیعت

کی تھی اور اِس بیعت کے ساتھ ایک معاہدہ تھا جسکا ذکر آپ نے اپنے خطبہ مین
کیا ہے کہ جس سے مین جنگ کرون تم جنگ کرو جس سے مین صلح کرون تم صلح کرو
تاہم اُن لوگون سے ایسے واقعات ظاہر ہوے کہ آپ کو اُنسے بالکل مایوسی ہو گئی
تھی یہ سبب ترک خلافت تھا جس سے ہم جبریہ ترک خلافت مراد لیتے ہین -

دوم - ایک جانب کید وحیلہ کی کارروائی جاری تھی اور دوسری جانب طاقت
امامت تھی جو اِس کے بالکل متضاد تھی۔ امیر شام نے جو جواب آپ کے خط کا لکھا
ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دومۃ الجندل کی ناجائز کارروائی تسلیم کرتے تھے
اور اُس حجت کو حق جانتے تھے - حالانکہ تاریخ اُسکے بالکل خلاف ہے اور آپ کی
نسبت امیر معاویہ کا یہ خیال تھا کہ آپ خلافت کے متحمل نہین ہو سکتے - غرضکہ بہانے
کرنے مین جو آزادیان ایک جانب تھین اُنکو وہ مقدس ہستی کبھی تسلیم نہین کر سکتی
جو درحقیقت امامت کی سزاوار تھی جب یہ فرق پیدا ہو چکا تھا جسکا یہ مطلب ہے
کہ جو امیر شام کا شیوہ تھا اُسپر آپ ہرگز عمل فرما نہین ہو سکتے تھے اور جو آپکو منصب
حاصل تھا - وہ اُس عہد کے عربون کے منافی طبیعت تھا پس اِس فرق نے ایک
فریق کو کامیاب کر دیا تھا اور آپ سے ترک خلافت کرا دی تھی -

سوم - ابن عباس نے جو خط آپ کو لکھا تھا اُسمین اُن مصلحتون کا تذکرہ کیا تھا
جنکے اختیار کرنے اور عمل مین لانے سے آپ کو امیر معاویہ پر غلبہ حاصل ہو سکتا تھا
اُس خط مین ظاہر کیا گیا تھا کہ عربون کو اپنی جانب کرنے مین اُنکے وظائف وغیرہ کی
ترقی ملحوظ رہے اور تالیف اور وہ مصلحت آمیز کام کیے جائین جنکو حضرت علی مرتضیٰ
نے ترک فرمایا تھا - ابن عباس کی صلاح یہ تھی کہ اُنکو آپ اختیار فرمائین - اس

صلاح و شورہ پر آپ نے باین وجہ عمل نہ فرمایا تھا کہ وہ مشورہ ملکی مصلحت و سیاسی
حالات کے لحاظ سے عمدہ تھا مگر امامتی تعلیم و ہدایت اور اسلام کے بالکل خلاف تھا
اور جبکہ حضرت علیؑ مرتضی نے اپنے تمام دور خلافت مین اُن اُمور پر عمل نفرمایا تھا
کیونکہ وہ شرع کے خلاف تھے تو اُنپر آپ کیونکر عمل فرما سکتے تھے اور معاویہ کا اُنپر
عمل تھا اور یہ بھی ایک بڑی وجہ تھی کہ وہ اول دور مین بھی بمقابلہ خلافت چہارم
کامیاب ہوے تھے اور اِس دوسرے دور مین بھی اُنکو کامیابی ہوئی۔
چہارم۔ آپ کامل الایمان تھے اور کمال درجہ کا اتقاء اور تقدس آپ کو حاصل
تھا اور جس فضل و شرف امامت سے آپ ممتاز تھے اُسی سے اُن اُمور پر
آپ ہرگز عمل نہین فرما سکتے تھے جنپر کہ امیر شام اپنی دنیوی حکومت حاصل
کرنے کے واسطے عمل کرتے تھے۔ ہر چند کہ آپ کو ان اسلاحی ہدایتون اور فضیلت
امامت سے ظاہری خلافت کو ترک کرنے کی ضرورت ہوئی مگر آپکی خلافت
حقہ اور امیر شام کی ناجائز حکومت اور جس طور سے کہ وہ حکومت حاصل کی اور
جن وجوہ سے کہ آپ نے ترک خلافت کیا وہ روشن امتیاز کے ساتھ ہمیشہ
کے واسطے دنیا مین قائم رہیگا۔
شہادت حضرت امام حسنؑ امیر معاویہ نے تحکم کے بعد جور شعار اختیار کی تھی
یسر بن ارطاہ نے یمن و حجاز مین اپنی سفاکی سے شیعیان علیؑ کو جنکا شمار ہزارون
مین ہو سکتا ہے۔ تہ تیغ کیا اسی طرح اور عمال بھی شیعون پر ظلم کرتے تھے۔ امیر معاویہ
کو ان ظلم و جفا کے واقعات سے مسرت ہوتی تھی وہ کسی قسم کی ممانعت نہ کرتے تھے
بلکہ اُنکے اشارے سے بیچارے شیعیان علیؑ ذبح کیے جاتے تھے۔ یہی شعار

حضرت امام حسنؑ کے صلحنامہ کے بعد ظاہر ہو رہا تھا۔ زیاد بن ابیہ نے بصرہ مین شیعون کے ہاتھ پائون قطع کر دیے اُنکی آنکھون کو نکلوا لیا تھا۔ اسطرح پر اُسنے نہایت بیدردی سے۔ بکثرت شیعہ قتل کیے تھے۔ مورّخ کوفی لکھتا ہی کہ یہ ظلم وجفا کے کارنامے امیر معاویہ کی تحریص وترغیب سے ہوتے تھے۔ زیاد بن ابیہ بڑا سفاک تھا اُسنے حجر بن عدی الکندی اور عمر بن الحمق کو جو خاص شیعہ اور مشہور اصحاب حضرت امیر المومنین علی مرتضی تھے اُنکو قتل کیا تھا یہ امیر معاویہ کی جانب سے اُس صلحنامہ کی گویا تکمیل تھی جو حضرت امام حسنؑ سے کیا گیا تھا جناب امام حسنؑ کی شہادت یزید کی تحریک سے نہین ہوئی ہی جیسا کہ امیر معاویہ پر الزام دفع کرنے کی غرض سے اُنکے ہوا خواہون نے بعض غیر معتبر تاریخون مین لکھا ہے کہ یزید اُس شہادت کا بھی محرک تھا مگر یہ معاویہ کی کارستانیون کے چھپانے کے واسطے لکھا گیا ہے اُس زمانہ مین معاویہ کا دور تھا اور یزید کوئی اختیار نہ رکھتا تھا اگر یہ کہا جاے کہ یزید کے واسطے امیر معاویہ نے ایسا کیا تھا تو حق بجانب ہے مورخ کوفی صاف صاف الفاظ مین ظاہر کرتا ہے کہ جب امیر معاویہ کا ارادہ ہوا کہ اپنے لڑکے یزید کو ولیعہد کرے وہ ولیعہد اُس صلحنامہ سے نہین ہوسکتا تھا جسمین ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ اپنی وفات کے وقت خلافت کو شورہ پر چھوڑدے اور یہ کام اُسوقت تک انجام پذیر نہو گا جب تک کہ حضرت امام حسنؑ موجود ہین پس معاویہ نے آپ کی شہادت کی فکر کی اُسنے مروان کو مدینہ مین بھیجا اور معرفت مروان جعدہ بنت اشعث بن قیس سے

جو آپ کی بیوی تھی یہ اقرار کیا کہ اگر زہر کے ذریعہ سے حضرت امام حسنؑ کو شہید کردے
تو پچاس ہزار درم دیلے جائینگے اور یزید سے تیرا عقد کردیا جائیگا وہ ان وعدوں پر
فریفتہ ہوگئی اور اُسنے زہر کی سرایت سے آپ کو شہید کیا معاویہ نے پچاس ہزار
درم دیدیے مگر یزید سے عقد نہ کیا یہ تمام ظلم وجبر کے واقعات جن سازش تدابیر
ہوے اور جس واسطے معاویہ نے یہ کام کیا تھا اُس سے ظاہر ہے کہ یزید کے واسطے
تھا نہ کہ یزید کا یہ فعل تھا ان واقعات سے ہمارے اُس بیان کی تصدیق ہوسکتی ہے
کہ ابن ملجم کا ارادہ اشعث کندی کو قبل مسجد کوفہ مین جانے کے معلوم ہوگیا تھا اور
حضرت علیؑ مرتضیٰ کی شہادت بھی معاویہ کی تحریک سے ہوئی تھی جسطرح سے یہ واقعہ
غلط ثابت ہوسکتا ہے کہ یزید کی ذات سے شہادت حضرت امام حسنؑ ہوئی تھی
اُسی طرز پر وہ واقعہ بھی صحیح معلوم نہین ہوسکتا کہ چند خارجی اِس ارادہ سے نکلے تھے
کہ معاویہ اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کو قتل کرین اِس بات کو ہمنے واقعاتی قرائن اور روایات
کے نتائج اور طرفین کے افعال اور اقوال اور اغراض اور مقاصد کے لحاظ سے
ثابت کیا ہے مورخین سابق واقعات کو لکھدیتے تھے مگر واقعات پر رائین قائم
کرنا اور واقعات کی مطابقت سے قرائن قائم کرنے سے اُنکو کچھ بھی تعلق نہ تھا
حیرت ہے کہ جب معاویہ کا ایسا زمانہ تھا اور یہ حالات تھے تو کیونکر ہمارے برادران
اہل سنت وجماعت اُنکو اور اُنکے زمانہ حکومت کو اچھا سمجھتے ہین اور کیونکر اور
کس حقیت سے اُنکی مذہبی فضیلت تسلیم کیجاتی ہے۔

باب پنجم

حالات حضرت امام حسین علیہ السلام

تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور تاریخ کا
یہ بھی اظہار ہے کہ آپ مدعی خلافت نہ تھے صرف خالص اسلام کی تعلیم مقصود تھی
اول حصہ کا ثبوت تو اس امر سے ہوتا ہے کہ آپ نے بعض الفاظ مین اشارہ فرمایا
ہے کہ خلافت کا مستحق مین ہون اور کہ اکابرین اور مشاہیر کوفہ کے متواتر اصرار اور
خواہش سے خاص کوفہ مین مکہ معظمہ سے حضرت مسلم کو روانہ کرنا کہ وہان پہونچکر
لوگون کے کردار وگفتار اور رفتار سے اطلاع دین اور بیعت لین مشاہیر کوفہ کے
خطوط اور حضرت مسلم کے جانے اور بیعت لینے سے تو بجز اسکے اور کچھ ثابت نہین
ہوسکتا کہ آپ کو حق خلافت کے حاصل کرنے مین ذرا بھی تامل نہ تھا بشرطیکہ مسلمؑ
اہل کوفہ کی سچی دینداری اور حقیقی جان نثاری سے اطمینان کر دیتے اور جو
الفاظ کہ مشاہیر کوفہ نے آپ کی طلب کے واسطے اپنے خطوط مین استعمال کیے تھے
اور مکہ مین آکر اپنی عقیدتمندی اور وفاداری کا اظہار کیا تھا ان الفاظ اور زبانی
گفتگو پر اطمینان نہوا تھا اسی واسطے حضرت مسلم کی سفارت منظور کی گئی تھی کہ
اہل کوفہ کے اقوال اور افعال مین مطابقت ہے یا نہین اس سے یہ نتیجہ پیدا
ہوتا ہے کہ اگر مسلم کوفہ کے لوگون کی جانب سے آپ کا اطمینان کر دیتے تو آپ
کوفہ مین ضرور تشریف لیجاتے اور خلافت کے واسطے جنگ کیجاتی —
مگر واقعات اور وسائل مہیا نہ تھے کہ یزید کا دوران حکومت ختم کیا جاتا آپ نے

مشاہدہ فرمایا تھا کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ کے سایہ مین کسقدر آدمیونکا مجمع تھا اور یہ بھی
دیکھا تھا کہ کثرت سے لوگون نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور آپ کے وفادار
شیعہ قتل ہو چکے تھے اور باقیماندہ حضرت امام حسنؑ کے مصالحہ کے بعد قتل کیے گئے
تھے اور ایک جم غفیر آپ کے سایہ سے علٰحدہ ہو گیا تھا خلاصہ یہ ہے کہ وقت پر
ناکامی کے زمانہ مین بہت ہی کم اشخاص نے ساتھ دیا تھا بہت سے شیعون کی
جماعتین بخوف یزید اور اُسکے باپ کے اپنے وطن کو چھوڑ کر اطراف وجوانب کے
ملکونمین بھاگ گئی تھین اور فارس اور ترکستان مین سکونت اختیار کی تھی یہ
حالتین ایسی گذر چکی تھین کہ اعتماد و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا اگر یہ تمام تائیدی
وسائل موجود ہوتے جنکے بہم پہونچانے مین کوفہ اور بصرہ اور مکہ مین کوشش ہوئی
تھی تو یزید کی خلاف شرع اور ناجائز حکومت کے نیست و نابود کرنے مین ضرور سعی
بلیغ کیجاتی درصورت نہ موجود ہونے ان تمام وسائل کے مدینہ مین جو صلاح و مشورہ
ابن عباس اور ابن عمر اور حضرت محمد حنفیہ سے ہوا تھا اُس سے کبھی نتیجہ نہین نکل سکتا
کہ مدینہ سے آپکی روانگی کوفہ کی جانب تھی اور اُس سے یہ غرض تھی کہ یزید پر حملہ
کیا جائے بلکہ جہانتک غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حق خلافت کا
خیال تھا مگر خلافتی اقتدار حاصل کرنے کے واسطے سعی و کوشش کرنے کا زمانہ نہ تھا
اور واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد حنفیہ کی رائے کو آپ نے تسلیم
فرمایا تھا اور مدینہ سے روانگی کوفہ کے واسطے نہ تھی بلکہ جب یزید کی بیعت نہ کی تھی
تو بطور ہجرت کے آپ کو منظور تھا کہ فارس یا ترکستان جہان یزید کا کامل اقتدار
اور دسترس نہو جاکر سکونت فرمائین اور تعلیم دینی اور عبادت الٰہی مین مشغول ہون

جو وصیت نامہ آپ نے محمدؐ حنفیہ کے نام لکھا ہے وہ اسطرح پر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وصیت ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے بھائی محمدؐ حنفیہ کو کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ گواہی دیتا ہون کہ خدا تعالےٰ ایک ہے اُسکا کوئی شریک نہین ہے اور اُسکے رسول و پیغمبر محمدؐ ہین اُنھون نے جو کچھ کہا سچ کہا بہشت و دوزخ حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اور اُسکے آنے مین کوئی شک نہین ہے خدا تعالی جملہ آدمیون کو قبر سے اُٹھائیگا مین حسینؑ ہون نہ اُس نظر سے کہ کہین ظلم و فساد کا اندیشہ ہے اور نہ حق سے پھرے ہوے کے اندیشہ سے باہر ہوتا ہون بلکہ واسطے اصلاح اور صلاح اُمت محمدؐ باہر ہوتا ہون اور چاہتا ہون کہ شرائط امر معروف و نہی منکر بجا لاؤن اور اِس باب مین حضرت محمد مصطفےٰؐ سے مین نے سُنا ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ عمر حسینؑ کا سرانجام قتل ہوگا ۔ فقط

مکہ معظمہ مین آپ اُس زمانہ تک قیام فرما رہے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت کا حال وہین آپ کو دریافت ہوا جب یہ غم آلود واقعہ معلوم ہوگیا تو آپ نے عراق کا عزم مصمم کیا اور حضرت مسلمؑ کی شہادت سے وہ مقصد پھر تازہ ہوگیا جو مدینہ مین تھا کہ خلافت کے لیے یزید پر حملہ کرنے کے واسطے وسائل مہیا نہ تھے اہل کوفہ کی بیوفائی اور بدعہدی تو اِس سے ظاہر ہوئی کہ حضرت مسلمؑ کا ساتھ کسی نے نہ دیا اور اہل مکہ سے بھی وفاداری کی اُمید نہ تھی اور یہ بھی آپ کو منظور نہ تھا کہ حرم مین خونریزی ہو لیس ہر چند کہ عبد اللہ ابن عباسؓ نے

لہ اعثم کوفی ۱۲

سمجھایا کہ مین یمن آپ تشریف لیجائین کہ وہان آپ کے ہواخواہ اور حامی کثرت سے ہین مگر آپ نے عراق کی جانب روانگی کا ارادہ پورا کرلیا اور آپ روانہ ہوگئے اثناء سفر مین جو حالات گذرے اور جو کچھ کربلا مین ہوا اُسکا بیان بخوف طوالت ہم درج کرنا مناسب نہین سمجھتے مگر ان اسباب پر بحث مقصود ہے جس سے کہ کربلا کا معرکہ پیش آیا تھا۔

(۱) کتاب ہذا کے کسی مقام پر ہم لکھ چکے ہین کہ جناب امام امر بالمعروف کے پابند اور نہیات کے تارک تھے اور آپ کا اعلیٰ اور اصل مقصد یہ تھا کہ اُس الہامی دین کی اشاعت اور حفاظت اور صیانت ہو جسکو کہ پیغمبر آخر الزمان نے تکالیف اور مصائب برداشت کرکے قائم فرمایا تھا اور اُس اسلام کی حفاظت اور اشاعت کے واسطے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امام حسن مجتبیٰ نے سخت سے سخت تکلیفون اور مصیبتون کو برداشت کیا تھا۔

(۲) یزید امر بالمعروف کا تارک اور منہیات کا مرتکب تھا وہ خود اور اُسکا ظلمت نا دور اسلام کے بالکل خلاف تھا اور یہ ایسی متضاد حالتین تھین جیسا کہ ظلمت و نور مین ہوا کرتی ہین جناب امام حسین علیہ السلام بلحاظ اُس اعلیٰ اور مقدس منصب امامت کے اُس خلاف شرع اسلام کے دور کو پسند نہ فرماتے تھے اور یزید کو اپنے زمانہ کی تیرہ و تار حالت پسند تھی غرضکہ نور ظلمت پر غلبہ چاہتا تھا اور ظلمت نور کو معدوم کرنے پر آمادہ تھی جناب امام حسینؑ نے زمانہ معاویہ مین یزید کی ولیعہدی کو تسلیم نہ فرمایا تھا کیونکہ خلافت مین ولیعہدی اسلام کے خلاف تھی اور جب یزید کا زمانہ آیا تو آپ اُس فاسق و فاجر اور اسلام کے معدوم کرنے والے اور اسلام کے

خلاف کرنے والے کی بیعت کیونکر کرسکتے تھے یزید اپنی ولیعہدی کے زمانہ سے
آپ سے خلاف تھا بعد اپنے باپ کے وہ آپ کے مذہبی مرتبہ اور دینی عظمت و
شان کو بالکل بھول گیا تھا حالانکہ معاویہ نے آپ کی نسبت وصیت کی تھی کہ جناب
امام حسین علیہ السلام سے تعرض نہ کرنا مگر وہ اس وصیت پر کب عمل کرنے والا تھا
اُسنے ایسی سختی کے ساتھ آپ سے بیعت طلب کی تھی کہ جب آپ نے انکار فرمایا
تو اُسکا نتیجہ معرکۂ کربلا تھا جس بیعت کا طالب یزید ہوا تھا وہ اُسکی مصنوعی خلافت کے
تسلیم کے متعلق تھی اسکے قبل یزید علیہ ما علیہ کی ولیعہدی کے تسلیم کرانے کے واسطے
خود معاویہ نے مدینہ منورہ مین جاکر اہل مدینہ سے کہا تھا اور رشوت اور اپنے دبدبۂ
حکومت کو ظاہر کرکے اہل مدینہ سے یزید کی ولیعہدی کو تسلیم کرایا تھا مگر اُس مقدس
نفس یعنی جناب امام حسینؑ نے اُس زمانے مین بھی انکار فرمایا تھا حسب بیان
مورخ کوفی معاویہ نے جب جناب امام حسینؑ اور عبداللہ زبیر اور عبدالرحمن ابن
ابی بکر کو دیکھا تو ترش ہوکر کہا کہ آپ سب کو مین حسد اور عداوت مین پورا سمجھتا ہون
امیرالمومنین حسینؑ نے فرمایا کہ خاموش ہو کہ ہم مستحق ان باتونکا اپنی کو نہین سمجھتے ہین
معاویہ نے کہا کہ آپ مستحق انھین باتون کے ہین بلکہ اس سے بڑھ کر اور اس سے
زیادہ غصہ کیا اور کہا کہ آپ سب کی خواہش اور تھی اور خدا نے کچھ اور کیا جو خدا نے
چاہا تھا وہی ہوا اور تمھاری خواہش پوری نہوئی پھر معاویہ نے بوجہ رنج اور ملال کے
ان ہرسہ اکابرین کی ملاقات سے انکار کیا اور جب ان بزرگان دین نے
ملاقات کی خواہش کی تو اُنکو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی بعد اسکے
وہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ مین چلے آئے بعد چندے معاویہ نے مکہ معظمہ مین

پہونچکر اسی قضیہ کو پیش کیا تھا اور عبد اللہ زبیر اور عبد اللہ عمر اور عبد الرحمن ابن
ابی بکر اور امیر المومنین حسینؑ کی تعریف و توصیف کی تھی اور جناب امام حسینؑ سے
کہا کہ آپ سیّد جوانان بہشت ہین اور ان چارون بزرگان دین کے واسطے
بیش بہا تحفہ و تحائف جنمین لباس مغرق بہ زر و جواہر بھی شامل تھا مہیا کیے
اور بھیجے امیر المومنین حسینؑ کے واسطے سب سے بڑھکر اشیا بیش قیمت مہیا
کی گئی تھین پس اورون نے تو ان تحفونکو قبول کر لیا مگر جناب امام حسینؑ نے
انکے قبول کرنے اور لینے سے صاف انکار کیا تھا معاویہ نے چند روز مکہ معظمہ
مین قیام کیا لیکن یزید اور اسکی بیعت کا ذکر نہ کیا پھر ایک دن معاویہ نے ایک شخص کو بھیجکر
جناب امام حسینؑ کو بلوایا جب آپ تشریف لائے تو نہایت تعظیم و تکریم سے
آپ کو بٹھایا اور اسنے بیعت کا تذکرہ اس پیرایہ مین کیا کہ مین آپ سے کچھ
عرض کرنا چاہتا ہون امید ہے کہ آپ رد نہ فرماوینگے اور جواب باصواب دیجیے
مینے ہر شہر کے مشائخ اور معارف کو لکھا تھا انسے یزید کے واسطے بیعت حاصل
کر لی ہے جب اہل مدینہ سے کہا تو ایک جماعت نے انکار کیا مگر مجھکو انکی غائب
کچھ توجہ نہو لی اگر مین یزید سے بہتر کسی اور شخص کو لائق خلافت سمجھتا تو اسکو
خلیفہ کرتا جناب امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے معاویہ خلافت کے واسطے کسی
ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہیے جو یزید سے لحاظ ذاتی پاکیزگی و باعتبار پدر و
مادر بہتر ہو معاویہ نے کہا کیا یہ اشارہ آپ اپنی نسبت فرماتے ہین امام حسینؑ نے
کہا کہ اگر اپنے واسطے مین اس امر کی خواہش کرون تو بجا ہے معاویہ نے کہا اسمین
شبہہ نہین کہ آپ کی مان بہتر یزید کی مان سے ہین اور آپ کے باپ کو جو فضیلت

قربت و قرابت کی حضرت محمد مصطفیٰ سے تھی وہ کسی کو حاصل نہین تھی مگر خلافت
کے واسطے یزید آپ سے بہتر ہے امیر المومنین حسینؑ نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے
یزید میرے جد کی اُمت کے واسطے مجھسے بہتر نہین ہے یزید جو خمار و فاسق و
فاجر ہے اُسکو مجھسے بہتر کہتے ہو معاویہ نے کہا کہ آپ خاموش رہین اور یزید کو
آپ ایسا نہ فرمائین کیونکہ یزید کے روبرو جب کبھی آپ کا ذکر آجاتا ہے تو وہ آپکی
تعریف کرتا ہے جناب امام حسینؑ نے فرمایا اُسکو مین جانتا ہون اور وہ مجھسے
واقف ہے آخر اس حق کو مین کیون چھپاؤن معاویہ نے کہا کہ اباعبداللہ آپ
تشریف لیجائین مگر اہل شام سے اطمینان نہ رکھیے گا جب حضرت امام حسینؑ
تشریف لیگئے تو معاویہ نے اورون کو باری باری طلب کیا اور اُنسے بھی بیعت
کے واسطے کہا لیکن اُنھون نے بھی انکار کیا معاویہ نے اس زمانہ مین یزید کے
واسطے کوششین کین روپیہ کا لالچ دیا اپنا جبروت دکھایا مگر اُس پاک اور مقدس
نفس نے ہرگز قبول نفرمایا معاویہ نے ایک خفیہ جلسہ منعقد کیا جسمین جناب
امام حسینؑ بھی طلب ہوے معاویہ نے بار دیگر بیعت طلب کی لیکن آپ نے
اور ان ہر سہ بزرگان عرب نے پھر انکار کیا اُسوقت اہل شام نے تلوارون کو
نیامون سے کھینچ کر کہا اگر بیعت نہ کروگے فوراً سر قلم کیے جائینگے تاہم کسی نے
بیعت قبول نہ کی جو لوگ اس جلسہ مین شریک نہ تھے وہ سمجھ گئے کہ آج بیعت
ہوگئی جسوقت آپ باہر تشریف لائے لوگون نے مفہوم ذہنی اپنا ظاہر کیا اور
حضرت نے فرمایا کہ مین نے بیعت نہ خفیہ قبول کی نہ علانیہ۔

ان واقعات تاریخی سے قطعی طور پر یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب امام حسینؑ کو یزید سے

کمال درجہ کا تنفر تھا آپ یزید کی خلافت وحکومت ہی کو تسلیم نہ فرماتے تھے بلکہ اُس
ناپاک اور ملعون کو دشمن خدا اور رسولؐ واہل بیت طاہرین سمجھتے تھے یزید کا عہد
حکومت جابرانہ وظالمانہ کارروائیون سے سراسر مملو تھا اُسنے ناجائز دنیا اور ملک
اور دولت کی محبت مین شاہانہ طمطراق کے واسطے شریعت محمدیؐ صلعم کو ان
لاوبالی اور بیہودہ افعال پر تصدق کر رکھا تھا یزید برائے نام مصلحتاً مسلمان تھا اور
یہ مصلحت اُسنے اسواسطے اختیار کر رکھی تھی کہ اگر خدا کی وحدانیت سے وہ علانیہ
انکار کرجاتا اور رسول پاک کی رسالت سے تو اُسکو اپنی حکومت اور شاہانہ دبدبہ
کے جاتے رہنے کا خوف تھا اور جس پردہ کی آڑ مین یزید اور اُسکے تسلیم کرنے والے
اہل شام خاندان رسالت سے انتقام لینا چاہتے تھے وہ باقی نہ رہتا وہ خود زانی
تھا اور زناکارون کی حمایت کرنے والا تھا خود شراب خوار تھا اور شراب خوارنکو
ممانعت نہین کرتا تھا اُسکا دربار بالکل جور وظلم کا دربار تھا اور اُسکے عمال اور بنی امیہ
اور اہل شام کا ناجائز اقتدار ایسا حاوی تھا کہ اسلام قریب زوال پہونچگیا تھا
ارکان شریعت مکارانہ تھے اور ظاہر مذہبی پابندی جو کسی قدر باقی تھی وہ ملکی ترقی
کے واسطے تھی اسلام کے واسطے اُس دور مین بجز اسکے اور کچھ باقی نہ تھا کہ وہ فنا کے
درجہ پر پہونچتا اس ظلمت کو وہ پاک اور مقدس ہادی مطلق اور امام برحق کب اور کیونکر
پسند کرسکتا تھا اُسکا نفس نہایت متبرک اور مطہر اور پاکیزہ تھا اور قلب مخزن اسرار
یزدان اور مطلع انوار ربانی تھا وہ اُس خلافت کو ہرگز پسند نہ کرتا تھا جو محض ناجائز دنیا
کے واسطے تھی اور مسلمانون کے فریب دینے کو ایک حیلہ شرعی قرار پاگئی تھی وہ
اُس خلافت کا طالب اور مستحق تھا جس سے اسلامی تعلیم اور ترقی اور رونق متصور تھی

اور وہ اس مصنوعی خلافت کی تمنا نہین رکھتا تھا جس سے خاندانی اور ذاتی عظمت
اور محض ملکی شوکت اور شاہانہ کروفر مقصود تھی اُسکے پاس بجز دولت دین کی دولت
دنیا مطلق نہ تھی لیکن کبھی دولت دنیا کی طمع اور خواہش اُسنے نہ کی اور معاویہ نے
جو کچھ اس غایت سے دینا چاہا تھا کہ آپ یزید کی ولیعہدی تسلیم فرمائین لیکن
آپ نے اُس سے اکراہ ہین ظاہر فرمایا تھا اور اثنا سفر کربلا مین جبکہ ایک سردار
عرب سے آپ نے نصرت طلب فرمائی اور اُسنے انکار کیا اور ایک تلوار اور
ایک گھوڑی نذر کی تو آپ نے اُس سے بھی انکار فرمایا تھا اُسکو ملک داری اور
ملک گیری کی خواہش نہ تھی لیکن یہ خواہش ضرور تھی کہ اسلام اور سُنت رسُول قائم
رہے غرضکہ وہ رکن اعظم اسلام اور خدا کی زمین پر حجت خدا تھا جب وہ امام دین
اور رکن رکین اسلام کہ اُن جملہ صفات عالیہ سے موصوف تھا اور کہ اُسنے اسلام
کے قیام کے واسطے اور حفاظت اور ترقی اور رونق کے واسطے یزید پلید کے نجس
ہاتھ مین اپنا دست حق پرست نہ دیا تو کیا اُسکا صلہ یہی تھا جو اُس مردود الوقت یزید کی
جانب سے ظاہر ہوا کربلا مین دو شہزادون نے جنگ نہ کی تھی بلکہ ظلمت و نور
کا مقابلہ تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ یزید نے خلاف اسلام اپنی قساوت قلبی اور شقاوت
موروثی سے محض اپنی ذاتی اغراض کے لیے اور اُس عداوت کی وجہ سے جو
اُسکو اسلام اور بانی اسلام اور اہل بیت نبوت اور رسالت سے تھی اُس
پاک اور مجسم نورانی ہستی کو مٹا دیا جسنے راہ خدا مین اسلام کے واسطے نہ کبھی شاہانہ
حکومت کی خواہش کی تھی اور نہ اسلام کے مقابلہ مین مال و دولت کی کچھ ہستی
سمجھا تھا تاریخ عالم مین کربلا سے بڑھ کر کوئی واقعہ نہین گذرا حکومت کے واسطے

خونریزیان ہوائی ہین مگر دین کے واسطے یہ کسی نبی اور رسول نے بھی نہین کیا جو حسینؑ نے کر دکھایا انبیاؑ کے تاریخی حالات موجود ہین مگر اُنسے بخبر لسکے کہ بعض انبیا پر جو ظلم اور جبر ہوا وہ اُنھین کی ذات پر محدود تھا اور کچھ نہین پایا جاتا یہ جناب امام حسینؑ ہی کے حصہ مین تھا کہ آپ کے روبرو آپ کے عیال واطفال تشنہ وگرسنہ شل گوسفندان قربانی ذبح کیے گئے لیکن آپ نے بجز کلمات صبر وشکر کچھ نفرمایا یہانتک کہ اپنا سر اقدس بھی راہ خدا مین فدا کیا بعد اُسکے جو جو سختیان اور ظلم اور ستم کربلا سے دمشق تک قیدیون پر ہوتے وہ بھی ایک نہایت دردانگیز افسانہ ہے اُس زمانہ مین کسی کی مجال نہ تھی کہ یزید کے جبر وظلم اور جناب امام حسینؑ کے مناقب وفضائل بیان کرتا لیکن جب اسیران کربلا دربار یزید علیہ ما علیہ مین داخل ہوے تو اُنھون نے اُس شاہانہ دربار کے کروفر کی کچھ بھی حقیقت نہ سمجھی اور یزید کے روبرو یزید کو ناسزا کہا اور جناب امام حسینؑ کے فضائل ومدائح اور مناقب نہایت شد ومد سے بیان کیے مطلق خوف وہراس اُنپر غالب نہوا یہ راستی اور حق گوئی اُنھین برگزیدگان حق کے حصہ مین تھی اور اُنھین پر ختم بھی ہو گئی جس بیعت کے قضیہ کو یزید نے پیش کیا تھا وہ اسلام کی زینت اور رونق کے واسطے نہ تھا بلکہ اُسکے معدوم کرنے کے واسطے تھا اگر جناب امام حسینؑ یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید کے خلاف شرع طریقے رواج پاجاتے اور شراب خواری کو ترقی ہو جاتی اور جو رفتار یزید نے اختیار کر رکھی تھی تمام عالم مین اُسکی تقلید علانیہ کیجاتی یہ جناب امام حسینؑ ہی کی شہادت اور بیعت نہ کرنے کا نتیجہ تھا کہ اسلام قائم رہا اور آج تک اُسکی رونق ہے ورنہ اُس ابتدائی حالت مین اگر آپ بیعت کر لیتے تو یزید جس کفر مین مبتلا ہو گیا تھا

گویا اُسکے شعار کی تصدیق ہوجاتی اور پھر کسی کو اُسکے طریقون کے تسلیم کرلینے مین انکار نہین ہوسکتا تھا آپ کے انکار بیعت اور شہادت سے عربونکو حق و باطل کا فرق معلوم ہوگیا تھا اور اسی سے اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم کے مقولہ کا اثر جاتا رہا تھا معرکہ کربلا اسلام کی صداقت اور حقیت کا عملی ثبوت ہی اور اس معرکہ سے دنیا و دین دونکی تعلیم نکلتی ہے شجاعت اور وفاداری اور جان نثاری اور حیا اور صبر اور استقلال کا خاتمہ اُسی معرکہ سے ہوگیا اور جن معجزات کا فوری ظہور اُس معرکہ مین ہوا اور جس بہادری اور دلیری سے بچون اور جوانون نے کثیر التعداد یزیدی سپاہون سے جنگ کی وہ بجاے خویش ایک روشن معجزہ تھا کربلا مین جو کچھ گذرا وہ محض اسلام کے واسطے تھا کہ اُس سے بجز خوشنودی خدا اور رسُول اور کچھ مطلب نہ تھا لیکن تعجب ہے کہ مسلمانونکا خصوصاً شیعونکا فلسفہ خون پاک جناب امام حسینؑ کو اپنے گناہونکا کفارہ نہین جانتا حالانکہ عیسائی مذاہب کی ہدایت ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خون اپنی اُمت کے گناہونکا کفارہ ہوگیا تھا یہی مقام ایسا ہی کہ دین اسلام و دین عیسوی کے مسائل کی قوت و ضعف مین امتیاز ہوسکتا ہے۔

سرجان میلکم صاحب اگر مثل ہمارے یزید کی مصنوعی خلافت اور جناب امام حسینؑ کی امامت مین امتیاز کرتے اور اُس ظلمت و نور کی متضاد حالت سے واقف ہوتے تو ہرگز اُنسے ایسی غلطی نہوتی کہ جناب امام حسینؑ نے ملک گیری کی طمع سے پیشقدمی کی تھی ہم ناظرین کتاب ہذا سے اُمید کرتے ہین کہ جب وہ ہماری تحریر کو ملاحظہ کرینگے تو میلکم صاحب کی وہ غلطی اُنپر صاف طور سے ظاہر ہوجائیگی جو اُنھون نے تاریخ ایران مین کی ہے امام حسینؑ کا ظہور ملک گیری کے واسطے تھا برخلاف اِسکے

میجر کا کبرن صاحب نے تاریخ چین مین جس طرز پر معرکہ کربلا کا تذکرہ کیا ہے اور جناب امام حسینؑ کے مرتبہ اور علو شان کو بیان کیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو اُنکا مذہب اسلام کے خلاف تھا مگر اُنھون نے جناب امام حسینؑ کی تعریف کی ہے اور آپ کی شجاعت اور صبر اور تسلیم و رضا کی داد دی ہے -



باب ششم
شیعون پر ظلم و تعدی



بعد تحکیم معاویہ کی جانب سے شیعون پر بڑے بڑے ظلم کیے گئے یہ ظلم مذہبی تعصب اور خصومت کے لحاظ سے نہ تھے بلکہ ملکی خیالات کا متعصب نتیجہ تھا اور غرض معاویہ کی ان مظالم سے یہ تھی کہ شیعون کی جماعتون کو اس لائق نہ رکھے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰؑ کے سایہ مین ہو کر پھر معاویہ سے جنگ کرین جو ظلم کہ معاویہ نے آپ کے شیعون پر کیا تھا وہ ظلم آپ نے کبھی معاویہ کے لوگون پر نہین کیا بلکہ رحم دلی ظاہر فرماتے رہے اور ابتداے جنگ صفین مین ایک نہر جب معاویہ کے قبضہ مین تھی تو حضرت علی مرتضیٰؑ کے لشکر کے واسطے معاویہ نے پانی بند کر دیا تھا مگر جب آپ کے شیعون نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا تو آپ نے معاویہ کے لشکر کا پانی بند نہین کیا بلکہ اجازت دیدی تھی کہ مخالفین بھی پانی لیجائین جب آپ کے ترحم کا یہ حال تھا تو آپ نے خلاف شرع کبھی ظلم نہین کیا اُسی زمانۂ معاویہ سے شیعون پر ظلم کا آغاز ہوا ہے معاویہ نے احکام جاری کیے تھے کہ جس شہر اور جس مقام پر شیعہ ملین قتل کیے جائین جب معاویہ نے بسر ابن ارطاط کو جو شام کا ایک فرعون تھا مقرر کیا اور

یہ لشکر اہل یمن کی درخواست پر تھا تو اُس سے یہ کہا تھا کہ شیعیان علیؑ سے سختی کے
ساتھ برتاؤ کرنا اور اُنکے قتل کرنے اور لوٹ لینے مین کوتاہی نہ کرنا بُسر کے ہمراہ چار
ہزار سوار تھے اول وہ مدینہ مین آیا حضرت ایوب انصاری حضرت علیؑ مرتضےٰ
کی جانب سے عامل مدینہ تھے اُسکی آمد آمد سنکر مدینہ سے نکل گئے بُسر نے مدینہ مین
پہونچکر اہل مدینہ سے سخت برتاؤ کیا اور اُنسے جبراً و قہراً معاویہ کی بیعت لی پھر جابر بن
عبد اللہ انصاری کو طلب کیا اُنھون نے قبول نہ کیا جابر ایک مرد بزرگ سن رسیدہ
تھے بُسر نے ارادہ کیا کہ اُنکو قتل کرے حضرت اُمّ سلمہ زوجہ جناب رسول مقبول نے
اُنکی سفارش کی بُسر نے کہا کہ مین اُنکو امان نہ دونگا تاوقتیکہ وہ بیعت نہ کرینگے آخرکار
جابر نے بضرورت اور بمجبوری بیعت کرلی بُسر نے چند روز مدینہ مین قیام کیا اور مدینہ
مین ابوہریرہ کو نائب مقرر کیا پھر مکہ مین گیا مکہ مین ابن عباس عامل حضرت امیرالمومنین
علیؑ کیجانب سے تھے جب اُنھون نے سُنا کہ بُسر آتا ہے تو وہ مکہ سے باہر چلے گئے
مکہ مین اُسنے اہل مکہ کو سخت و درشت کہا اور جب بُسر میمون سے گذرتا تھا تو اُسنے
دیکھا کہ خلقت بھاگی ہوئی چلی جاتی ہے اُسنے دو خوبصورت لڑکون کو دیکھا کہ وہ
تیزی کے ساتھ بھاگ رہے ہین حکم دیا کہ اُنکو پکڑ کر میرے پاس لاؤ وہ گرفتار ہو کر آئے
بُسر نے اُنسے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور نام تمھارا کیا ہے ایک نے کہا کہ نام قثم ہے
اور میرے بھائی کا نام عبدالرحمٰن اور ہم دونون عبداللہ ابن عباس کے لڑکے ہین
بُسر نے کہا کہ واللہ مین اپنے مطلوب کو پا گیا اور اُنکے قتل کرنے سے خدا کا مقرب
ہونگا اُس ملعون نے دونون کو قتل کیا اہل مکہ نے جبراً بیعت کی اور چونکہ بُسر
جناب علی مرتضیٰ کو بُرا کہتا تھا اس وجہ سے اہل مکہ نہایت نفرت کرتے تھے

جب مکہ سے طائف مین آیا تو طائف والون نے معاویہ کی بیعت کرلی ایک مقام
تبالہ طائف کے قرب وجوار مین تھا وہان شیعیان و دوستداران علیؑ کی سکونت
تھی اُس مقام پر چند سپاہی روانہ کیے انھون نے اُن شیعونکو تکلیف اور اذیت
پہونچا کر قتل کیا اور یہ قتل اس وجہ سے تھا کہ وہ علی مرتضیٰ کی دوستی اور محبت کا دم
بھرتے تھے بسر نجران مین گیا نجران مین ایک مرد بزرگ عبد المدان رہتے تھے
وہ حضرت محمد مصطفےٰ کے صحابی تھے قبل اسلام کے اُنکو عبد المدان کے نام سے
موسوم کیا جاتا تھا بعد اسلام کے آنحضرت نے اُنکا نام عبد اللہ رکھا تھا وہ شیعیان
علی مرتضیٰ مین تھے بسر نے اُنکو اور اُنکے لڑکے کو گرفتار کرکے قتل کیا اور حکم دیا
کہ کوئی شخص گریہ وزاری نہ کرے اُسنے اہل نجران کو خوف دلایا کہ اگر حضرت
علیؑ کی اطاعت کروگے تو مین سبکو قتل کرونگا بسر نجران سے ہمدان کو گیا وہان بنی
ارحب کے قبیلہ مین ایک گروہ تھا جو مذہب شیعہ رکھتا تھا اُنکو طلب کیا اور قتل
کیا پھر مقام خشنان مین گیا اور وہان بکثرت شیعیان علیؑ تھے اُنکی نسبت قتل کا
حکم دیا صنعا مین تو جسقدر شیعہ تھے سبکو قتل کر ڈالا اعثم کوفی مین لکھا ہی کہ وہان
کسی شیعہ کا نشان باقی نہ رہا جب حضرموت مین پہونچا اور ہر شخص کے حالات
دریافت کیے تو اُس مقام مین کوئی ایسا نہ تھا جسکا تعلق حضرت امیرالمومنین علیؑ
سے نہ تھا بسر کے حکم سے وہ کل شیعہ قتل ہوے ایک شہزادہ حضرموت کا تھا اُسکا
نام عبد اللہ بن ثوابہ تھا وہ بسر کے خوف سے ایک قلعہ مین جاکر پناہ گزین ہوا تھا
بسر نے اُس سے قسم کھائی اور عہد کیا کہ اگر میرے پاس آکر حاضر ہوگا تو مین اُسکو
قتل نہ کرونگا چند مرتبہ اُسنے عہد کیا آخر شہزادہ اُسکی باتون پر فریفتہ ہوگیا اور قلعہ سے

باہر نکل آیا بسر نے فوراً اُسکے قتل کا حکم دیا اُسنے کہا کہ مین نے کیا گناہ کیا ہے کہ
مین قتل کیا جاتا ہون بسر نے کہا کہ تمہارا گناہ یہ ہے کہ تم علیؑ ابن ابیطالب کے
شیعہ ہو اور علیؑ کو معاویہ پر ترجیح دیتے ہو اور بیعت نہین کرتے شہزادہ نے جب
دیکھا کہ اب اِس سفاک اور جابر کے ہاتھون جانبری محال ہے تو ایک امر کی
درخواست کی کہ اگر اجازت ہو دو رکعت نماز ادا کرلون بسر نے کہا اچھا ہنوز وہ
نماز سے فارغ نہوا تھا کہ بسر کے حکم سے اُسکے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے گئے
اِس سے پیشتر بلاد خبر اور عراق مین معاویہ نے مہم بھیجی اور شیعون پر ظلم و جبر کیا گیا
اُنکے مکان لوٹ لیے گئے اور وہ قتل کیے گئے از عہد خلافت حضرت امیر المومنین
علی مرتضیٰ تا شہادت حضرت امام حسنؑ معاویہ کے زمانۂ اقتدار مین صدہا بلکہ ہزارہا
شیعہ تہ تیغ ہوے اور مشاہیر شیعہ اور اصحاب حضرت امیر المومنینؑ علی کو نہایت
اذیت اور تکلیف سے قتل کیا زیاد بن ابیہ معاویہ کی جانب سے بصرہ کا حاکم
تھا وہ شیعیان علی کا دشمن تھا ظاہر مین وہ شیعون کا تتبع کرتا تھا اور اِس پردہ مین
جب اُسکو شیعون کا حال معلوم ہو جاتا تھا فوراً قتل کرا دیتا تھا شیعون کے
ہاتھ پاؤن قطع کرا دیتا تھا اور آنکھین نکلوا لیتا تھا اِس اذیت اور تکلیف سے
اُسنے ہزارہا شیعہ قتل کرائے تھے منجملہ اُن مظلومین مقتولین کے ایک حجر بن
عدی اور عمر بن الحمق مشہور اصحاب حضرت امیر المومنین علیؑ کے تھے اُنکو قتل
کیا مالک اُشتر کو معاویہ نے اثناء سفر مصر کے زہر سے شہید کرایا اور محمدؐ ابن
ابی بکر کو مصر مین آگ مین ڈالدیا تھا اور جلادیا تھا حجر بن عدی صحابی رسول اور
خاص رفیق حضرت علیؑ کے تھے زیاد ایک روز خطبہ پڑھتا تھا حجر نے کہا کہ نماز پڑھو اور

زیاد خطبہ پڑھتا رہا حجر بن عدی نے سنگریزہ پھینکا زیاد نے اس حال سے معاویہ کو آگاہ
کیا معاویہ نے لکھا کہ حجر کو میرے پاس بھیجدو پس جب زیاد سے ملاقات ہوئی تو حجر نے
فرمایا کہ اے زیاد تو امیر المومنین ہے یا مین زیاد نے یہ سنتے ہی انکی نسبت قتل کا
حکم دیا حجر نے فرمایا کہ مجکو طوق اور زنجیر آہنی سے نہ باندھو اور نہ میرا خون کرو مین
معاویہ سے ملاقات کرکے اپنا دعوی پیش کرونگا مگر انکی سماعت نہوئی اور انکو نہایت
تکلیف سے قتل کیا حجر خاص شیعہ حضرت علی مرتضیٰؑ تھے انکے دو بیٹے تھے
ایک کا نام عبد اللہ اور دوسرے کا نام عبد الرحمن تھا یہ دونون شیعہ اور محب
اہلبیت رسالت تھے اور مختار ثقفی کے ہمراہ قتل ہوئے تھے جب مقتول حجر کی
خبر حضرت امام حسنؑ نے سنی تو آپ نے دعا کی اور اس دعا کے اثر سے زیاد کے
سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی مین ورم ہوگیا اسکا علاج ہوتا رہا مگر اثر پذیر نہوا اور ورم
بڑھتا رہا آخرکار وہ ملعون مرگیا یہ واقعہ ۵۱ھ ہجری مین ہوا تھا معاویہ نے ایک
فرمان کے ذریعہ سے حکام اور عمال اور نوابون کو اطلاع دی تھی اور یہ فرمان بعد
خلع خلافت حضرت امام حسنؑ صادر ہوا تھا کہ شیعون کے مقابلہ مین جو فضائل اور
مناقب حضرت علی کے بیان کیا کرتے ہین تم لوگ تبرا کرادو پس خطیبون نے حضرت
علیؑ کو مستحق تبرا قرار دے لیا تھا اور منبرون پر تبرا کہا جاتا تھا اس زمانہ مین شیعونکا
حال نہایت ہی پریشان تھا خصوصاً کوفہ کے شیعون پر جو ظلم وجبر کیا گیا اسکے دیکھنے
سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین - زیاد بن سمیہ ایک شیعہ تھے اور رفیق
حضرت علی مرتضیٰ کے تھے انکی چھاتی پر ایک بھاری اور وزنی پتھر رکھدیا گیا اور انکی اذیت
اور ایذا رسانی پر اکتفا نہ کیا گیا بلکہ بقید حیات انکے دست وپا قطع کیے گئے اور انکو

درخت پر لٹکا دیا تھا یہ شدائد اور مظالم کوفہ مین یہانتک کیے گئے کہ اسوقت
کوفہ مین کوئی شیعہ اور محب علی مشہور باقی نہ رہا تھا پھر معاویہ نے ایک دوسرا
فرمان جاری کیا اور عمال کو تاکیداً لکھا کہ شیعیان علی اور اہلبیت علیؑ جو کہ محکمون
مین بجالت ملازمت کام کرتے ہون وہ بکقلم موقوف کیے جائین اور عطیات اور
انعام سے بالکل محروم کر دیے جائین اور اسی پر قناعت نہو بلکہ اُنکو قتل کر دیا جائے
شیعون کے واسطے یہ زمانہ عراق اور کوفہ اور دیگر مقامات مین سخت تھا اُنکے
گھر ویران اور بے چراغ کر دیے گئے تھے اور اُس عہد مین شیعون کی قلیل اور
پراگندہ جماعتون کی یہ کیفیت تھی کہ ایک شیعہ دوسرے شیعہ کے گھر جب جاتا تھا
تو مخفی ملاقات کرتا تھا اور بڑی احتیاط سے ارادہ جانیکا کرتا تھا اور شیعہ اپنے
غلام اور کنیز سے بھی خوف اور اندیشہ کرتے تھے کہ مبادا اُنکا تشیع ظاہر ہو جائے
اور وہ بلا مین مبتلا ہو جائین لونڈی اور غلامون سے شیعہ حلف لیتے تھے کہ اُنکے
شیعہ ہونے کا حال ظاہر نہ کرین۔

معاویہ کے عہد مین قریب ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ شیعہ قتل کیے گئے
حسب بیان اعثم کوفی تیس ہزار شیعون کا قتل بسر بن ارطاط کے ہاتھون ہوا
تھا اور اسکے بعد معاویہ کی فرامین برابر جاری رہے اور دیگر شہروان مین شیعون کا
قتل ہوا کیا پس جو تخمینہ مقتولین شیعہ کا کیا گیا وہ مطابق واقعات تاریخی ہے۔
اس ظلم و تعدی کے نتیجہ سے شیعون کا مذہبی اور ملکی ادعا مخفی رہتا تھا اُنکی جماعت
قلیل بلحاظ مصلحت ملکی یا بخیال عقیدہ مذہبی یعنے تقیہ کی زندگی بسر کرتے تھے
اکثر جماعتون کا یہ حال ہوا تھا کہ جب وہ بے خانمان ہو گئی تھین تو ایران اور

خراسان اور ترکستان اور دیگر مقامات مین بھاگ کر چلی گئی تھین یزید کے زمانہ تک
یہی کیفیت تھی جب جناب امام حسین علیہ السلام کا قضیہ بیعت پیش آیا اور آپ مدینہ سے
مکہ معظمہ تشریف لیگئے تو ایک جم غفیر جو آپ کے ساتھ ہولیا تھا اُسنے اور اہل کوفہ نے
بھر تشیع کا اظہار کیا تھا اِس دقیق اور باریک بات کا ذکر اِس مقام پر مناسب ہے
کہ زمانہ معاویہ سے اسلام ملک کے ماتحت ہوگیا تھا اور مذہب صرف ملکی عظمت و
شان کی ترقی کے واسطے ایک تائیدی ذریعہ ہوگیا تھا یہ جماعت جو کوفہ مین اور مدینہ
سے سفر کرنے کے وقت جناب امام حسینؑ کی حمایت کا دعویٰ کرتی تھی اُسکا مقصد
دنیا اور ملکی معاملات سے تھا اور اسلامی خلوص سے اُسکو کچھ تعلق نہ تھا اور نہ اُسکا وہ
مقصد تھا جو جناب علی مرتضی اور حسنین علیہم السلام کا تھا کہ محض اسلامی تائید اور تعلیم
کے واسطے خلافت کی خواہش تھی جبکہ محض مکر اور فریب سے دنیوی عزت کے واسطے
جو اُنکے خمیر مین تھا آپ کے ساتھ ہولیے تھے یا کوفہ مین آپ کی حمایت کا دعوےٰ
کرتے تھے تو یزید کے دباؤ اور بخوف جان و مال آپ کے ساتھ کیونکر رہ سکتے تھے
یزید بادشاہ وقت تھا اور جناب امام حسینؑ کے پاس بجز دولت دین اور کچھ نہ تھا
دین کے واسطے بامید نجات اُخروی اُنھین راسخ الاعتقاد اشخاص نے ساتھ دیا تھا
جو آپ کے سچے اور راست باز شیعہ تھے اور وہ دنیا پرست اشخاص آپ کا ساتھ
کیونکر دیتے جنکا شعار یہ ہوگیا تھا کہ دین کے پردہ مین دنیا کی عزت کی خواہش رکھتے
تھے یہ لوگ دنیا کے واسطے شریک ہوگئے تھے اور جب دیکھا کہ یزید کے مقابلہ مین
کامیاب ہونا دشوار ہے تو پھر علیحدہ ہوکر اور دنیا کو دین پر مقدم سمجھ کر اُسی جانب
ہوگئے جو اُنکا مافی الضمیر تھا اُس زمانہ مین شیعہ اُسکو کہا جاتا تھا جو اِسلام کے واسطے

اور محبت اہلبیت رسالت مین اپنے اہل وعیال کے قتل ہوجانے اور گھر بار
کے لٹ جانے کی کچھ پروانہ کرتا تہا اور جان سے مال سے حضرت امام کی
خدمت مین حاضر ہوجاتا تھا یہی حالت راسخ الاعتقاد شیعون کی حضرت
علیؑ مرتضیٰ کے زمانہ خلافت مین رہی اور حضرت حسنؑ مجتبےٰ کے زمانہ مین
بھی شیعہ کا اطلاق انھین اشخاص پر ہوتا تھا جو اس صفت سے موصوف
ہوتے تھے اور جنکی حفاظت کے واسطے معاویہ سے آپ نے عہد لیا تھا
اور معاویہ نے اُسکے خلاف کیا تھا اور یہی شیعہ وہ تھے جنھون نے بعد
تحکیم کے معاویہ کی بیعت نہ کی تھی اور راہ خدا مین صرف امام وقت
کے واسطے جان ومال فدا کر دیا تھا بعد شہادت حضرت مسلمؑ اور بعد واقعہ
کربلا شیعون مین اپنے پُر جوش ارادون کے اظہار کی طاقت نہ رہی تھی گر خلوص
اور محبت اہلبیت رسالت اور آئمہ سے خفیہ طور پر تھی اور بہ عالم مجبوری
اونکا تشیع مخفی تھا بعد واقعہ کربلا اہل مدینہ سے یزید نے چھیڑ چھاڑ کی کیونکہ
اُنھون نے یزید کی بیعت جبراً و قہراً کرلی تھی اور یہان شیعون کا مجمع کثیر
ہوگیا تھا عبد اللہ ابن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی تھی اور اہل مدینہ اور مکہ
کے لوگون کے دلون مین اپنی خلافت کے واسطے تخم افشانی کر رہے
تھے پس یہی بڑا سبب تھا کہ یزید نے فوج کشی کا حکم دیا عبد اللہ ابن زبیر
شیعیان علی مین نہ تھے پس اُس زمانہ مین شیعہ مجبوراً اُنکے سایہ مین اپنی
امن سمجھتے تھے اور یزید کے خلاف عبد اللہ ابن زبیر کا دعوائے خلافت
اُنکی اُمیدون کا سہارا تھا جب یزید نے اُس مقام مطہرہ پر چڑھائی کا

حکم دیا تھا تو سپہ سالار سے کہا تھا کہ مدینہ منورہ مین پہونچکر تین مرتبہ میری
بیعت کی دعوت کرنا اگر قبول کرین تو کسی سے متعرض نہونا اور اگر نہ قبول
کرین تو تین دن تک مدینہ منورہ کی لوٹ مباح کرنا اور جو مال و اسباب
اور اسلحہ اور کھانے پینے کی چیزین ملین وہ لشکریون کا حق ہو اور تین
دن کے بعد پھر لوٹ نہو اور حضرت امام زین العابدین کی نسبت معلوم
ہوا کہ وہ وہان کے فتنہ و فساد مین شریک نہین ہین اُنسے مزاحمت نکرنا
جب وہ ملعون اُس مقدس مقام مین پہونچا تو مسجد نبوی کی ہتک کی
اور ایک ہزار سات سو آدمی بقایاے مہاجرین اور انصار اور علما ر تابعین
کو قتل کیا اور ہزار ہا بیگناہ عام باشندون مین سے علاوہ عورتون
اور لڑکون کے قتل کیے گئے انہین سے سات سو حفاظ قرآن اور حاملان
قرآن مجید تھے اور ستانوے قریشی تھے فسق و فجور اور زنا بالجبر کو
اُن بیدینون نے مباح کر دیا تھا بعد اِس واقعہ کے ایک ہزار عورتسے
اولاد زنا پیدا ہوئی گھوڑون کو مسجد نبوی مین باندھا تھا اور ما بین منبر شریف
اور قبر شریف آنحضرت گھوڑون کے پیشاب اور لید سے نجس ہوا اور
بقیہ لوگون سے یزید کی بیعت بجبر حاصل کی اور یہ بیعت بعہد عبودیت
کرائی یعنی اس وعدہ پر کہ چاہے مثل غلامون کے فروخت کرڈالے۔
اِس قتل عام مین شیعون کی جماعت بھی غالباً شریک تھی مگر وہی جماعت
جسکو ملکی عزت کی خواہش تھی اور قلیل شیعہ جو حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام کے پاس تھے وہ محفوظ رہے تھے ایسے شیعون کے

دلون مین دینی جوش باقی رہگیا تھا اور خلافت کا جوش نہ رہا تھا اور نہ
ملکی اقتدار باقی تھا بعد یزید کے عبد اللہ ابن زبیر کا اقتدار حجاز اور
یمن اور خراسان مین بڑھ گیا تھا اور جبکہ مختار ثقفی اور حضرت محمد حنفیہ کے
اقتدار کا زمانہ شروع ہوا تو پھر شیعون نے ملکی اقتدار کے حاصل کرنے
مین آمادگی ظاہر کی اس کشش اور کوشش کا نتیجہ بعد بہت بڑی خونریزی
وجنگ و جدل کے یہ ہوا تھا کہ مصعب ابن زبیر نے مختار ثقفی کو کوفہ مین
قتل کردیا اور عبد الملک کے زمانہ اقتدار مین حجاج یوسف نے حرم
محترم مین پہونچکر عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا اور بڑی بے حرمتی حرم
محترم کی عمل مین آئی اور حضرت محمد حنفیہ کا اقتدار بھی نہ رہا شیعون نے
جو اقتدار ملکی مختار اور حضرت محمد حنفیہ کے زمانہ مین پیدا کیا تھا اُس سے عبد اللہ ابن
زبیر کے لشکریون نے بعد قتل مختار اُنکو قتل کیا تھا اور عبد الملک کے زمانہ مین
حجاج یوسف نے اُنپر نہایت ہی ظلم کیا تھا یہ بات واقعات سے ثابت
نہین ہوتی کہ حضرت محمد حنفیہ نے بہ موجودگی حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام امامت اور خلافت کا دعویٰ کیا تھا یا مختار کو امامت کا دعویٰ
تھا اور اگر مختار کا دعویٰ امارت تسلیم کرلیا جاے تو اُنکے تشیع مین کسیطرح کا
کلام نہین ہوسکتا اور جو انتقام خون جناب امام حسینؑ کا اُنھون نے لیا تھا
اُس سے اُنکے کارنامے قابل تعریف ہین جب اس طریق سے شیعون کا
ملکی اقتدار جاتا رہا تھا تو اُسکے بعد پھر مذہبی تعلیم کے حاصل کرنے مین اُنھون نے
کوشش کی تھی مروان کے دور حکومت تک شیعون کی یہ حالت تھی کہ وہ

اُس زمانہ کے آئمہ معصومین سے مذہبی تعلیم حاصل کرتے تھے اور خلفار بنی اُمیہ اُنکی جماعتون کے نگران رہتے تھے کہ دعویٰ خلافت اُن آئمہ اطہار کی جانب سے نہونے پائے۔

جس زمانہ مین معاویہ ابن یزید خلیفہ مقرر کیا گیا تھا اُسی زمانہ سے عربون مین باہمی جنگ شروع ہوگئی تھی مگر اِس اعجاز سے تمام بنی اُمیہ حیران تھے کہ اُس معاویہ نے خلافت سے کیون انکار کیا ہے جسکے باپ کی تحریک اور حکم سے جناب امام حسینؑ مع اپنے ہمراہیون کے دشت کربلا مین قتل کیے گئے معاویہ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو شام مین دیکھا تھا اور آپ کے مصائب از کربلا تا شام سنے تھے اور یہ بھی معلوم کرلیا تھا کہ کربلا مین اہلبیت رسالت پر کیا گذرا پس یہ اُسی بیگناہ اور راہ خدا مین سر تصدق کرنے والے امام کے خون کی تاثیر تھی کہ اُس سے یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ معاویہ ابن یزید نے خلافت سے انکار کیا اور کھلم کھلا ظاہر کردیا کہ خلافت حق اہلبیت پیغمبرؐ کا ہی اور کہا کہ مناسب بلکہ لازم ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے ہاتھ پر بعیت کی جاے جبکہ بنی اُمیہ اور اہل شام نے اِسکو تسلیم نہ کیا تو معاویہ نے مجبوراً اپنی بعیت قبول کی چندروز کے بعد پھر اُنھون نے کہا کہ مین خلافت سے دست بردار ہوتا ہون اگر کُل مسلمان حضرت امام زین العابدین کو خلیفہ مقرر کرین مگر لوگون نے اِسکو بھی قبول نہ کیا الغرض معاویہ بعد بعیت کے گھر سے باہر نہین نکلتے تھے اور نہ نماز جماعت کی پڑھاتے تھے اور نہ کوئی کام خلافت کا انجام دیتے تھے

اور بیعت ہونے سے چالیس روز کے بعد قضا کر گئے یہ معاویہ شیعہ ہو گئے
اور بحالت تشیع انتقال کیا تھا۔
یہ زمانہ بھی شیعون کی جماعتون کی پریشانی کا تھا اور یہ پریشانی عمر ابن عبد العزیز
کی آغاز خلافت تک رہی اور پھر اُس زمانہ مین اُنکو کسیقدر اطمینان حاصل
ہوا تھا تاریخ کا بیان ہے کہ معاویہ ابن سفیان نے بانتقام رسم بدسب ولعن
کی جمعہ اور جماعات کے خطبون مین اُن اکابرین دین کے متعلق جاری کی
تھی جو اُسکے ہرگز مستحق نہ تھے اور وہ طریقہ تمام خلفاء بنی اُمیہ کے عہد مین عمر
ابن عبد العزیز کے عہد تک واجبات سے شمار ہوا کیا تھا عمر ابن عبد العزیز نے
اپنے زمانہ مین اس فعل شنیعہ کو بالکل موقوف کر دیا تھا اُنھون نے اس
خیال سے کہ اُنکے بھائی بندیہانتک کہ کل بنی اُمیہ مبادا اس امر سے ناخوش
ہو جائین اور بلوہ کر دین کہ اُنھون نے اس فعل کو کیون موقوف کیا جس سے
کہ قیام خلافت متصور تھا یا اب ترک کرین پھر اُسکے بعد جاری ہو جاے اس
تدبیر پر عمل کیا تھا کہ ایک یہودی طبیب کو جسکا رسوخ خلیفہ کے دربار مین
زیادہ تھا تخلیہ مین سمجھا دیا تھا اور اُسی خفیہ تعلیم اور فہمایش کی وجہ سے وہ
ایکروز خلیفہ کے دربار مین حاضر ہوا اُس دربار مین امراء شام اور آل امیہ
موجود تھے اور اُسنے خلیفہ سے درخواست کی کہ اپنی صاحبزادی سے میرا
نکاح کر دیجیے اس کلام کو سُنکر جملہ درباری نہایت ہی برافروختہ ہو گئے اور
خلیفہ نے باہستگی کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہے کیونکہ مین مسلمان ہون اور تم یہودی
ہماری شریعت مین اسطرحکی مواصلت جائز نہین ہی یہودی نے جواب دیا کہ

آپ کے پیغمبر نے جو اپنی صاحبزادی کا نکاح علی ابن ابیطالب کے ساتھ کیا تھا
عمر ابن عبد العزیز نے کہا کہ وہ بہت بڑے عظماء ملت محمدی سے تھے یہودی نے
کہا کہ پھر ایسے بڑے عظماء ملت پر خطبون مین لعنت کیون ہوتی ہو اسوقت
خلیفہ نے کہا کہ اہل دربار اسکا جواب دین سب ساکت اور نادم ہوے
اُسی وقت اُنھون نے حکم صادر کیا کہ خطبون سے وہ الفاظ ناشایستہ خارج
کیے جائین اور بجاے اُن الفاظ کے یہ جملہ داخل کیا جاے۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
اور بعض روایات مین یہ جملہ ہے اِنَّ اللّٰہَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ مین جو سلوک شیعون کے ساتھ کیا گیا اُس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہشام ابن عبد الملک کے عہد مین انکو یہانتک بہی آزادی
حاصل ہوگئی تھی کہ زید ابن زین العابدین کے پاس شیعہ جمع ہوے اور
اُنکی امامت اور خلافت پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا حضرت زید نے مذہب
شیعہ مین اس اصلاح کو مناسب خیال کیا تھا کہ حضرت شیخین یعنے خلیفہ اول
و دوم کو معظم و مکرم اور حضرت علی مرتضی کو انپر افضل و اعلی سمجھین اور
یہ خیال کرتے رہین کہ حق خلافت آنکا تھا مگر اجماع اہل اسلام انکی
خلافت پر ہوا حضرت زید کے پیرو شیعہ زیدیہ کہلاتے تھے اور یہ مذہب
اس زمانہ تک ممالک یمن اور مدینہ منورہ کے جنگلون مین بکثرت شائع
ہو۔ خیال کیا جاتا ہو کہ حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام باقر اور

حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام کی مذہبی تعلیم حضرت زید کی مذہبی تعلیم
کے مطابق نہ تھی اور نہ اُس زمانہ کے شیعون کا یہ اعتقاد خلافت سے متعلق
تھا جو حضرت زید کا تھا کیونکہ زید نے بمقابلہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام امامت اور خلافت کا دعوے کیا تھا حضرت امام جعفر صادق
اور حضرت محمد باقر اور حضرت امام زین العابدین علیہم السلام نے
دعویٰ خلافت کا نہ کیا تھا صرف امامت کے لحاظ سے اپنے پیروون کو مذہبی
تعلیم فرماتے تھے جب حضرت زید کی متضاد تعلیم کا شہرہ ہوا تو ایک حرکت اور
جنبش پھر اس گروہ مین پیدا ہوئی کہ حضرت زید کے سایہ مین ملکی اقتدار حاصل
کرین اور بنی اُمیہ کے ظلم و تعدی سے اپنے کو آزاد کرین اِس خیال کی
تائید اُس بیان سے ہوتی ہی جو یافعی[1] نے مرآۃ الجنان مین لکھا ہی کہ اوّل اُن
شیعون کے مقتدا حضرت زید کے پاس جمع ہوے اور اُنسے کہا کہ ابوبکر اور
عمر کی جانب سے آپ بیزاری ظاہر کرین اُنھون نے کہا جو لوگ اونسے
تبرّا اور بیزاری رکھتے ہین ہم اُنسے بیزار ہین شیعون نے کہا کہ ان ترفضك
یعنے ہمنے تمکو چھوڑ دیا اس سے حضرت زید اور اُنکے پیروون نے اُنکا نام رفضہ
مقرر کیا یعنے چھوڑنے والے اور اپنے پیروون کا نام شیعہ زیدیہ رکھا۔
مولوی مسیح الدین صاحب شیعون کو سمجھاتے ہین کہ لفظ رافضی سے جو اُنکی
نسبت اہل سنت و جماعت استعمال کرتے ہین کیون ناراض ہوتے ہین
یہ لفظ دشنام نہین ہی مگر از راہ طعن و تشنیع اِس زمانہ مین شیعہ اثنا عشری پر

[1] تاریخ الخلفاء اُردو۔

اسکا اطلاق کیا جاتا ہی تو شیعہ اسکو دشنام نہین سمجھتے ہین مگر اُنکا مقصد
یہ ہی کہ جو لفظ خارجی کا استعمال کیا جاتا ہی اُس سے اہل سنت وجماعت
ناراض نہون کیونکہ وہ بہی کوئی گالی نہین ہی وہ بھی ایک تاریخی لفظ ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ جنگ صفین مین حضرت علی مرتضیٰ کا ساتھ چھوڑ کر بکثرت
اشخاص معاویہ سے بہی جا کر ملگئے تھے اور معاویہ کے ہمخیال اور ہم عقیدہ ہوگئے
تھے کہ انپر بہی خارجی کا اطلاق ہوا تھا۔
بالجملہ حسب بیان صاحب روضتہ الصفا کوفیون نے خطوط بھیجکر حضرت
زیدکو کوفہ مین طلب کیا اور چالیس ہزار آدمیون نے آپکی بیعت کی ہرچند
اونکے دوستون اور عزیزون نے سمجھایا کہ آپ ان لوگون پر اعتبار نہ کرین
جن لوگون نے آپ کے دادا کے ساتھ بیوفائی کی اُنھین کی یہ اولاد ہین
مگر حضرت زید نے اِن نصیحتون پر عمل نہ کیا مسلمہ بن کہیل نے حضرت
زید سے دریافت کیا کہ مین آپ کو خدا کی قسم دیتا ہون کہ کسقدر آدمیون نے
بیعت کی ہے فرمایا کہ چالیس ہزار آدمیون نے بیعت کی ہی پھر دریافت
کیا کہ آپ کے دادا یعنے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر
کسقدر لوگون نے بیعت کی تھی آپ نے فرمایا کہ اسی ہزار آدمیون نے
پھر دریافت کیا کہ آپ کے دادا آپ سے افضل تھے یا آپ اُنسے افضل
ہین اور عہد اور زمانہ اُنکا آپ کے زمانہ سے بہتر تھا یا آپ کا زمانہ بہتر ہی
فرمایا کہ وہ مجھسے افضل تھے اور اُنکا زمانہ میرے زمانہ سے بہتر تھا اسوقت
مسلمہ نے کہا کہ اُس زمانہ مین آپ کے دادا کے ساتھ اُس جمعیت کثیر نے

وفاتہ کی آپ کو اُس جمعیت قلیل کے قول و فعل پر کسطرح اعتماد ہوا اور
اور اُس زمانہ مین بعض مشاہیر کوفہ مے کہ اُنھون نے پہلے بیعت کی تھی
آپ سے آکر دریافت کیا کہ آپ ابو بکر اور عمر کی شان مین کیا کہتے ہین
آپ نے فرمایا کہ بجز اُنکی نیکی اور احسن کردار کے کسی امر بد کو مین اُنکی جانب
منسوب نہین کرتا البعض لوگون نے ہماری قوم مین صرف اسقدر البتہ کہا ہی
کہ بہ نسبت اُنکے ہم مستحق تر خلافت کے تھے مگر جب وہ دونون خلیفہ ہوے
تو اُنھون نے سُنّت رسولؐ اور کتاب پر عمل کیا اور کسی پر ظلم نہین کیا
اُن لوگون نے کہا کہ بنی اُمیہ بھی کہتے ہین کہ ہم کتاب اور سُنّت پر عمل
کرتے ہین اور اُنھون نے بھی آپ پر کچھ ظلم نہین کیا آپ نے فرمایا کہ اُنکو
کیا نسبت ہی اُن دونون بزرگون سے وہ یعنی بنی اُمیہ مجھپر اور تمپر اور اپنے
نفس پر ظالم ہین جب یہ باتین اُن لوگون نے سماعت کین تو اُنھون نے
عہد بیعت توڑ دیا اور کہا کہ حقیقت مین ہمارے امام حضرت امام جعفر صادق
ہین آپ ہمارے امام نہین ہین جب ہلال محرم سنہ ۱۲۲ھ دیکھا گیا تو حضرت
زید نے عزم خروج مصمم کیا کل جمعیت بیعت کرنے والون کی آپ کے شریک نہ
ہوئی صرف پانچسو یا ڈہائی سو آدمی آپ کے ہمراہ تھے حضرت زید نے
بڑی شجاعت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا یہانتک کہ ایک تیر آپکی پیشانی
مبارک پر لگا اُسکے صدمہ سے آپ گھوڑے سے جُدا ہو گئے اُنکو لوگ
اُنکے ایک معاون کے مکان مین لے آئے ایک جرّاح نے پیشانی سے تیر
نکالا اور زخم کی دوا کرتا رہا مگر فائدہ نہوا اور آپ نے انتقال فرمایا (۱)

آپ کو ایک مقام مخفی مین دفن کیا اور یوسف بن عمر حاکم کوفہ نے آپ کے مدفن کی تلاش کی کسی مقام پر پتہ نہین ملتا تھا آخرکار آپ کے ایک غلام کو قتل کی دہمکی دیگئی اُسنے اپنی جان کے خوف سے بتادیا یوسف نے نعش شریف قبر سے نکالکر سر تن سے جدا کیا اور ہشام کے پاس بھیجدیا اور تن مبارک کو سولی پر چڑہا دیا- ان واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرت زید نے خلیفہ ثالث کی نسبت کچھ نہین فرمایا تھا اور جو فقرہ بنی اُمیہ کے معائب کے متعلق بیان فرمایا ہی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ خلیفہ ثالث کی خلافت کو تسلیم نہین فرماتے تھے-

حضرت یحییٰ حضرت زید کے بیٹے تھے ہشام کے زمانہ مین جبکہ حضرت زید شہید کیے گئے تو زیدیہ شیعون پر بادشاہ وقت کی جانب سے قہر نازل کیا گیا تھا مگر جن شیعون پر اُس زمانہ مین جعفری شیعہ کا اطلاق ہو گیا تھا اُنپر اُس زمانہ مین غالباً خلیفہ وقت نے عتاب آمیز توجہ نہ کی تھی کیونکہ اُنھون نے حضرت زید کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور جبکہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پیرو ہو گئے اور اُن امام ہمام نے خلافت کا دعوے نہ کیا تھا تو خلیفہ ہشام کو اُنسے ناراض ہونے کا کوئی سبب نہ تھا شیعیان علی کے فرقہ مین سے اول اول جناب علی مرتضیٰ کے زمانہ مین فرقہ سبائیہ پیدا ہوا تھا جسکو کہ فرقہ نصیری سے اِس زمانہ مین تعبیر کیا جاتا ہی حضرت علی مرتضیٰ نے اِس فرقہ کے موجد عبداللہ بن سبا کو مداین مین نکلوا دیا

---

[۱] مجمع البحرین فی ادلتہ الفریقین بحوالہ کتاب ملل ونحل شہرستانی -

اُسنے اپنے فرقہ کے لوگون کو یہ تعلیم دی تھی کہ حضرت علیؑ زندہ ہین اور تمہین
جزو الٓہی مخلوط تھا اور ابر مین آواز برق صوت علیؑ ہی اور برق اُنکا کوڑا ہے
اور ایک زمانہ مین دنیا مین آوینگے دوسرا فرقہ زیدیہ شیعون کا ہوا جسکا
تذکرہ صدر مین کیا گیا۔ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت یحییٰ اپنے والد کی مسلک پر
تھے اور اُنکی جانب سے ولید بن یزید خلیفہ مروانیہ کو اندیشہ تھا کہ یہ بھی
دعویٰ خلافت کا کرینگے پس اُسنے اُنکی گرفتاری اور قتل کا حکم دیا تھا وہ[1]
خراسان مین چلے گئے تھے اور بلخ مین ایک شخص حریش نامی کے مکان
مین مخفی تھے اُنھون نے قلیل جماعت سے جنگ کی تھی مگر اُنکا سُراغ نہین
ملتا تھا نصیر بن سیار والی خراسان نے اُس شخص کو گرفتار کیا جسکے مکان
مین آپ تھے۔ مگر اُسکی محبت اور اُلفت پر غور کرنا چاہیے کہ اُسنے کہا کہ اگر
یحییٰ میرے قدمون کے سایہ مین ہون اور تم ہزار تلوارین مارو مین ہرگز
قدم نہ اُٹھاؤنگا۔ مگر حریش کا ایک بیٹا قُریش تھا اُسنے دیکھا کہ میرا باپ
مارا جاتا ہی اُسنے بتا دیا اور آپ گرفتار ہوگئے نصیر نے ولید کو اطلاع دی
اُسنے حضرت یحییٰ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ایک ہزار دینار حضرت یحییٰ کی
نذر کیے اور کہا کہ سرحد کے باہر چلے جایئے حضرت یحییٰ سرخس مین آئے
اور سرخس سے نیشاپور گئے اور تجار سے چند گھوڑے خرید کیے اور کہا کہ
جب وقت آئیگا تو قیمت دیجاویگی اُس ملک کے حاکم نے نصیر کو اطلاع دی
اور ایک جنگ ہوئی جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ آپ نے نماز کے واسطے مہلت لی

[1] تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۸۱۔

اور بعد نماز کے پھر جنگ ہوئی اور آپ شہید ہوے آپ کے ہمراہ ایک قلیل
جماعت زیدیہ شیعون کی تھی وہ بھی قتل ہو گئی آپ کا سر کاٹ لیا گیا اور
نصیر کے پاس بھیجدیا گیا اور جسد کو مع آپ کے دو ہمراہیون ابوالفضل
اور ابراہیم کے سولی پر چڑہا دیا گیا ابو مسلم مروزی نے اپنے تسلط خراسان
کے وقت اُن نعشون کو دفن کیا تھا۔
اسی ولید بن یزید کے زمانہ سے زوال سلطنت بنی اُمیہ شروع ہوا تھا
اور ایسا زوال ضروری اور لابُدی تھا کیونکہ اُس حکومت اور سلطنت مین
سادات کا قتل جائز تھا اور ایسے سادات اور وہ شیعہ جنہون نے راہ خدا
مین اپنے کو تصدق کر رکھا تھا اُس حکومت کے زوال مین کوئی شک
نہین ہوسکتا اسلامی حکومتون کا زوال سادات کشی کا نتیجہ تھا اور تاریخ
سے پایا جاتا ہی کہ ہندوستان مین محمد شاہ کی حکومت بھی بارہہ کے سادات
کے قتل سے نادر شاہ کے قبضہ مین آگئی تھی اور ایسے ہی واقعات دنیا مین
اکثر ہوا کیے ہین جبکہ تاریخون سے اس امر کا ثبوت ہوسکتا ہی تو اُن
مشاہیر اور اکابرین دین کا قتل جسکے مرتکب بنی اُمیہ ہوا کیے اُنکے واسطے
جو کچھ خرابیان پیدا ہوئین کم تھین۔ جناب سید الشہدا علی التحیتہ والثنا نے
خاص کربلا مین بنی اُمیہ کی نسبت پیشین گوئیان فرمائی تھین۔
(۱) آپ فرماتے ہین کہ خدا نے گبر یعنے آتش پرستون پر اسواسطے عتاب
کیا تھا کہ اُس قوم نے مہر و ماہ اور آگ کو اپنا معبود کیا تھا اور آج
اس قوم پر بہت غصہ کریگا کہ اُنکی رائین اُنھین کے پیغمبر کے نواسے کے

قتل پر قرار پائی ہین واللہ جو مراد یہ رکھتے ہین اُسکو خدا قبول نہ کرے گا۔
(۲) جبکہ حضرت علی اکبر علیہ السلام نے حملہ کیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اے
خدا اس قوم کا گواہ ہو کہ اسوقت میرا وہ لڑکا اس بیباک گروہ سے مقابلہ
کر رہا ہے جو خلق و خُلق اور نطق و شکل مین تیرے رسول کے مطابق ہے اور
ایسی مطابقت کہ کسی اور کو حاصل نہین ہے اے خدا باران آسمان و
برکات زمین سے ان فاسقون کو محروم رکھ اور اس قوم کو زمین پر متفرق
و پریشان حال رکھ اور یہ اپنی عورتون اور لڑکون سے فائدہ نہ اُٹھائین۔
(۳) جب آپ اُس بیوفا قوم سے جنگ کر رہے تھے اور سینہ مبارک آپکا
تیرون سے مجروح ہو رہا تھا تو آپ نے حصین بن نمیر السکونی ملعون کے
اس کہنے پر کہ خداوند تعلےٰ کسطرح تمہاری وجہ سے انتقام لیگا فرمایا کہ اول
تم لوگون مین باہمی عداوت پیدا کریگا اور ایک دوسرے کی خونریزی کریگا
بعدہٗ اپنا عذاب اور قہر تمپر نازل کریگا۔
پہلی اور دوسری پیشین گوئی یا دعا کا تصدیقی اثر یہ تھا کہ مختار ثقفی کا خروج
ہوا تھا اور حضرت محمد حنفیہ کے زمانہ مین بڑی بے عزتی اور رسوائی سے
انتقام خون پاک شہداے کربلا کا لیا گیا تھا۔ تیسرے پیشین گوئی کا یہ اثر تھا کہ
ولید بن یزید کے زمانہ مین باہمی کشت و خون ہوا اور یزید ابن ولید نے
اپنے باپ پر خروج کیا تھا اور باپ کو اپنے لڑکے سے یہ ثمرہ حاصل ہوا
تھا کہ بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کردیا مگر اُسکو بھی سلطنت کا مزہ نہ ملا اور تھوڑے
دنون مین مر گیا۔ اُسکے قائم مقام اُسکا بھائی ابراہیم ہوا آسپر مروان حمار نے

خروج کیا تھا اور باہمی عداوت اور شقاوت سے اُسکو بھی خلافت سے دست بردار ہونا پڑا تھا پھر اِسی مردان پر سلطنت بنی اُمیہ ختم ہو گئی تھی اور پھر اُسی کے واسطے اُن سب پیشین گوئی کا اثر یہ ہوا تھا کہ وہ قوم ایسی مٹ گئی کہ اب اُسکا نام و نشان عالم مین باقی نہ رہا۔

جبکہ سفاح عباسی کا زمانہ شروع ہوا تو بنی ہاشم اور بنی اُمیہ سے جنگ ہوئی اور بعد معرکۂ عظیم عباسیون کو فتح حاصل ہوئی اِس معرکہ مین بنی اُمیہ صدہا اور ہزارہا قتل ہو گئے اور بعد اُسکے ہر ادنےٰ و اعلےٰ اِس قوم کا جس مقام پر ملا قتل کیا گیا اور معاویہ وغیرہ کی قبرین کھُد ڈالی گئی تھین منجملہ مقتولین کے اِس قوم سے عبد الرحمن فرار ہو کر اسپین پہونچا تھا اور بنی اُمیہ کی حکومت عرصہ دراز تک اندلس مین رہی مگر ذلت و خواری سے اُس ملک سے بھی یہ قوم نیست و نابود کر دی گئی تھی۔

اول خلیفہ عباسیونکا ابو العباس سفاح تھا بعد وفات حضرت پیغمبر آخر الزمان حضرت علی مرتضیٰ راس و رئیس آل ہاشم تھے اور یہ ریاست خلافت ثالث کے زمانہ تک رہی اور جب آپ خلیفہ ہوے تو عبد اللہ بن عباس آپ کے پیرو تھے اور یمن کے حاکم آپ کی جانب سے تھے وہ جناب امیر علیہ السلام کے شاگرد تھے اور مثل اور شیعون کے آپکا شمار بھی شیعیان علی مین ہوتا تھا اور واقعہ صفین مین اُنھون نے آپ کی رفاقت ترک کر دی تھی اور طایف مین سکونت رکھتے تھے اور بیت المال کے تغلب و تصرف کے باب مین جو خط حضرت علی مرتضیٰ نے اُنکو لکھا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی وجہ ترک رفاقت

ہوگئی تھی مگر وہ جناب امام حسن علیہ السلام سے بھی خلوص رکھتے تھے۔ اور
بعد واقعہ شہادت حضرت علی مرتضیٰؑ اور بعد خلع خلافت حضرت حسن مجتبیٰؑ
رد معاویہ سے ان اکابرین دین کے فضائل اور مناقب بیان کرتے رہے
اور کبھی خوف نہین کیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو بھی بروقت
روانگی کربلا مشورہ دیا تھا مگر یہ بھی تھا کہ معاویہ سے ارتباط و اتحاد رکھتے
تھے اور یہ ارتباط اور اتحاد غیر ممکن تھا تا وقتیکہ عبداللہ ابن عباس نے
ترک رفاقت کے وجوہ بیان نہ کردیے ہون کیونکہ اُس شخص کو معاویہ
ہرگز پسند نہ کرتا تھا جو حضرت علی مرتضیٰؑ کو اچھا جانتا تھا۔ الغرض عبداللہ
ابن عباس اور اُنکے قدم بقدم چلنے والون نے بظاہر معاویہ سے ارتباط
کرلیا تھا اور اس خاندان رسالت کی بھی باطنی دوست تھی سفاح بھی شیعہ
مسلک رکھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ تمام بنی ہاشم کیا آل ابی طالب۔ اور
کیا آل عباس باہم متفق اور متحد تھے اور علوی اور زیدیہ شیعہ اور
شیعیان ائمہ اثنا عشر اور آل عباس کی خواہش تھی کہ بنی اُمیہ کی خلافت
ختم کردی جاے یہ امر اُس زمانہ کے آل عباس کے تشیع پر دلالت کرتا ہی
اور جب آل اُمیہ اور آل ہاشم مین جنگ ہوئی تو آل ہاشم نے بنی اُمیہ کا نام
ونشان عرب مین مٹادیا تھا اور معاویہ اور دیگر خلفاء بنی اُمیہ کے مقابر
کھدوا ڈالے تھے اور اُنکے نزدیک معاویہ کی عظمت مذہبی کچھ بھی نہ تھی
یافعی نے مراۃ الجنان مین جو سبب بنی عباس پر انتقال خلافت کا بیان
کیا ہی اُن واقعات سے اُس نتیجہ کی تصدیق ہوتی ہی جو سفاح کی تشیع کی نسبت

لکھا گیا ہے یافعی لکھتے ہین کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
شیعیان اہلبیت محمد ابن حنفیہ کے زیر سایہ تھے اور اُنکے قضا کرنے کے بعد
اُنکے بیٹے ہاشم کو اپنا پیشوا جانتے تھے اور اُس زمانہ مین اُنکی بڑی عزت
اور بڑا وقار تھا وہ ملک شام مین لاولد انتقال کر گئے اور اُنھون نے محمد
بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور اُنسے کہا تھا کہ تمھاری
اولاد مین خلافت آ ئیگی اور اپنے معاونین کو اُنکی جانب رجوع کیا جب
محمد نے قضا کی تو اُنھون نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قایمقام کیا جب ابراہیم
کی جانب مرجعیت خلائق کی زیادہ ہوئی تو مروان حمار خاتم خلافت
بنی اُمیہ نے اُنکو قید کیا جب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ وہ قتل کیے جائینگے
اُنھون نے سفاح کو اپنا قائمقام کیا اور یہی سفاح اول خلیفہ اولاد عباس
تھے یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ شیعیان آل ابی طالب کی تائید اور کوشش
سے آل عباس کو خلافت حاصل ہوئی تھی مگر سفاح کے زمانہ تک آل ابیطالب
یعنی شیعیان علی کا اقتدار تسلیم کیا گیا تھا مگر خلیفہ منصور دوانقی نے جو بعد
سفاح خلیفہ ہوا تھا اُسنے شیعون کو اُنکے اقتدار سے محروم نہ کر دیا تھا بلکہ
اُنکو قید کیا تھا اور قتل کیا تھا اُسکے زمانہ مین شیعون پر بڑا ظلم و جبر ہوا
یہانتک کہ ابو مسلم خراسانی کو بھی قتل کیا جسکی بدولت آل عباس کو
خلافت نصیب ہوئی تھی اور یہ قتل و قمع شیعون کا اسوجہ سے تھا
کہ دوانقی کو اندیشہ ہو گیا تھا کہ مبادا خاندان عباس سے بوجہ رسوخ
شیعون کے خلافت جاتی رہے اور خاندان ابیطالب پر منتقل ہو جائے

اسی خلیفہ کے زمانہ مین آل ابیطالب اور آل عباس مین تفرقہ ہوگیا تھا
ورنہ اس سے پیشتر کل بنی ہاشم متفق اور متحد تھے خلیفہ مہدی کے وقت
مین بقیہ شیعہ قید سے رہا کیے گئے خلیفہ مہدی شیعون سے عداوت
نہ رکھتا تھا اور اس سے اُسنے یعقوب بن داؤد زیدیہ شیعہ کو قید سے
رہا کردیا تھا اور اپنا مصاحب کیا تھا اور رفتہ رفتہ وزیر کیا مگر حاسد درپے
آزار تھے اور اُسکے مزاج مین بڑی داد دہش تھی اور اس سے اُسکا
مرتبہ بڑھتا جاتا تھا آخر مین خلیفہ نے ایک علوی شیعہ کے قتل کا حکم دیا اُسنے
اس علوی کی ہمدردی کی اور اُسکی جان بچانے کے واسطے اُسکو بھگا دیا
یعقوب کے پاس ایک لونڈی خلیفہ مہدی کی دی ہوئی تھی اُسنے
مہدی کو اسکی خبر کردی مہدی نے مخفی طور پر پھر اُس علوی کو گرفتار
کرایا اور بعدہٗ یعقوب سے اُسکا حال دریافت کیا یعقوب نے
مہدی کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ مین نے اُسکو قتل کیا ہے اُسوقت
مہدی نے اُس علوی کو اُسکے روبرو کردیا اور یعقوب کو بسبب ندامت
اور خوف کے غش آگیا اب مہدی نے یعقوب کو قید کیا اور اُس شیعہ
علوی کا سر تن سے جدا کیا یعقوب سولہ برس قید رہے اور اس مدت
مین اُنکو سخت تکلیف اور ایذا دیگئی کہ اُنکی آنکھون کا نور جاتا رہا تھا
اور تمام بدن پر بال مثل چارپاؤن کے ہوگئے تھے ہارون رشید کے
زمانہ مین اُنکو محبس سے نکالکر باہر لیگئے اُنھون نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین
لوگون نے دریافت کیا کس امیر پر تمنے سلام کیا اُنھون نے کہا مہدی پر

لوگون نے کہا مہدی قضا کر گئے تب اُنھون نے کہا ہادی پر کہا گیا کہ وہ بھی مر گئے تب اُنھون نے کہا ہارون پر پھر ہارون رشید نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو اُنھون نے کہا اجازت چاہتا ہون کہ مکہ معظمہ مین جاکر سکونت اختیار کرون اور بقیہ عمر وہین بسر کرون اُنکو اجازت دیگئی اور پھر دریافت کیا گیا کہ اور کیا خواہش ہے تب یعقوب نے کہا کہ اب کوئی خواہش نہین ہے وہ مکہ معظمہ مین پہونچکر چند روز کے بعد مر گئے۔

آل عباس کی خلافت مذاہب ثلاثہ کے پابند رہی ہے بعض کا شعار سنت و جماعت تھا اور بعض معتزلی تھے اور اکثر مائل بہ تشیع تھے معتزلہ کے زمانہ مین معتزلی مذہب کا عروج تھا اور جو خلیفہ طریقہ سنت و جماعت رکھتے تھے اُنکے وقت مین اہل سنت کا اقتدار ہو جاتا تھا اور جنکا شعار مائل بہ تشیع تھا اُنکے زمانہ مین شیعون کو رسوخ ہو جاتا تھا فرقہ معتزلی کا عروج منصور اور معتصم اور ہارون اور مامون اور متوکل کے زمانہ مین تھا اور یہ خلفاء عباسیہ معتزلی تھے مذہب معتزلہ کا موجد و اصل ابن عطا شاگرد حسن بصری تھا اور جبکہ ابو الحسن اشعری اور ابو علی جبائی سے مباحثہ ہوا اور جبائی معتزلی جواب مین عاجز ہو گیا تو اہل سُنت تابع اشعری ہو گئے تھے اور اسی سے اہل سُنت اشاعرہ مشہور ہوے جن خلفاء نے مذہب اہل سُنت و جماعت اختیار کیا تھا اُنمین ایک متوکل تھا کہ اُسکا مذہب اہل سُنت و جماعت کا تھا سنہ ۲۳۶ ہجری مین متوکل[۲] کے حکم کے بموجب قبر جناب امام حسین ع

[۱] تاریخ الخلفا [۲] تاریخ الخلفا بحوالہ روضۃ الصفا ۱۲

اور جمیع شہدائے کربلا مسمار کر کے زمین کے برابر کردی گئی تھی اور جو عمارات
اور مکانات وہان تھے وہ منہدم کردیے گئے بلکہ جناب امام حسینؑ کے
قبر کی جگہ زراعت کرائی گئی اور شیعون کو زیارت اور مشاہد اور مشہد حضرت
علی مرتضے سے ممانعت ہوگئی اس ظلم سے شیعیان علیؑ نہایت رنجیدہ
رہتے تھے اور انکی خلافت مین پریشان اور مفلوک الحال تھے خلیفہ منتصر باللہ
کے عہد مین شیعون کی حالت پھر عمدہ ہوگئی تھی اور اُس خلیفہ نے سادات کو
اپنے پاس آمد و رفت کا حکم دیدیا تھا اور حضرت امیر المومنین علی مرتضے
و حضرت امام حسین علیہم السلام کے زیارت کی پھر اجازت دیدی اور یہ بھی
خیال کیا جاتا ہے کہ انکے باپ نے جو گستاخی قبر حضرت امام حسین علیہم السلام
کے ساتھ کی تھی وہ پھر اوسنے بنوادی ہو۔

خلفاء آل عباس کا مذہبی مجموعہ عجیب و غریب تھا جس مذہب کی جانب
خلائق کی مرجعیت زیادہ پاتے تھے اُسکو قبول کر لیتے تھے مثلاً اکثر نے
معتزلہ مذہب کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور جب آل اسمٰعیل[1] کا ملکی اقتدار مصر۔ بر براو

[1] انکو قرامطہ مصری بھی کہتے ہین کیونکہ انکا ایک سردار خط مقراط یعنی باریک لکھتا تھا اِس سے
یہ قرامطہ مشہور ہوگئے تھے معتضد باللہ کے عہد مین ابو سعید نامی ایک سردار اِس گروہ کا
ظاہر ہوا تھا اُسنے بحرین سے نشو و نما کیا تھا اور قطیف مین سکونت اختیار کی تھی اور خلیفہ
عباسی سے جنگ کر کے اُنکے ایک سردار کو معہ اُسکے ہمراہیون کے قید کر لیا تھا مکتفی باللہ کے
عہد مین اُنکے سردار کثرت سے قید ہوگئے اور قتل کیے گئے ایک شخص حسین بن عبد اللہ
ابن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق بھی پکڑا گیا تھا اور قتل کیا گیا تھا یہ حسین دعوی سیادت کا

قیروان مین ہو گیا تھا اور شام اور حجاز مین اسمعیلی عبیعون کی حکومت ہو گئی
تھی تو بعض نے مصری خلافت کا مذہبی اثر تسلیم کیا تھا اور اُس مصری
خلافت کا نام سکہ مین کندہ اور خطبہ مین درج کیا تھا اور جب دیلمی کی
ملکی طاقت حاوی ہو گئی تھی تو تشیع کی جانب میلان اکثر خلفاے عباسیہ کا
ہو گیا تھا اور جبکہ سلاجقہ اور ترکونکا اقتدار ملکی دیکھا تو اہل سُنت و جماعت
ہو گئے تھے حقیقت مین اُن خلفانے اپنی مذہبی رفتار کو دوسری قومون
کے ملکی و مذہبی اقتدار کے تابع کر رکھا تھا ایک زمانہ تھا کہ بغداد مین سادات
اور شیعہ زندہ دیوارون مین چنوا دیے جاتے تھے اور مقید اور مقتول
کئے گئے تھے یہ ظلم ملکی اغراض کی وجہ سے تھا اور ایسا ظلم مدفون رہا پھر اسی
بغداد مین ایک ایسا زمانہ آیا کہ شیعون کا اقتدار مذہبی و ملکی ترقی پر ہو گیا تھا
چوتھی صدی ہجری مین بالکل دیالمہ کا اقتدار بغداد مین تھا اور تشیع مین ترقی
تھی اُنکا اقتدار طغرل بیگ کے زمانہ تک رہا تھا اور اس عرصہ مین عباسی
خلیفہ اُنکے ہاتھون مین بطور کٹھ پتلی کے تھے بغداد مین مجلس عزا کا اختراع
زمانہ دیلمیون مین ہوا تھا اس سے پیشتر شیعون کو عروج حاصل نہ تھا کہ
وہ مجلس عزا کرتے اور ماتم کرتے ماتم بھی دیالمہ کے زمانہ سے مجلسون مین
شروع ہوا تھا تاریخ الخلفائ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغداد مین

کرتا تھا اور اس شاخ قرامطہ مین مصر کے خلیفہ اسمعیلی بھی تھے جنکو از راہ طعن عُبیدی کہا گیا ہے لیکن
ابن خلدون نے اسکو غلط قرار دیا اور لکھا ہے کہ اُنکی نسبت پر طعن خلفاء عباسیہ کرتے تھے حالانکہ
یہ غلط ہے اور اخبار واہیہ مین اسکو شمار کیا ہے ۱۲ روضۃ الصفا اور مقدمہ تاریخ ابن خلدون۔

ایک مدت تک دیالمہ شیعون کی ٹری ترقی تھی اُس تاریخ اور تاریخون مین لکھا ہے کہ شیعون کو ایسا حکومتی اقتدار حاصل تھا کہ بغداد کی مسجدون کے دروازون پر انھون نے وہ کلمات لکھے تھے جس سے کہ اہل سنت کو نہایت ہی مذہبی صدمہ پہونچتا تھا شب کو کسی نے اُن کلمات کو مٹادیا تھا اور ایام عاشورہ مین معز الدولہ نے حکم دیا کہ دوکاندار اپنی اپنی دوکانون کو بند رکھین اور باورچی اور نان پز کچھ نہ پکاوین اور بازارون مین قُبہ بطور رفات نصب کیا اور زنان بغداد کو حکم ہوا کہ بال اپنے سرون کے پریشان کرین اور طمانچے گالون پر مارتی ہوئی بازارون مین نکلین اور حضرت امام حسینؓ پر ماتم کرین اور یہ اول مرتبہ بغداد مین حسین شہید پہ ماتم ہوا تھا اور یہ رسم چند سال بغداد مین جاری رہے اور اٹھارہوین ذیحجہ کو اعمال عید غدیر خم جاری کیے اور نہایت تزک اور تجمل عمل مین آیا اور مطیع باللہ عباسی نے حکم کیا تھا کہ خطیب خطبونمین درود حضرت محمدؐ و حضرت علیؓ و حسنؓ و حسینؓ اور آباے معز باللہ پر بھیجین۔

بنی عباس اور بنی اُمیہ کے دور خلافت مین مذہبی رفتار ملکی رفتار کے متعلق تھی اور اُسی زمانہ سے علوی اور زیدیہ شیعون کی جماعتون نے جس پیرایہ مین عروج حاصل کیا تھا وہ بھی ملکی تھا یعنے یہ عروج مذہب اسلام کے واسطے نہ تھا بلکہ ایسی ملکی ترقیون مین مذہب کی اشاعت ملکی اقتدار کے سایہ مین ہوئی جب تک مصر مین خلفاے بنی اسمعیل کا دور رہا اسمعیلی شیعون کا مذہب اُسی ملکی پیرایہ مین ترقی کرتا تھا علی ہذالقیاس علوی اور زیدی شیعون کا بھی درجہ مذہبی تھا اُس زمانہ مین عرب مذہبی خصومت اور تعصب سے جنگ نہ کرتے تھے

بلکہ اُنکی باہمی لڑائیان خلافت بمعنی مملکت کے پیرایہ مین ہوتی تھین اور اسی
حکمرانی کے واسطے صدیون باہمی کُشت وخون کا بازار گرم رہا تھا اوس زمانہ مین ہر
دعویدار امامت وخلافت کا یہی حال تھا اور اقوام غیر اور دیگر مذاہب خلاف اسلام
سے جب عربون سے مقابلہ ہوتا تھا تو وہان بالسیف اشاعت اسلام کیواسطے
اوس زمانہ کے اسلامی فرقہ متفق اور متحد ہوجاتے تھے جبکہ دیلمیون نے بغداد مین
اپنا ملکی درجہ بڑھالیا تھا تو وہ گروہ اگرچہ مذہب امامیہ اثنا عشری کا مقلد تھا مگر جہانتک
اوس زمانہ مین شیعیون کو ترقی ہوئی وہ یہی ملکی عروج سے تھی جبکہ ترکون نے مصر
کی خلافت کو معدوم کردیا اور دیلمی طاقت کو مٹادیا تھا تو پھر شیعیون کیواسطے اونکا
زمانہ نہایت ہی قہر کا تھا اور اونکی جماعتون پر نہایت ہی ظلم اور تشدد کیا گیا تھا یہ ملکی
خبررو مدد دیلمیون کے زمانہ تک رہا - اب ہم خاص شیعیہ اثنا عشری کی خیانت بازگشت
کرتے ہین ہمارے نزدیک ایمہ اثنا عشر کی مذہبی تعلیم اور اُنکی خلافت اور اُنکا دعوے
خلافت خلوص اسلام سے تھا بعد واقعہ کربلا ایک نفس مطہر ومقدس باقی رہا تھا
یعنی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام آپنے اور نہ آپ کے اوس واجب التعظیم
اولاد نے کہ اونسے آپکے بعد اور ایمہ اطہار مراد ہین کبھی بنی اُمیہ اور بنی عباس کے
زمانہ مین خلافت کا دعویٰ کیا اور نہ خلافت کیواسطے ظہور کیا تھا ایمہ اطہار نے اپنے
دوران حیات مین محض اسلام کیواسطے مذہب شیعیہ کے قیام وبقا کے لحاظ سے
منتشر شدہ شیعیون کی جماعتون کو قایم رکھا تھا اور اونکو مذہبی تعلیم فرماتے رہے یہہ
دور شیعیون کی مذہبی تعلیم کا تھا - حضرت امام زین العابدینؑ سے حضرت امام مہدیؑ
تک ایمہ اطہار حق خلافت کو اپنا سمجھا کیے مگر اظہار حق نہین کیا تاہم خلفائے بنی اُمیہ

اور بنی عباس برابر ظلم اونپر کرتے رہے یہان تک کہ وہ ایمہ اطہار بھی زہر سے شہید کیے گیے اوُنھون نے ظلم وشدائد کو برداشت کیا اور شہادت کو قبول کیا لیکن تعلیم اور اشاعت اسلام باللسان اور ہدایت امر حق سے کبھی انکار نہ کیا تھا اور صدہا اور ہزارہا شیعہ خُفیہ اور علانیہ تعلیم حاصل کرتے تھے حضرت امام زین العابدینؑ کے حالات پر غور کرنا چاہیے کہ آپنے کربلا کا معرکہ دیکھا تھا اور اون تمام حالات سے واقف تھے جو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور کربلا تک گذرے تھے آپنے یہہ بھی دیکھا تھا کہ کثرت سے عربی قبایل نے اعتبار ظاہر کیا تھا مگر وقت پر ساتھ نہ دیا تھا آپ کو یہہ بھی علم ہو گیا تھا کہ دین کی رونق اور دین کے قیام اور اسلام کے اشاعت کے لیے راہ خدا مین جنگ کرنا نہایت ہی دشوار ہے اور اِن مقاصد حقہ کی تکمیل کے لیے جھوٹے اور مکاّر فریبی عربی قبلئل پر بھروسہ نہین ہو سکتا درصورت حصول خلافت خلافتی پیرایہ مین اسلام کے ہدایت مقصود تھی اور جب خلافت کا حاصل ہونا امر دشوار ہو گیا تھا تو بجز اِسکے کیا باقی تھا کہ اسلامی تعلیم کا سلسلہ ہر امام کے زمانہ مین جاری رہا اور بقیہ شیعیونکی جماعتین فیضیاب ہوتی رہین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا دشت کربلا مین محفوظ رہنا بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام معجزہ تھا ورنہ سادات کا عالم مین نشان نہوتا اور شیعیون کی تعلیم کا سرچشمہ بند ہو جاتا یہہ واقعات حیرت انگیز ہین کہ تمام بنی اُمیّہ اور آل عباس ایمہ اطہار کے مناقب اور فضایل اور مراتب سے واقف تھے مگر مُلکی طمع اور لالچ سے برابر ظلم کرتے رہتے تھے ایسے ایک واقعہ سے تصدیق اس دعویٰ کی ہو سکتی ہی اور واقعہ کیا ہی یہہ ہے کہ جب سر اقدس جناب امام حسینؑ کا بکر مین[۱]

[۱] آعثم کوفی ۱۲

بک نے ابن زیاد کے روبرو کوفہ مین رکھا تو اوسنے جناب امام حسین علیہ السلام کے فضایل ذیل کے اشعار مین بیان کیے تھے۔

املار کابی فضۃ وذہبا انا قتلت الملک المحجبا ومن یصلی القبلتین فی الصبی قتلت خیر الناس اما وابا وخیرہم اذ ینسبون النسبا۔ یعنی مجکو بیشمار زر وسیم عطا کر کیونکہ مین نے اوس بادشاہ کو کہ جسکا نہایت درجہ کا دبدبہ اور جسکی شکوہ اور ہیبت حجاب مین تھی اور جس نے کہ ایام طفولیت مین روے مبارک قبلتین کی جانب کیا ہے اور نماز ادا کی ہے قتل کیا ہے اور مینے اوس شخص کو قتل کیا ہے کہ جب تمام عالم کے نسب کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ نسب مین تمام عالم سے بلحاظ مادر وپدر بہتر ہے۔

متمدین متوکل عباسی کے زمانہ تک دور دوازدہ امام کا ختم ہوگیا تھا اوسکے بعد علماے شیعہ نے ائمہ اطہار کی تقلید کے مطابق تعلیم شیعیون کی جماعتون مین شروع کی مگر جب شیعیون مین سے کسی کو ملکی طاقت حاصل ہوجاتی تھی تو علما کے طبقہ کو امن ملتا تھا اور جب ملکی انقلاب ہوجاتا تھا اور بجاے شیعیہ حکومت اہل سنت کی حکومت ہوتی تھی تو علما پر بھی جبر وظلم کیا جاتا تھا وہ بھی قتل کیے جاتے تھے اور محبس مین اونپر تکلیف اور تشدد ہوتا تھا دین کے شعار وہ ادا نہین کرنے پاتے تھے اور اونکی تعلیم اور ہدایت کو آزادی حاصل نہ تھی مگر باوجود ان تمام سختیون اور مصیبتون اور ظلم و تعدی کے وہ مذہب شیعیہ کے اشاعت اور رواج مین غفلت نہین کرتے تھے مصر اور شام اور حجاز مین علماے شیعیہ کا عروج اوس زمانہ مین تھا جبکہ مصر مین اسمٰعیلی خلافت قایم تھی اور بغداد مین دیلمیون کے اقتدار اور عروج کیوقت شیعیون کا مجمع تھا اور علماے دار المومنین حلہ اور اور مقامات نے بغداد مین آکر سکونت

اختیار کر رکھی تھی اور بغداد ایک ایسا مقام تھا کہ اوس سے نجف اشرف اور کربلائے
معلی اور دیگر مشاہد ائمہ اطہار قریب تھے۔ بغداد مین ایک محلہ کرخ مشہور تھا اوس مین
شیعیون کی آبادی تھی جب دیلمیون کا اقتدار ضعیف ہوگیا تھا تو اس محلہ پر اہل سُنت جماعت
کیجانب سے حکم جہاد کا ہوا تھا اور ایک دیلمی شیعہ جو ضعیف الاقتدار ہوگیا تھا اوسنے بخوف
یا کسی اور وجہ سے اوس جہاد کو جائز رکھا تھا مگر کرخ کے شیعیون نے اوس جہادی
جماعت پر پتھر مارے اور آخر کار کرخ کے شیعیون پر حملہ کیا گیا اور اوس حملہ مین شیعیون
کے مکانات مین آگ لگادی گئی اور محلہ کا محلہ لوٹ لے گئے تھے قریب تھا کہ سارے
کرخ کے شیعہ تباہ کر دیے جائین وزیر نے خلافت کی فوج لیکر اوس فتنہ وفساد کو
دفع کیا ایک جماعت شیعیون کی بالکل بیگناہ تھی وہ بالکل قتل کی گئی اور اونکے گھر لوٹ
لیے گئے اور کئی بازار کرخ کے جلا کر خاکستر کر دیے گئے تھے کئی دن تک یہہ فتنہ و
فساد جاری رہا علما بھی قتل کیے گئے اور قید ہوے تھے اور اسی پانچوین صدی
مین شیخ ابوجعفر طوسی ایک معتبر عالم مذہب شیعیہ کرخ کے فتنہ وفساد کے زمانہ مین نجف اشرف
کو چلے گئے تھے اونکا کتب خانہ اور گھر جلا دیا گیا تھا اور نجف اشرف مین اونھون نے
انتقال کیا تھا اسی طرح آل اسمٰعیل کی مصری خلافت کے معدوم ہو جانے سے
عُلمائے شیعہ ظلم وجبر کے نشانہ بن گئے تھے دوسرا واقعہ اسی بغداد کے محلہ کرخ مین
مستعصم بالله آخری خلیفہ آل عباس کے زمانہ مین ہوا تھا وہ یہہ ہے کہ خلیفہ کا
بیٹا امیر ابوبکر جو اعتقادات اہل سُنت وجماعت مین نہایت متعصب تھا اوسنے ایک
فوج کو حکم دیا کہ کرخ کے شیعیون پر حملہ کرے اوس فوج نے اوس محلہ پر حملہ کیا اور
شیعیون کو خوب لوٹا مارا اور اوس محلہ کے عُلمائے شیعہ کو اور دیگر برگذیدہ سُکّان

بالخصوص بنی ہاشم کو قید کرلیا اور شیعیون کے اہل وعیال کو اولٹا گھوڑون پر یعنی دُم کیطرف بٹھلایا اور تمام شہر مین تشہیر کیا یہہ جبر وظلم جبکہ اکثر خلفاے آل عباس کیوقت مین شیعیون اور سادات پر ہوا کیا تو آخری حالت شیعیون کیواسطے بھی یہی مناسب تھی کہ وہ باہم متفق اور متحد ہوکر انتقام لین مگر اوس زمانہ مین اونکا کوئی مُلکی یا اقتدار رہنما باقی نہ تھا کہ وہ اونکی ہمدردی اور حمایت کرتا اور بدلا لیتا ابن علقمی جو مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا شیعہ وزیر تھا اور علم وفضل مین اوسکا شُہرہ تھا اوسنے بلاکر کے دربار مین کوشش کی اور اوسکی کوشش اسوجہ سے کامیاب ہوئی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی شیعہ فلاسفر جنکا اوس زمانہ کے تاتاری دربار مین بڑا رسُوخ تھا اونھون نے بھی ہلاکو آمادہ کردیا اور اِسکا انجام یہہ ہوا کہ تاتاریون نے بغداد پر حملہ کیا اور اوسوقت کے خلیفہ کو گرفتار کرکے رُسوا اور ہلاک کیا۔

اور یہہ انتقام شیعہ جماعتون نے تاتاریون کے پردہ مین ایسا لیا کہ خلافت آل عباس کی مستعصم باللہ پر ختم ہوگئی۔ شیعیون کیوجہہ سے اول اول آل عباس کو خلافت حاصل ہوئی تھی اور جب احسان فراموشی کرکے اونپر ظلم کیا گیا تو وہی جماعت آخر مین باعث اوس خلافت کے نیست ونا مود کرنے کے ہوے۔

(شیعیون کی مذہبی اور مُلکی اشاعت) مذہب شیعہ کی مذہبی حقیقت اور صداقت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اوسکے مٹانے اور معدوم کرنے کیواسطے ایمہ اطہار اور اونکے شیعیون پر ظلم وجبر ہوتا رہا اور بعد واقعہ کربلا ایک سلسلہ ایمہ طاہرین کا ایسا قایم ہوا تھا کہ اوسمین سے کسی امام نے خلافت کے دعوی کا اظہار نہ کیا تھا مگر خُلفاء بنی اُمیہ اور بنی عباس اونپر ظلم کرتے تھے۔ اور اون اکابرین دین کی ہدایت کو روکتے تھے

جس سے اونکی غرض یہہ تھی کہ شیعیون کا گروہ معدوم کردیا جائے اور شیعیون کے
جس جور وظلم کا حال سابق مین لکھا گیا ہے اوس سے پایا جاتا ہے کہ اگر مذہب شیعہ مین
کوئی قدرتی خاصیت اور طاقت نہوتی تو وہ بعد اِس قتل اور خونریزی اور ظلم تعدّی
کے ہرگز قایم نہ رہتا زیدیہ اور علوی اور اسمٰعیلی شیعیونکے اگر علٰحدہ علٰحدہ امام تسلیم کرلیے
اور اونکے عروج اور زوال پر غور کیا جائے تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اونکی کوشش
اسلام کیواسطے نہ تھی بلکہ مُلک کیواسطے تھی اور جب مُلکی خواہشات سے اونکی نفوس
پاک نہ تھی تو اونکا مُلکی اور مذہبی عروج عارضی تھا اور ہمیشہ کیواسطے نہ تھا امامیہ مذہب کے
پیشواؤن کی تکالیف اور مصائب اور اونکے سچے پیرون کی تقلید اور اطاعت اور
جان ومال کا فدا کرنا محض اسلام کیواسطے تھا اور اوس مین ذاتی اور مُلکی خواہشات
کا لگاؤ نہ تھا پس اونکے فنا اور معدوم کرنے کیواسطے اگرچہ مخالفین مذہب شیعہ نے
بے انتہا کوششین کین مگر وہ اپنی ذاتی خاصیتون اور قدرتی خوبیون سے عالم مین
پھیل گیا۔ یعنی شیعہ مذہب کی حالت دُنیا مین ایسی ہی رہی ہے جیسے کہ انگور کی
بیل ہوتی ہے کہ جسقدر اوسمین کاٹ اور چھانٹ کیجاتی ہے اوسیقدر وہ لہلہاتی ہوئی
سبزہ کے ساتھ پھیلتی ہوئی چلی جاتی ہے شیعیون کی مُلکی اقتدار کی نسبت جب غور
کیا جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ جس خطہ عرب مین مُلکی اندیشہ سے خلفاے وقت نے
اونپر ظلم کیا تھا یعنی اونکو لوٹا مارا تھا اور اونکے پیشواؤن کو تکلیف اور مصیبت مین مبتلا
کیا تھا اوسی خطہ مین اونکو مُلکی عروج حاصل ہوا تھا مثلاً اسمٰعیلی شیعیون کا اقتدار مصر
اور شام اور شیر بہ وبطحیٰ مین ہوگیا تھا۔ اور اوس اقتدار کا اثر انہ اثر ایک زمانہ مین
بنی عباس کے خلافت پر بھی پہونچا تھا اور دیلمی خاندان کو جو اقتدار بغداد مین ہوا اُسکا

تذکرہ صدر میں کیا گیا ہے۔ اِن شیعیون کی حکومتون کے زمانہ مین اونکے مذہب کو فروغ
تھا اور مذہبی رفتار ملکی رفتار کے ساتھ تھی جب ملکی طاقت اونکی جاتی رہتی تھی اوسوقت
اونکا مذہبی فروغ بھی کالعدم سمجھا جاتا تھا ایران مین قبل دیلمی خاندان کے ایک صفاری
خاندان کے شیعہ حکمران تھے ابتدا مین یہہ دونون خاندان غریب تھے یعنی دیلمی ماہی گیری
کرتے تھے اور دوسرا خاندان ٹھٹھیرا تھا اور تانبے اور پیتل کے ظروف بنایا کرتا تھا
مگر اونکا تشیع مدت ہاے دراز سے چلا آتا تھا اِن خاندانون کے زمانہ مین مذہب
شیعہ ترقی پر تھا اور ملکی طاقت اوسکی حامی اور پشت پناہ تھی اور جب ملکی زوال ہوا
تو مذہب کا بھی زوال ہوا صفار[1] کے خاندان مین اول بادشاہ یعقوب بن لیث تھا جو
خلیفہ بغداد کی اپنے مقابلہ مین کچھ ہستی نہین سمجھتا تھا اس زمانہ کے خلیفہ معتمد باللہ نے
اوسکے پاس ایک ایلچی بھیجا تھا یعقوب علیل تھا تاہم اوس ایلچی کو اپنے روبرو بلایا
اور پیاز کی دو گٹھیان اور روٹی کے روکھے سوکھے ٹکڑے اور ایک تلوار اوسکے
آگے رکھدی اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا کہ اپنے آقاے نامدار کے کانون مین یہہ
فقرے ڈالنا کہ یعقوب لی عمر مستعار کا تصفیہ تلوار کی دھار سے ہوگا اور ظفریابی
کی صورت مین جو بات اوسکے جی مین آئیگی وہ بلا تکلف نہ کریگا اور اگر خلیفہ کے
نصیبون نے یاوری کی اور پایہ اسکے ہاتھ آیا تو یہہ واضح رہے کہ یہہ روٹی اور
پیاز اوسکی غذا ہے اور ایسے آدمی پر جو ایسی روکھی سوکھی غذا کا عادی ہو نہ خلیفہ
غالب آسکتا ہے اور نہ تقدیر اسکا کچھ کرسکتی ہے عضد الدولہ دیلمی نے اپنے زمانہ
حکومت مین مدینہ منورہ اور کربلاے معلیٰ اور نجف اشرف کی قدیمی عمارتونکو

[1] تاریخ ایران حصہ دویم مصنفہ میجر جنرل سر جان ملکان صاحب۔

پہلی شان وشوکت تک پہونچایا تھا اور حاجیون کو محصول سے آزادی بخشی تھی۔
ایران مین اسمٰعیلی شیعیونکی بھی حکومت رہی ہے مگر ترکون کے زمانہ مین یہہ شیعیونکی
حکومتین معدوم ہوگئین یقین جب ایران مین تاتاریونکا دور دورہ ہوا اور تاتاری
خوامن مین اسلام پھیلا تو اول خان جسنے شیعیہ مذہب اختیار کیا تھا وہ غازان خان
کا بھائی الجائیتو خان تھا جو سلطان محمد خدابندہ کے نام سے مشہور معروف تھا۔
قبل مذہب اختیار کرنے کے اوسنے چاہا کہ علمأ امامیہ اور علماء اہل سُنت وجماعت
مین مُباحثہ ہو اہل سُنت کیجانب سے خواجہ نظام الدین عبدالملک مراغی علماے شافعیہ
حاضر ہوئے اور امامیہ مذہب کیجانب سے شیخ جمال الدین علّامہ علی اور امامت کے
باب مین مُباحثہ ومناظرہ ہوا اوس مباحثہ مین شیخ جمال الدین فتحیاب ہوے اور جب
محمد خدابندہ نے اِس مباحثہ کے نتیجہ پر غور کیا اوسوقت اونھون نے مذہب امامیہ
اختیار کرلیا تھا۔ میلکان صاحب اپنی تاریخ ایران کے حصہّ سویم مین لکھتے ہین
کہ ایران کے بادشاہون مین شیعیون کے مذہب کا ظاہر کرنیوالا اور ترقی دینیوالا
سب کے پہلے یہی تاتاری بادشاہ تھا جو سکہّ اوسنے ضرب کرایا تھا اوسپر بارہ امامون
کے نام کندہ تھے اور ہر چند کہ یہہ بادشاہ خصایل حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا
مگر اوس مذہب خاص کا ظاہر کرنا بہ نسبت اون ذاتی خوبیون کے زیادہ تر مُلک
ایران مین اوسکی شہرت اور یادگاری کے قابل ہے۔
پھر ایران مین تیمور کا مُلکی اور مذہبی اقتدار رہا اور جب امیر تیمور اور سلطان بایزید یلدرم
سے جنگ ہوئی تو بعد فتحیابی کے تیمور کئی ہزار تاتاری موسوم بہ قزلباش قید کر کے

سلہ تاریخ ایران حصہّ دویم ۱۲ سلہ مجمع البحرین فی اولۃ الفربقین ۱۲

معاونکے ایران مین واپس آے - اور یہہ صدر الدین کے ملاقات سے مشرف ہوے
اور التماس کیا کہ جو خدمت اور کام میرے قابل ہو آپ ارشاد فرمائین بسر و چشم اوسکو
بجا لاؤنگا اوُنھون نے اپنی ذاتی نیکی اور خداپرستی کے لحاظ سے یہہ فرمایش کی
کہ جسقدر قیدی تم مُلک روم سے لائے ہو اونکو رہا کرو تیمور نے اوسپر عمل کیا اِن لوگون
نے شاہ صدر الدین کو اپنا پیشوا اقرار دیا اور اپنی حمایت اور سرپرستی سے ایک
پارسا اور عابد شیعیہ کے لڑکے کو دُنیا کے ایک وسیع سلطنت کے تخت پر بٹھلا دیا اور
وہ شاہ اسمٰعیل تھا کہ جسکے آبا و اجداد ہمیشہ اپنی اوقات گوشہ عافیت مین درویشانہ بسر
کرتے رہے - خاندان صفویہ مین اول قدم تخت سلطنت پر اسی نے رکھا تھا
اِس خاندان اور خاندان عثمانیہ ترک سے مدتون مذہبی اور مُلکی پردہ مین جنگ رہی
اور شیعیہ اور سُنی کے درمیان مین بڑی خونریزی ہوا کی شاہ اسمٰعیل نے مذہب
شیعیہ کو ایران مین بڑا فروغ دیا تھا اور اِس خاندان کو ایران مین ایسی مُلکی اور
مذہبی طاقت حاصل ہوئی تھی کہ واقعی ایران شیعیونکی مذہبی اور مُلکی طاقت
کا ایک سرچشمہ ہو گیا تھا جبکہ محمود و اشرف سُنی آفاغنہ نے ایران پر تسلط حاصل کیا
تو اونکی وحشیانہ اور سفاکانہ حرکات سے شیعیو نپر ایسا ظلم ہوا تھا کہ تاریخ عالم مین
ہمیشہ یادرہیگا نادر شاہ تاریخ ایران حصہ چہارم مولفہ مسٹر جرل میلکام سے معلوم
ہوا کہ دس لاکھ شیعہ تباہ اور قتل ہوے تھے اور اصفہان مین یہ نوبت پہونچی
تھی کہ ماکولات کے اقسام سے کسی چیز کا نام و نشان نہ باقی رہا تھا گھوڑے
اور اونٹ اور خچر کا گوشت ایسا گران تھا کہ بجز بادشاہ ایران اور بعض نامی
گرامی سرداران اور دولت مند لوگون کے کسیکو نام کے لیے بھی نصیب

نہوتا تھا اور آخرکار یہان تک نوبت پہونچی کہ کتون اور گدہون وغیرہ اور اور جانورون
کا گوشت جنکو کہ ایران ناپاک اور حرام جانتے تھے جہان تک دستیاب ہوتا تھا
بے تکلف کھاتے تھے جب یہہ رسد بھی اختتام کو پہونچی تو اون مصیبت کے
مارون نے درختون کے پتون اور چھال اور جوش دیے ہوے چمڑے پر اوقات
گذاری شروع کی یہ چیزین بھی جب ناپاک ہوگئین اور نہ ملین تو آدمی کے گوشت
پر نوبت آگئی فاقون کی شدت سے لوگون کی آنکھین بند تھیں اور چہرون کا رنگ
اڑگیا تھا جسم ناتوان اور لاغر ہوگیا تھا ہزارہا نعشین جا بجا گلی کوچون مین پڑی
ہوئی نظر آتی تھین اور جو لوگ نیمجان باقی تھے وہ اون نعشون کو نعمت غیر مترقبہ
سمجھکر ہر طرف سے چمٹ رہے تھے اور اون کا گوشت کاٹ کاٹ کر اپنی مصیبت
کے ایام بسر کرنے مین کوشش کرتے تھے اخیر مین یہان تک نوبت پہونچی
کہ زندہ آدمی بے دہڑک زندون کو مار کر کھانے لگے مان باپ اپنی اولاد کو
مار مار کر اپنا پیٹ بھرنے لگے جو بیچارے بڑے نیکبخت اور حیادار کہلاتے تھے
اور ایسے ناشایستہ طریقہ مین اپنی زندگی بسر کرنیکو سخت ناروا خیال کرتے تھے
وہ اپنے اپنے خاندانون کو زہر دے کر اور خود زہر کھاکر ہلاک کرتے تھے
شہر کی کل سڑکین اور کل بازار اور شاہی باغات مُردون کی نعشون سے بھری
ہوئی تھین دریا کا پانی ایسا متعفن ہوگیا تھا کہ اوسکا پینا دشوار ہوگیا تھا۔
یہ اصفہان کے نظایم کا موقع تھا اسی طرح پر جس جس مقام پر افغان نے
حملہ کیا تھا وہان کے شیعون پر ظلم ہوا تھا مگر جب نادر شاہ کے کارنامون کا
زمانہ آیا تو باقی ماندہ شیعہ جماعتون کے دم مین دم آیا اور نادر شاہ کے قتل کے

بعد یہ ترک شیعیون کی حکومت ایران مین ہوئی اور ترک ناجاری ایران مین ابتک قایم ہین - ایران مین خاندان صفویہ کے عروج حکومت سے ترکستان اور دیگر قرب وجوار کے خلاف مذہب حکمتون مین شیعہ مذہب کی قدر ومنزلت بڑھ گئی تھی اور اس مذہب کو دنیا مین پولیٹکل مونہہ حاصل ہوا تھا ایرانیون ہی کی بدولت ہندوستان مین اس مذہب کی اشاعت ہوئی قبل ہمایون بادشاہ کے ایران مین بھاگ جانے کے دکن مین بہمنیہ سلاطین کے عہد مین شیعیون کی اشاعت ہو گئی تھی اور حیدرآباد اور بیجاپور مین شیعیون کی حکومت مدتون رہی تھی اور کشمیر مین بھی شیعیون کی حکومت قائم تھی اور جب ہمایون ایران مین پہونچے اور شاہ نے اونکی خاطر ومدارات کی تو قبل روانگی ہندوستان اون سے عہد لیا تھا کہ ہندوستان مین آپ شیعہ مذہب کی ترویج اور اشاعت مین کوشش فرمائیگا معلوم ہوتا ہے کہ ہمایون نے اس جانب توجہ کی تھی کیونکہ بعد ہمایون کے دربار معینہ مین شیعیون کی ترقی تھی خصوصًا شاہجہان کے زمانہ مین ایرانی شیعیون کی حکومت ہو گئی تھی اکبر کے زمانہ مین کشمیر کے شیعہ کی حکومت معدوم کردی گئی اور عالمگیر کے عہد مین حیدرآباد کے قطب شاہیون اور بیجاپور کے شیعہ کی حکومت جاتی رہی تھی آخر مین برہان[1] نظام شاہ نے سید طاہر شاہ کی وجہ سے مذہب شیعہ کا اختیار کرلیا تھا اس سے پیشتر محمود شاہ غزنوی کے حملون قبل اور تغلق کے زمانہ کے پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل قرامطیہ یعنے شیعیان آل اسمٰعیل ملتان مین

[1] طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ ۱۲ [2] جامع الاحکام فی فقہ الاسلام مولفہ مولوی سید امیر علی خان صاحب بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ ۱۲ [3] طبقات اکبری و تاریخ فرشتہ ۱۲

حکومت کرتے تھے اور ہندوستان مین اونکے مذہب کی اشاعت تھی کیونکہ
فیروزشاہ ایک فرمان مین لکھتا ہے کہ اونکے مذہب کی کتابون کو جلادینا
چاہیے مگر محمود غزنوی نے اونکو خیال کیا اور فیروزشاہ کے زمانہ مین اونپر
ظلم ہوتے تھے مغلیہ حکومت کے زمانہ مین عالمگیر کے بھائی شاہ شجاع[1] کا مذہب
شیعہ تھا اور بعد عالمگیر کے بہادر شاہ شہنشاہ ہند نے شیعہ مذہب کا اظہار کیا تھا
سادات بارہیہ کا عروج دہلی مین ہوا ادہر مرشدآباد اور اودھ کے شیعہ حکومت
سے اِس مذہب کی ترقی ہندوستان مین زیادہ ہوگئی تھی۔

یہ حصہ شیعون کے مُلکی اقتدار کا عراق عرب اور ایران اور مصر مین تھا اگر غور کیا جائے
تو مصر اور ایران مین آل اسمٰعیل اور سادات صفویہ مذہب کے پیرایہ مین مُلکی اقتدار حاصل کیا تھا اور
اہل قرامطہ اندلس تک پہونچے تھے اور اسی مُلکی اقتدار کی بدولت اونکی حکومت گئی اور
قتل کیے گئے مگر باوجود اِن سب خرابیون کے پھر مذہب شیعہ اثنا عشری کی حکومت قایم رہی
اور دیگر شیعونکی حکومت دنیا مین اب نہین کہ محمود اور اشرف کے ظلم و جور سے ایران مین مذہب شیعہ
ہوچکا تھا مگر قدرتی کرشمون کا نتیجہ تھا کہ پھر اونکی اوس مُلک مین ترقی ہوئی اور وہ پھولے پھلے اور اسی
مذہب اثنا عشری کا بول بالا رہا اور افغانستان اور کوہ ہمالیہ کے اوس جانب سکونت رکھتے ہین اور
ہزارے مین نصیری شیعہ بکثرت مین چترخان کے امیر نہایت ہی ظلم کرتے رہتے ہین مگر اس فرقہ کو حکومت
حاصل نہین ہی اور نہ زیدیہ شیعہ اسمین حاکم ہین اب شیعہ صاحبان اور اہل سنت و جماعت کو مناسب ہے کہ باہمی جنگ و جدل
اور بغضات مذہبی کو ترک کر دین کیونکہ یورپین فوجون کی دنیا مین ترقی ہی اور اونکے مقابلہ مین انکو مذہبی
اور مُلکی اتفاق اور اتحاد مناسب ہی ورنہ اسلام کو سخت صدمہ پہونچے گا۔

[1] تاریخ عاقل خان ۱۲

باب ہفتم

حالات روضۂ اقدس و عزاداری جناب امام حسین علیہ السلام

قبل اسکے کہ تعزیہ کے تاریخی حالات بیان کیے جائین مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ روضۂ اقدس حضرت امام مظلوم کی تاریخ پر غور کیا جائے۔

مورخین نے نہایت صحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ بعد ختم ہونے معرکۂ کربلا اہل
غاضریہ یعنی بنی اسد نے اجساد مطہرہ شہداء کربلا کو دفن کیا تھا اول جس شخص نے
اُن مشاہد مقدسہ مین چراغ روشن کیا تھا وہ ایک گدا اُسی دشت کربلا کے آباد
موضع کا باشندہ تھا اور اس زمانہ مین جب تک کہ اُسکی نسل سے کوئی شخص روشنی
اول نہین کرلیتا کربلا مین جھاڑ اور فانوس روشن نہین کیے جاتے جو حالت قبر
مقدس حضرت سید الشہداء کی دفن کے وقت تھی اوسی حالت کو حضرت امام
زین العابدین علیہ السلام نے شام سے رہا ہوکر ملاحظہ فرمایا تھا اور اول زائر
جابر بن عبداللہ انصاری ہین کہ انھون نے زیارت پڑھی تھی۔

اہل غاضریہ نے مجاورت اختیار کی تھی اور حفاظت کی غرض سے خام یا پختہ حلقہ گرد
قبر کے بنا دیا تھا اُس زمانہ مین شیعون کا طبقہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو رہا تھا
اور اظہار تشیع جرم عظیم تھا یزید کے خوف سے زوارون کا مجمع نہین ہوتا تھا مگر خفیہ
زیارت آیند و روند کرلیتے تھے مختار ثقفی کے عہد مین شیعون کو علانیہ زیارت کا حق
حاصل ہوگیا تھا جس زمانہ مین کہ مصعب ابن زبیر نے مختار کو قتل کیا تھا تو پھر شیعون
کی آزادی مین خلل پڑ گیا تھا اور مدت ہائے دراز تک کربلا کی حالت مین کسی قسم کا

تبدل وتغیر نہوا تھا ہارون رشید خلیفہ عباسیہ کی نسبت مشہور ہے کہ اُنھون نے
نجف اشرف مین حضرت علی مرتضی کے مشہد کو دریافت کیا تھا اور اُسکو زیارتگاہ
قرار دیا تھا مگر اُنکے پوتے صاحب متوکل خلیفہ عباسی نے ۲۳۶ھ ہجری مین ازراہ
تعصب مذہبی کربلا اور نجف اشرف مین وہ ظلم کیا کہ جب تک دنیا مین اسلام
قائم رہے اُسکا نام بدی اور بُرائی سے یاد کیا جاے گا اُسنے حضرت علی مرتضی
اور جمیع شہداء کربلاء علی کی قبرون کو مٹا دیا تھا اور جناب امام حسین علیہ السلام
کی قبر کے مقام پر زراعت کا حکم دیدیا تھا زیارت کرنے والون پر سخت محصول
قائم کیا تھا اور جب اس سے بھی محبان اہلبیت باز نہ آئے تو ایذا اور تکلیف
شیعون کو پہونچائی جاتی تھی یعنی اُنکے اعضا کی قطع برید ہوتی تھی اُسنے کربلا کے
مکانات منہدم کرا دیے تھے لیکن بعد اُسکے جب منتصر باللہ ابن متوکل خلیفہ ہوا
تو اُسنے اُن مشاہد کی زیارت کا حکم دے دیا تھا اور پھر اُن مشاہد کی درستی
اور تعمیر ہوگئی تھی جبکہ دیلمی خاندان کا اقتدار بغداد مین قائم ہوا اور بعض خلفاء
بنی عباس شیعہ ہوگئے تو پھر کربلا اور نجف اشرف مین آبادی ہوگئی تھی اور دیلمیون
نے مشاہد مقدسہ کی زینت اور رونق کے واسطے عمارتین بنوادی تھین محمد خدابندہ
جو تاتاری بادشاہون چنگیز خان کی اولاد سے اول شیعہ بادشاہ گذرا ہے اُسکے
وقت مین شیعون کا اقتدار بڑھ گیا تھا اور کربلا اور نجف اشرف مین زیادہ تر رونق
ہوگئی تھی شہنشاہ تیمور نے جب دشت کربلا مین روضہ اقدس کی زیارت کی تھی تو
گرد مشہد کے خشت پختہ کا ایک حلقہ بطور روضہ بنا ہوا تھا صفوی اور قاجاری بادشاہون
نے کربلا اور نجف اشرف مین طلائی گنبد بنوادیے تھے - یہ انقلابی حالت کربلا کی

فتح علی شاہ بادشاہ ایران کے زمانہ کی قبل کی ہے زمانہ فتح علی شاہ مین ایک سیاح
مسلمان ہندوستان سے کربلا گیا تھا اُسنے اپنے سفرنامہ موسوم بہ (مسیر طالبی)
مین اُس پُرآشوب حالت کا تذکرہ کیا ہے جو وہابیون کے حملہ کربلا سے پیدا ہوگئی تھی
اُسکا بیان ہے کہ ذیحجہ کے مہینے مین بروز عید غدیر بہت سے باشندے کربلا کے
نجف اشرف مین زیارت کے واسطے گئے تھے اس اثنا مین پچیس ہزار وہابی دیوار
شہر کربلا کے قریب آئے انسے پہلے زوارون کے لباس مین بعض وہابی شہر مین
داخل ہوچکے تھے اور کربلا کے حاکم عمر آغا نے اشارہ کردیا تھا وہ اول شہر کے اندر
آئے اور اقتلوا المشرکین کا آوازہ بلند کیا عمر آغا ایک گانون مین بھاگ گیا وہابیون
نے بعد قتل عام خواہش کی کہ گنبد اقدس کی طلائی اینٹون کو کھود کر لیجائین مگر
وہ نہایت مضبوط تھا کامیابی نہوئی لیکن قبر اور اندرون گنبد کو تبر وغیرہ سے خراب
کردیا تھا اور اُسی دن قریب شام وہان سے چلدیے پانچ ہزار شیعہ قتل ہوگئے تھے
اور زخمیون کا حساب نہ تھا شہر کو لوٹ لیا اور بہت سا اسباب طلائی اور نقرئی
لے گئے تھے صحن اقدس مین مقتولین کا خون جاری تھا اور گنبد اور صحن کے حجرون
مین بیشمار مقتولین کی لاشین پڑی ہوئی تھین محلہ حضرت عباس اور گنبد حضرت
عباس محفوظ رہا تھا مین اس حادثہ کے گیارہ مہینے کے بعد کربلا مین پہونچا تھا مگر
لوگون مین چرچا بدستور تھا لوگ روتے تھے اور ذکر سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے
جب وہابی چلے گئے تھے تو صحرائی عربون نے ہاتھ صاف کیا تھا اور بقیہ مال لوٹ کر
چل دیے تھے۔ اور یہ لوٹ ایک رات دن رہی تھی۔ یہی سیاح ترکون کا متعصبانہ
برتاو شیعون کے ساتھ کربلا مین بیان کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ باوجود قرب بغداد

اور تعصب ترکون کے شیعون مین تقیہ نہین ہے اور سامرہ اور نجف اور کربلا مین شیعہ
زیادہ آباد ہین ترک جب علاوہ ان مقامات متبرکہ کے اور کسی مقام پر کسی شیعہ کو دیکھتے ہین
تو متعصبانہ برتاو کرتے ہین اور تھوک مارتے ہین مگر ان مقامات مین اُنکا برتاو ایسا
متعصبانہ دیکھنے مین نہین آیا اسکے مختلف وجوہ لوگون نے سیاح سے بیان کیے مگر
اُسنے لکھا ہے کہ میرے نزدیک ترک بہ طمع آمدنی کثیر ان امور مین دخل دینا نہین چاہتے
ترک ان مشاہد کا قیام اسی وجہ سے چاہتے ہین اور خلوص اور محبت اُنکا منشا نہین ہے
اور اسکی چار وجہین ہین اوّل ترک بخواہش زیارت کو نہین آتے ہین مگر جب ان مشاہد
مین آجاتے ہین تو اُنکو زیارت کی خواہش ہوتی ہے دوم زوارون پر اُنکو بہت کم
رحم آتا ہے اور مفلس اور محتاج سے کپڑے لیتے گذرگاہون پر چھین لیتے ہین سوم زوارون
کی ایذا رسانی کے وسائل پیدا کرتے رہتے ہین اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ مشاہد کی
عمارتون کی جانب سے بالکل بے پروا ہین چہارم یہ کہ روشنی کے واسطے ان مشاہد مین
رقم معقول معین نہین ہے کاظمین اور نجف اشرف اور کربلا مین وہان کے
باشندون کی وجہ سے قلیل روشنی ہوجایا کرتی ہے لیکن سامرہ کا دروازہ شام ہی سے
بند کردیا جاتا ہے جسکی حالت پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

شب ہاے تار ہمچون گدایان بعہد او ✣ مسجد چراغ مے طلبد دائم از خدا ✣

اس حال کے مشاہدہ سے مجکو نہایت افسوس ہوا کہ امام علی الہادی کے روضہ
کو مین نے مقبرہ سالار مسعود غازی اور شاہ مدار سے کم رونق پایا اور مزار امام اعظم
مین زیادہ تر رونق دیکھنے مین آئی اور اُسکا گنبد بھی نہایت عمدہ ہے اور مزار
شیخ عبد القادر جیلانی نہایت درجہ ساز و سامان سے آراستہ ہے اُسمین طعام

تقسیم ہوتا ہے اور ایک مدرسہ اور مسجد اُس سے متعلق ہے علیٰ ہذا مرزا شیخ شہاب الدین سہروردی اور مزار خارج از شہر مثلاً گنبد شیخ معروف کرخی اور شیخ اخی قصاب و مقبرہ زبیدہ خاتون کی یہی حالت ہے اور اُس عمارت کی بھی یہی حالت ہے جسکے پاس حضرت علی مرتضیٰ اثنائے سفر صفین مین تشریف لے گئے تھے اور اعجاز سے ایک چشمہ پانی کا جاری کیا تھا۔

اُس زمانہ مین جب کہ سیاح کربلا گیا تھا حالت تنزل اور انحطاط کی ہوگی مگر اس زمانہ مین ہر چند کہ سلطان روم اور امرا ترک نے اُن مشاہد کی زیب و زینت کے واسطے کچھ امداد نہین کی لیکن شیعہ بادشاہون اور شیعہ امرا اور تجار نے ہزار ہا روپیہ صرف کیا ہے اور اُن سب حالتون کو ترقی پر پہونچا دیا ہے جو اُس زمانہ مین سیاح کو افسوسناک نظر آتی تھین۔

حالات عزاداری جناب امام حسین علیہ السلام

تاریخ کے اس واقعہ کی صداقت اور سچائی مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے کہ اول معز الدولہ دیلمی نے بغداد مین مجالس علی شورہ اور ماتم کی بنا قائم کی تھی اور ایک روایت سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے زمانہ مین مجلس کی بنا شروع ہوئی ہے آپ نے دعبل خزاعی سے فرمایا تھا کہ مصائب کربلا کے متعلق اشعار پڑھنا چاہیے اُنے اشعار نظم کرکے پڑھے اور حضار نے گریہ و زاری کی بعد ختم ہونے کے خرمون کی تقسیم ہوئی حضرت امام نے اُس شاعر کو دو حصہ عطا فرمائے بیان کیا جاتا ہے کہ اُسی دن سے مجالس عاشورہ مین ذاکر کے دو حصے

قرار پا گئے ۔
معز الدولہ دیلمی نے اول اول علمون کو رکھا تھا اور اُسی کی تقلید ایرانیونمین برابر
ہوتی چلی آتی ہے ہندوستان مین عزاداری کے طریقہ کے موجد امیر تیمور معلوم
ہوتے ہین اُنھون نے اول تعزیون کو رواج دیا تھا اور قبل جاری کرنے اس
طریقہ کے اُنھون نے اسکے جواز کا فتوی علماء سے حاصل کر لیا تھا اُنکو کربلا مین
زیارت کے وقت بشارت ہوئی تھی کہ ہندوستان کی فتح اس عزاداری کے
قائم کرنے سے ہوگی امیر تیمور کے آنے سے قبل اور بعد جو ایرانی امراء ہندوستان
اور دکن مین تھے وہ ایرانی طریقۂ عزاداری کے پابند تھے قطب شاہ کا خاندان گولکنڈہ
اور حیدرآباد مین عزادار حضرت امام مظلوم کا تھا مگر علمون کا رواج تھا اس زمانہ
مین بھی حیدرآباد مین محرم مین اُن علمون کی زیارت کرائی جاتی ہے ۔ وہ علم پیتل کے
ہین بعض ڈیرھ گز اور بعض دو گز اور بعض تین گز کے ہین قطب شاہیون کے زمانہ
مین عشرہ محرم مین حکم ہو جاتا تھا کہ ہر قوم کا آدمی سیاہ پوش ہو اور گوشت فروخت
نکیا جاے اور شراب وغیرہ کی دُکانین بند کرا دیجاتی تھین ۔ برہان شاہ حکمران
احمد نگر بدولت سید طاہر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا اور اُنھون نے بھی علمون
کے رواج کو پسند کیا تھا اور خطبہ اور سکہ مین ائمہ اطہار کا نام قائم کیا تھا اُس
زمانہ مین سید طاہر ایک عالم متبحر امامیہ مذہب کے دکن مین عراق سے آگئے تھے
اُنکی عزت اور اُنکا وقار اُس ملک کے حکمرانون مین زیادہ تھا برہان شاہ کے
تبدیل مذہب کی وجہ تاریخ فرشتہ مین سید موصوف کی تاثیر دعا سے عجیب
لکھی ہوئی ہے اُنکا ایک ہی لڑکا تھا وہ تپ و لرزہ مین مبتلا ہو گیا تھا ڈاکٹر اور

مصرانی طبیب علاج کرتے کرتے تھک گئے اُسکو صحت نہوئی والدین نہایت حیران
و پریشان رہتے تھے ایک روز سید طاہر نے اُنسے کہا کہ اگر آپ مذہب امامیہ اختیار کرین
تو لڑکا شفا پاجاے اُنھون نے اقبال کیا سید ممدوح کی برکت دعا سے رات کے
وقت اُنھون نے خواب مین دیکھا کہ پنج تن پاک تشریف لائے اور بیمار کے پلنگ
کو جنبش ہوئی جناب رسولؐ خدا فرماتے ہین کہ لڑکا اچھا ہے بس صبح کو لڑکا بالکل
اچھا تھا گویا بیمار ہی نہوا تھا پس اُس عالم سید کی تاثیر دعا سے جب وہ لڑکا اچھا
ہوگیا تو برہان نظام شاہ نے دربار مین باعلان مذہب امامیہ اختیار کرلیا تھا تاریخ
فرشتہ مین اس حال کو تصریح لکھا ہے مگر مطبوعہ نسخہ مین ایک فقرہ تعصب سے کسی نے
لکھدیا اور وہ چھپ گیا ہے کہ یہ قصہ رافضیون کے اختراعات سے ہے حالانکہ ایک
بڑے قدیم نسخہ مین جب دیکھا گیا تو یہ فقرہ غائب تھا۔ بیجاپور کے عادل شاہی بھی علمون
کو قائم کرکے عزاداری کرتے تھے۔ نواب برہان الملک اور نواب شجاع الدولہ اور
نواب آصف الدولہ شاہان اودھ لے ایرانی طریقہ کے تابع تھے مشہور تاریخ عماد السعادت
مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ عشرہ محرم مین علم نکالا کرتے تھے اور دہلی مین
بڑی شان و شوکت سے بادشاہ کے حضور مین جاتے تھے جس زمانہ مین کہ احمد شاہ
درانی آئے تو نواب شجاع الدولہ نے ایام محرم مین حسب دستور علم نکالے اور
اُنکی خدمت مین گئے شاہ شاہان احمد شاہ درانی نے نواب صاحب کے آنسو
اپنے رومال مین لے لیے اور اُنکو ذریعہ نجات سمجھا تھا غرض کہ ایرانی دنیا مین جن
مقامات مین ہین علمون کے رواج کے پابند ہین۔ افغانستان مین شیعہ امامیہ
اسی رواج کو جاری کیے ہوے ہین مگر نصیری فرقہ جو ہزارہ اور بدخشان کے

قرب وجوار مین سکونت رکھتا ہے اور اُنکا شمار لاکھون مین ہے وہ اس اعتقاد سے کافر ہوگیا ہے کہ حضرت علی مرتضی خدا ہین وہ رمضان کے مہینے مین دکتے ہوے کوون پر ماتم کرتا ہے اور اسکی وجہ بغیر اسکے اور کوئی معلوم نہین ہوتی کہ حضرت علی مرتضی نے رمضان کے اخیر مین شہادت پائی تھی۔

تربتون کا رواج عہد عالمگیر تک بلکہ محمد شاہ اور احمد شاہ کے زمانہ تک پایا جاتا ہے عالمگیر کے زمانہ کا حال خافی خان نے قلمبند کیا ہے وہ مورخ لکھتا ہے کہ دار السرور برہانپور مین ایک قضیہ پیدا ہوا تھا کہ شیعون نے تابوت (تربت) عشرہ محرم مین رکھا تھا اور اُسکو گشت کرانا چاہتے تھے اہل سنت وجماعت نے اوسکو روکنا چاہا اس قضیہ کی خبر بادشاہ کو ہوئی اُنھون نے ایک فرمان جاری کیا کہ تابوت رکھے جائین مگر ہندوستان مین گشت نکرائے جائین۔

ہمارے خاص قصبہ مین اول عزادار سید احمد حسین صاحب کے آبا واجداد تھے یہ بڑا تعزیہ اوٹھنا وہاں کے مشہور ہے تقریباً چار سو برس سے وہ رکھا جاتا ہے اسکے تاریخی حالات سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ اول مین وہ بطور تربت کے تھا اور رات کے وقت خفیہ دفن کیا جاتا تھا یہ اُس عالمگیری فرمان کا اثر معلوم ہوتا ہے گو محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے زمانہ مین شیعون کو اپنے مذہبی شعار کے ادا کرنے مین آزادی ہوگئی تھی تاہم دیہات مین خفیہ تربت دفن کیجاتی تھی نادر شاہ کے زمانہ مین یا نواب برہان الملک یا نواب منصور علی خان کے عہد مین قزلباش سوار ہمارے خاص قصبہ مین فیض آباد سے دہلی جاتے ہوے عشرہ محرم مین مقیم ہوگئے تھے اور اُنھون نے ایک ندی پر کربلا قرار دی اور اُس دن سے

آج تک اوسی ندی کے کنارہ تعزیہ دفن ہوتے ہین۔
اصل قبر شریف کی نقل تربت کو سمجھنا چاہیے اور اوسکی حفاظت اور زینت کے واسطے روضہ یا گرد اوس کے حلقہ بنا دیا جاتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب تنہا قبر شریف تھی اور ایک حلقہ بنا ہوا تھا تو ہندوستان مین اوسکی بعینہ نقل تُربت بنائی گئی اور گرداد سکے کاغذی حلقہ کردیا گیا تھا۔ اور جب طلائی گنبد اصل قبر شریف کا بنایا گیا تو ہندوستان مین اوس کی نقل تعزیہ کیا گیا۔ اول تعزیہ قریب چار سو برس کے ہوئے کہ بریا خان نے کربلا جاکر ہمایون بادشاہ کے واسطے زمرد ترشواکر بنوایا تھا۔ ہماری راے مین یہ اوس وقت بنایا گیا تھا جب ہمایون شیعہ بنکر ایران سے ہندوستان مین واپس آئے تھے۔ یہ زمردین تعزیہ چھیالیس ۴۶ تولہ وزن مین ہے اور اس کی قبر پر نقش اعظم کندہ ہے اور علمون پر یا علیؑ یا علیؑ اور زیر ممبر یہ عبارت کندہ ہے (غلام امام بریا خان ۹۵۹ سنہ ہجری)۔
گویہ تعزیہ ہندوستان مین آگیا تھا مگر گنبد دار تعزیہ کا رواج اوس زمانہ سے عام طور پر نہ تھا۔ ہمایون شاہ اور اونکے درباری اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہونگے۔ عام رواج لکھنؤ سے شروع ہوا ہے۔ ہمارے قصبہ مین ایک مرد بزرگ جناب میر انتظام حسین صاحب

قبلہ ہین اون کی زبانی معلوم ہوا کہ آغاز زمانہ نواب
آصف الدولہ بہادر مین اول ایک سبزی فروش نے تعزیہ
بنایا تھا۔ اور بانس اور سینٹھون وغیرہ سے اوس کی ساخت
ہوئی تھی جب وہ سبزی فروش مرگیا اور اوس کے گھر مین
افلاس پیدا ہوگیا اور ایک زمانہ کے بعد اوس کا گھر بھی
نہ رہا تو تعظیم کے لحاظ سے تیمناً و تبرکاً اور لوگ اوس مقام پر
چراغ روشن کرجایا کرتے تھے۔ اوسی مقام پر ایک امام باڑہ
میر باقر صاحب نے بنوایا تھا اور عزاداری کی گئی اس
کے بعد تعزیون کا عام رواج ہوگیا اور رفتہ رفتہ سادہ
رجگون نے بنگلہ دار تعزیون کا رواج دے دیا۔ اور لطافت
اور زینت زیادہ تر بڑھتی گئی تھے کہ اس زمانہ مین ہندوستان
اور تمام دُنیا مین جس مذہبی ولولے اور دینی سرگرمی سے
عام مسلمانون مین خصوصاً شیعہ امامیہ نے ہر سال
عشرہ محرم مین اوس بیکس اور مظلوم کے غمناک حالات
کو بطور یادگار قائم کر رکھا ہے جو اسلام مین محض
خوشنودی خدا اور رسول اور بقاے اور قیام اسلام
کے واسطے شہید ہوگیا تھا۔

یہ ایک بے نظیر اور عظیم نشان یادگار اسلام ہین
ہے بلکہ اعلاء کلمۃ الحق کا ایک وسیع اور قوی

وسیلہ ہے۔ ضرور اسی تاریخی مضمون پر یہ شعر صادق آتا ہے۔ ؎

سر داد و نداد دست بردست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

باب ہشتم

فرقہ ہاے اسلام کے بیانمین

معتزلہ

(۱) معتزلہ منسوب بواصل بن عطا تلمیذ حسن بصری اس فرقہ سے ۱۹ فرقے اور پیدا ہوئے ہین۔

(۲) واصلیہ اصحاب ابی الہذیل واصل بن عطا ہین اور انکے چار مسائل عقاید مین خلاف مشہور ہین۔

(۳) ہذیلیہ۔ اصحاب ابی الہذیل حمدان العلاف تلمیذ عثمان بن خالد کا اور دس مسئلہ عقائد مین خلاف شرع انکے ہین۔

(۴) نظامیہ۔ اصحاب ابراع بن سیار انتظام مسائل فلاسفہ کو عقائد مین داخل کیا اور ۱۳ مسائل خلاف اسکے ہین۔

(۵) اسواریہ۔ یہ فرقہ بہی ایک شاخ نظامیہ کی ہے۔

(۶) اسکافیہ۔ اصحاب ابی جعفر اسکاف کے ہین۔

(۷) جعفریہ۔ اصحاب جعفر بن مبشر ہین۔

(۸) بشریہ۔ اصحاب بشر بن معتمر کے ہین۔

(۹) زداریہ۔ اصحاب ابوموسی عیسی بن جیح المزدار ہین اور یہ تلمیذ بشر کا ہے اور ایسا زہد اختیار کیا تہا کہ اون کو معتزلہ کا راہب کہتے ہین

(۱۰) ہشامیہ۔ اصحاب ہشام بن عمر الفوطی ہین۔

(۱۱) اصحاب احمد بن حابط اور حابط تلمیذ نظام کا ہے۔ یہ فرقہ دو خدا کا قائل ہے۔

(۱۲) معمریہ۔ اصحاب معمر بن عباد اسلمی ہین۔

(۱۳) ثمالیہ۔ اصحاب ثمامہ بن اشرس النمیری کے ہین۔

(۱۴) خیاطیہ۔ اصحاب ابی الحسن بن ابی عمرو الخیاط کے ہین۔

(۱۵) جاحظیہ۔ اصحاب عمرو بن بحر الجاحظ۔ یہ فرقہ زمانہ معتصم و متوکل عباس مین پیدا ہوا ہے۔

(۱۶) کعبیہ۔ اصحاب ابو القاسم بن محمد الکعبی ساکن بغداد وہ تلمیذ خیاط ہین۔

(۱۷) بہشمیہ۔ منسوب بہ ابو ہاشم معتزلی۔

(۱۹و۲۰) ان دو فرقون کا نشان نہین ملتا۔

تعداد فرقہ شیعہ

(۱) کاملیہ۔ منسوب ابو کامل کفر صحابہ بسبب ترک بیعت علیؑ کے اور کفر علیؑ کے بسبب ترک طلب حق کے اور قائل تناسخ ہین۔

(۲) بیانیہ۔ منسوب بہ بیان ابن سمعان التمیمی الہندی قائل صورت خدا و امامت علیؑ و محمد حنفیہ ہین۔

(۳) منصوریہ۔ منسوب بہ ابو منصور العجلی اور امامت محمد بن علی بن الحسین و بعدہ امامت ابن ابی منصور کے قائل ہین۔

(۴) غرابیہ۔ کہتے ہین کہ یہ جبرئیل سے تبلیغ رسالت مین غلطی ہوئی کہ محمد تک ہوئی علی پاس جانا چاہیے تھا۔

(۵) زیدیہ۔ محمد و علی کو خدا کہتے ہین اور بعض پنجتن پاک کو خدا کہتے ہین۔

(۶) ہشامیہ۔ اصحاب ہشامین ابی الحکم و ابن سابق الجوالیقی کہتے ہین کہ خدا کو جسم ہے۔

زراریہ۔ منسوب بہ زراری بن اُعْیَن سید نعمت اللہ کا بیان ہے کہ یہ نسبت غلط ہے زراریہ کوئی فرقہ شیعہ کا نہین ہے صرف اہل سُنت نے بہتان کیا ہے زراری اعظم شیعہ کتب رجال مین مشہور و ممدوح ہین۔

(۷) یونسیہ۔ منسوب یونس بن عبد الرحمن القمی یہ نسبت بھی غلط ہے یونس راوی معتبر شیعہ کے ہین۔

(۸) شیطانیہ۔ منسوب بہ محمد بن النعمان المُلَقّب بہ شیطان الطاق یہ نسبت مشہور کردہ اہل سنت ہے فرقہ شیعہ ان کا لقب مومن الطاق ہے۔

(۹) رزامیہ۔ اتباع رزام ہین امامت بعد علی کے محمد بن حنفیہ اور بعدہ اونکے لڑکے عبد اللہ بعدہ علی بن عبد اللہ بعدہ اونکی اولاد ابی المنصور کے قائل ہین۔

(۱۰) مفوضہ و غلاتیہ۔ اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا نے سب شی کو حضرت علی کے ہاتھ مین تفویض کیا ہے اور خود معطل ہے اور علی کو رسول اللہ پر بعض امور مین ترجیح دیتے ہین اور غابہ صوفیہ اہل سنت مین بھی ہین۔

(۱۱) بدائیہ۔ قائل مسئلہ بدا کے ہین اور یہ کوئی فرقہ شیعہ کا

نہین ہے مسئلہ بدا شیعہ مین صحیح ہے اور بعض صوفی بھی قائل ہین۔

(۱۲) نصیریہ و الحاقیہ۔ علی کو خدا کہتے ہین۔

(۱۳) اسماعیلیہ۔ انکی چند شاخین ہین اور اس فرقہ مین علماء اور سلاطین بھی ہوئے ہین اور عبیدی بھی ہین انکی فقہ نہایت خراب ہے۔ اور امامت اسماعیل بن جعفر صادق کے قائل ہین۔

(۱۴) زیدیہ۔ منسوب بہ زید شہید بن زین العابدین اس فرقہ مین راوی احادیث و متکلم و فقیہ و محدث و طبیب و منطق و فلسفی گذرے ہین اور تلامذہ معتزلہ رہے اور سب صحابہ نکرتے تھے۔

(۱۵) جارودیہ منسوب بہ ابی الجارود اور حضرت محمد باقر علیہ السلام نے اسکو شیطان فرمایا ہے اور امام منتظر اور صاحب الزمان مین نہایت اختلاف کیا ہے معتصم عباسی نے قید کیا تھا۔

(۱۶) سلیمانیہ۔ منسوب بہ سلیمان ابن جریر یہ فرقہ امامت شوری اور اجماع کا قائل ہے۔

(۱۷) ناؤوسیہ۔ کہتے تھے کہ امام جعفر صادقؑ زندہ ہین اور قائم مہدی وہی ہین اور بعض غیبت صغری کے قائل ہین اور بعض مہدی حضرت علی کو کہتے ہین۔

(۱۸) افطحیہ۔ انتقال امامت بہ عبداللہ الافطح بن جعفر صادق برادر حقیقی اسماعیل کے قائل ہین۔

(۱۹) واقفیہ- یہ فرقہ امامت تا امام موسیٰ بن جعفر قائل ہین اور منکر امامت امام رضا ہین-

(۲۰) امامیہ- جو ائمۂ اثنا عشر کو منصوص امام بحق جانے اور یہی فرقہ ناجی ہے-

(۲۱) کیسانیہ- منسوب بہ کیسان-

(۲۲) مختاریہ- منسوب بہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی-

خوارج

اس فرقہ کا شمار شاخ در شاخ ہو کر ۴۳ تک پہونچا ہے-

(۱) محکمہ- بارہ ہزار آدمی بروز تحکیم کفر علیؓ کے قائل ہوئے اور صاحب نماز و روزہ تھے-

(۲) بہسمیہ- منسوب بہیس بن الہیصم بن جابر شراب کو حلال جانتے ہین اور اکثر مسائل کلامیہ مین تابع حکماء ہین-

(۳) ازارقہ- منسوب بہ نافع الازرق مداح ابن ملجم و بکفیر عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ و عبداللہ ابن عباس قائل ہین-

(۴) نجدیہ- منسوب بہ نجدۃ بن عامر النخعی اور یہ تین فرقہ ہین-

(۵) عاذریہ- احکام فروع مین انسان معذور ہے بسبب جہالت کے اور اس فرقہ نے خروج کیا اور جہاد کیا بزعم خود-

(۶) اصفریہ- اصحاب زیاد بن الاصفر تارک قتال کی تکفیر کرتے ہین اور تقیہ کو جائز جانتے ہین-

(۷) اباضیہ- منسوب بہ عبداللہ ابن اباض نکاح مشرکین سے جائز جانتے اور علی اور اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہین اور اونکی دس شاخین ہین-

(۸) حفیصہ ابوحفص بن ابی المقدام بیان شرک و ایمان و معرفت الہا کہتے ہین-

(۹) یزیدیہ- اصحاب یزید بن ابیہ حدوث نبوت اہل عجم کے بعد خاتم المرسلین کے قائل ہین-

(۱۰) حارثیہ- اصحاب ابی الحارث الاعبض عیاد کو خالق افعال کہتے ہین-

(۱۱) عجاردہ- کہتے ہین کہ انسان تارک عبادت بارادت الٰہی ہے اور منسوب بہ عبدالرحمن الکریم تین عجردہے اور اسکی دس شاخین ہین-

(۱۲) میمونیہ- میمون بن عمران نکاح حقیقی بہائی بہن ہین اور بھتنی و نواسی و پوتا اور پوتی ہین جائز کہتے ہین- اور منکر حسن یوسف و عشق زلیخا کے ہین کہتے ہین کہ خدا کا ایسا کلام نہ ہونا چاہیے صرف یہ بطور مبالغہ اور مدح شاعرانہ اور فصیحانہ ہے

(۱۳) حمزیہ- حمزہ بن ادرک تخلید فی النار بہ نسبت اطفال کفار کے قائل ہین-

(۱۴) شعیبیہ- شعیب بن محمد مثل میمونیہ کے ہین صرف کچھہ فرق مسائل قدر مین ہے-

(۱۵) حازمیہ- حازم بن عاصم صرف امامت علی کے قائل ہین-

(۱۶) خلفیہ۔ اصحاب خلف الخارجی اور یہ خوارج کرمان کے ہین۔

(۱۷) اطرافیہ۔ اصحاب غالب کے ہین اور اصول مین اہل سُنت کے موافق ہین۔

(۱۸) معلومیہ۔ مثل حازمیہ کے ہین۔

(۱۹) مجہولیہ۔ ایضاً۔

(۲۰) صلیتیہ۔ عثمان بن ابی الصلت مثل عجاردہ کے ہین۔

(۲۱) ثعالبیہ ثعلب بن عامر ولایت اطفال نابالغان کے قائل ہین اور اسکی چار شاخین ہین۔

(۲۲) اخنسیہ۔ اصحاب اخنس بن قیس نکاح زن مسلمہ کا کفار سے جائز جانتے ہین۔

(۲۱) معبدیہ۔ معبد بن عبدالرحمن سے منسوب ہے۔

(۲۴) شیبانیہ۔ شیبان بن مسلمہ جبر افعال کی نسبت باری تعالے کے قائل ہین

(۲۵) مکرمہ۔ مکرم العجلی تارک الصلواۃ کو کافر جانتے ہین۔

(۲۶) یونسیہ یونس النجری ابلیس کو مومن باللہ کہتے ہین۔

(۲۷) عبیدیہ۔ اصحاب عبیداللہ۔ صورت خدا کے قائل ہین۔

(۲۸) عشانیہ۔ اصحاب عشان الکوفی حج غیر مقام کعبہ و مکہ کے قایل ہین اور خنزیر مذکور قرآنی غیر اسکا جو اس وقت موجود ہے کہتے ہین اور عشان تلمیذ امام ابوحنیفہ تہا۔

(۲۹) ثوبانیہ اصحاب ثوبان المرجی جو احکام فقہی خلاف عقل ہین انپر جائز نہین۔

(۳۰) تجاریہ- انکے تین فرقہ ہین-

(۳۱) برغوثیہ- جسمیت اور عرضیت قرآن کے قائل ہین-

(۳۲) زعفرانیہ- تکفیر قائل قرآن مخلوق ہونے کے ہین-

(۳۳) مستدرکہ- قریب بہ زعفرانیہ ہین-

(۳۴) جبریہ- مشہور جہمیہ منسوب بہ جہم بن صفوان الترمذی جبر میان افعال الٰہی کے قائل ہین-

(۳۵) مشبہہ- مشبہ شیعہ مین سبائیہ منسوب بہ عبداللہ بن سبا یہودی قائل خدائے علی وسبائیہ مذکورہ و مشبہ اہل سنت مین کرامیہ منسوب بہ ابی عبداللہ محمد ابن کرام-

اہل سُنت

(۱) اشعری- منسوب بہ ابی الحسن اشعری تلمیذ ابی علی جبائی معتزلی ہین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی مشہور ہین اور اہل سُنت چارون کو واحد تصور کرتے ہین- اور سید نعمت اللہ نے انوار النعمانیہ مین اختلاف اصول دین ائمہ اربعہ کے ملحض کیے ہین کہ چارون چار فرقہ ہین- اس لیے کہ ائمہ اربعہ کا زمانہ قبل اشعری کے ہے-

فرقہ ہاے صوفیہ اہل سُنت

(۱) نقشبندیہ اولیہ- منسوب خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند المتوفی
سنہ ۷۹۱ ہجری-

(۲) نقشبندیہ متصلہ- منسوب بہ جنید بغدادی المتوفی
سنہ ۲۹۸ ہجری- و ابوبکر شبلی المتوفی سنہ ۳۳۴ھ-

(۳) قادریہ- منسوب بہ شیخ عبد القادر جیلانی الحنبلی البغدادی
المتوفی سنہ ۵۶۱ھ-

(۴) چشتیہ- منسوب بہ خواجہ ابی اسحاق شامی چشت
لاعیلم-

(۵) چشتیہ- نظامیہ- منسوب بہ نظام دہلوی المتوفی
سنہ ۷۲۵ ہجری-

(۶) سہروردیہ- منسوب بہ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی المتوفی
سنہ ۵۶۳ ہجری

(۷) کبرویہ- منسوب بہ شیخ نجم الدین کبری المتوفی
سنہ ۶۶۹ ہجری-

(۸) قادریہ بعد شبلی منسوب بہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی
المتوفی سنہ ۵۶۱ھ

(۹) مداریہ- منسوب بہ بدیع الدین شاہ مدار المتوفی
سنہ ۸۴۰ ہجری-

(۱۰) قلندریہ- منسوب بہ سید نجم الدین قلندر بن نظام الدین

غزنوی۔
یہ فہرست کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین سے نقل کی گئی۔ مگر متقدمین
نے اسلامی فرقون کے حالات خلط مبحث کر دیے ہین کہ بعض فرقون
کے ظہور اور خروج کے حالات سمجھ مین نہین آتے۔ اول اول دو فرقون
کا ظہور ہوا تہا۔ ایک شیعہ دوسرے سُنّی جیسا کہ کتاب ہذا کے کسی باب مین
مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ بعدہ خارجی پیدا ہو گئے اون ہر سہ فرقون کی
پیدائش کا سبب تصفیہ خلافت تہا۔ خارجی خلیفہ اول اور دوم کو تسلیم کرتے
ہین اور خلیفہ ثالث اور رابع کے منکر ہین اور کل خلفاء کی خلافت کو
تسلیم نہین کرتے اور نہ حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد کو مانتے ہین۔
معتزلہ فرقہ اہل سُنت مین شامل ہو سکتا ہے مگر اوسکو علحدہ لکھا گیا ہے
اس فرقہ سے جب کسی معتزلی نے مذہب شیعہ اختیار کیا تو اوسکو
شیعہ معتزلی کہا گیا۔ رفتہ رفتہ جب انہین فرقون سے اور فرقہ پیدا
ہوتے گئے تو اون مین اکثر مسائل فقہ کے اختلاف سے پیدا ہوتے
ہین۔ مثلاً اہل سُنت کے فرقون مین فقہی احکام مین اختلاف ہے۔ لیکن
خلفاء کے تسلیم کرنے والے سب ہین برخلاف شیعون کے کہ ان مین
باہمی امامت سے انکار کیا گیا ہے۔ لیکن فرقہ اثنا عشریہ ایک فرقہ
ایسا ہے کہ وہ بارہ امامون کا قائل ہے اور شیعون کے فرقہ عجیب و
غریب اعتقاد رکھتے ہین۔ ان فرقون کے علاوہ وہابیون اور
سفید پوش ملحدون کا فرقہ پیدا ہوا تہا اور جونوری مہدی کے پیرو

اب تک حیدرآباد دکن مین موجود ہین۔ اور ایران مین بابیون کا فرقہ ہے
جو ہمیشہ متہم بالتقیت بنا کرتے ہین۔

دُنیا مین کل مسلمانون کا شمار سترہ اٹھارہ کرور سے زیادہ
نہین ہے اس شمار مین کل فرقہ اسلام شامل ہین۔ مسٹر بلنٹ صاحب
کی کتاب فیوچر آف اسلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیڑھ
کرور شیعون کی تعداد دُنیا مین ہے۔ دس لاکھ عراق مین عرب
شیعہ رہتے ہین۔ اور کسی قدر آبادی شیعون کی شام اور افغانستان
مین ہے۔ اور پچاس لاکھ ہندوستان مین ہین۔ ایک قلیل جماعت
نواح مدینہ مین اب تک قائم ہے ملک مغرب کے اکثر بڑے بڑے
شہرون مین چند شیعہ پائے جاتے ہین۔ چالیس لاکھ
تعداد خوارج کی ہے اب یہ عمان اور زنجبار مین پائے
جاتے ہین اور امام مسقط کا یہی مسلک ہے۔ یمن مین
زیدیہ کا فرقہ ہے۔ چند سال گذرے کہ اوس وقت تک
یہ فرقہ بہ سرگردہی ائمہ صفا کے خودمختار تھا قدیم الایام
مین قبل اس کے کہ ترکون نے عرب کو اول مرتبہ فتح کیا
تھا۔ ان امامون کو حجاز مین پوری طاقت اور قوت
تھی اور بعد زوال خلافت بغداد کے اونھون نے حامی الحرمین
کا لقب اختیار کیا تھا۔ لیکن اب صفا ترکون کے قبضہ
مین ہے اور عہدہ امامت معرض التوا مین ہے۔ فرقہ

زیدیہ کے لوگ بیس لاکھ سے شاید ہی کچھ زیادہ ہون۔ فرقہ زیدیہ کے پیرو سواے اون خاص ملکون کے اور کہین نہین ہین۔ نصیری فرقہ کے لوگ افغانستان اور کوہ ہندوکش کے اوس جانب کثرت سے سکونت پذیر ہین اور اسماعیلی فرقہ بمبئی اور دیگر مقامات مین تجارت کرتا ہوا پایا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے شافعی اور مالکی اور حنبلی اور حنفی افریقیہ اور یورپ اور عرب اور وسط ایشیا اور افغانستان مین بہ کثرت پائے جاتے ہین۔

ایران مین شیعہ اثنا عشری کی حکومت اور آبادی کثرت سے ہے۔ ایشیائی فرقے سے اسلام کو جو صدمہ پہونچا وہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ لیکن جب سے یورپ کا سیلاب دُنیا مین پھیلا ہے ان کی پولیٹکل طاقت کو زوال آگیا ہے اور اگر اس زمانہ مین بھی یہ مذہبی اور ملکی اتحاد پیدا نہ کرینگے تو للتبیہ مسلمانون کی حکومتون کی کیا چیز نظر نہین آتی ہے۔

انگریزون کو حکومت مین جو مذہبی آزادی ہر فرقہ کی حاصل ہے وہ بڑی قابل قدر ہے ورنہ اس سے قبل مسلمانون کی حکومت مین جب سُنیون کی

حکومت ہوتی تھی تو شیعون پر ظلم کیے جاتے تھے اور
علے ہذا شیعون کی حکومت مین سُنیون کا یہی حال تھا
یہ ظلم و جبر مذہبی اب نام کو نہین ہے۔ فقط

تقریظ کتاب حقایق المذاہب

یہ کتاب تاریخ کے پیرایہ مین تصنیف کیگئی ہے اور مصنف نے مذہبی مباحثات سے بالکل اجتناب کیا ہے مصنف کی مورخانہ قابلیت اور اعلیٰ لیاقت کے مدّاح ہین کہ اونسنے اس زمانہ مین ایک ایسی کتاب تصنیف کی جس سے کہ کل اسلامی فرقون کا حال مجمل اور مشرح دریافت ہوگیا اگر مباحثہ کی حیثیت سے اس کتاب کی تکمیل کیجاتی تو اوسکی وقعت معمولی کتابون سے بڑھکر نہوتی مگر اس کتاب مین یکطرفہ اور متعصبانہ خیالات سے پرہیز کیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذہبی مباحثون کے جزو اعظم ہورہے ہین پس بلحاظ وقعات تاریخ اور باعتبار تاریخی واقعات کے نتایج پیدا کرنیکی یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

یہ امر نہایت درست اور صحیح ہے کہ عہد نبوی مین کفر اور اسلام مین جھگڑا تھا باہمی منافشات سے اسلام پاک تھا مگر بعد وفات حضرت نبی آخر الزمان کے اِس تفریق کا آغاز ہوا اور انجام اوسکا یہ تھا کہ میدان جنگ صفین مین اوس قضیۂ خلافت سے دو عظیم گروہ اسلامی تھے اور شیعہ پیدا ہوگئے تھے۔ اِس کتاب کے مصنف نے اسی حقیقت کو ظاہر کیا ہے اور جہان تک ہمنے تحقیقات کی ہے اِسی کو درست اور ٹھیک پایا ہے باقی لاعلمی سے قیاسی اور خیالی دعوے ان دو فرقون سے ہر فرقہ اپنی بزرگی اور فضیلت کی ثبوت کیواسطے کرتا رہتا ہے کہ اونمین سے ایک کا ظہور عہد نبوی ہی مین ہو چکا تھا۔

عالی خیال مصنف نے تیسرے فرقہ خارجی کا تذکرہ کیا ہے درحقیقت فرقہ

بھی اوسی جنگ صفین کے دوران مین قضیہ خلافت کیوجہ سے ظہور پذیر ہوا تھا
اور پھر ان فرق ثلاثہ کے پیشواؤن کی حقیقت اور اِنکے ظہور اور خروج کے
اسباب اور وجوہ کو مشرح طور پر بغایت شایستہ الفاظ مین ظاہر کیا ہے اور
ثابت کر دیا ہے کہ یہ فرقہ بھی سُنی فرقہ کی ایک شاخ ہے کیونکہ اِسکا اعتقاد اول
اور دوم خلافت تک محدود ہے اور خلافت ثالث اور رابع سے وہ فرقہ
منکر ہے اور امیر شام کو بھی تسلیم نہین کرتا ہرچند کہ جنگ نہروان مین خوارج کا
فرقہ نیست ونابود ہو گیا تھا مگر چند اشخاص جو باقی رہ گئے تھے اونکی نسل اِس زمانہ
تک عرب مین موجود ہے اور حج کے زمانہ مین جب وہ دیکھنے مین آتے ہین
تو تہجد گذار اور عابد معلوم ہوتے ہین۔

درحقیقت یہ کتاب فرقہ شیعہ کی تاریخ اور دیگر فرق اسلامیہ کے حالات
کا مجموعہ ہے مصنف کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے طریقے
حالات کو ظاہر کرے اور ثابت کرے کہ اِس تفریق سے اسلام کو کیا اور
کیونکر صدمہ پہونچا ہے ہمارا خیال ہے کہ جسم اسلام کو جب آفت اسلامی سے
پارہ پارہ کر دیا تو اسلام کی مجموعی طاقت اور قوت مین انتشار کا پیدا ہونا
لازم تھا اوس پراگندہ طاقت کو جبکہ اسلام از سر نو متفق اور مرکب کر سکا
تو انسانی جماعتون سے کیا ہو سکتا تھا مختلف فرقون کے بحث ومباحثہ نے
نفسانیت اور تعصب کو بڑھا دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ حق وباطل مین امتیاز
دشوار ہو گیا مصنف نے قطع نظر مذہبی مباحثات کے صرف تاریخ کو پیش کر کے
ثبوت کے ساتھ ظاہر کیا کہ صرف تاریخ ہی سے حق وباطل کا محاکمہ ہو سکتا ہے

نہ کہ بحث و مباحثہ کی کتابون سے جو اثبات اور انکشاف حق کیواسطے نہین ہین
بلکہ مناظرہ اور مباحثہ کے خلاف مجادلہ کے نتائج سے مالامال ہین۔
اگر مصنف کو مُلکی معالات مین کامل دستگاہ اور مذاق نہوتا ہرگز امامت
اور خلافت مین امتیاز نہین کرسکتا تھا اور نہ عربون کے عادات کے متعلق بحث
ہوسکتی تھی مصنف نے نہایت خوبی سے وہ فرق ظاہر کیا ہے جو امامت اور
خلافت مین ہے اور عربون کے تبدیل شدہ عادات اور حالات سے جو نتیجے
اُنکی مقاصد کے متعلق پیدا ہوا کیے ہین اونکو ظاہر کیا ہے۔
علاوہ اور مقاصد کے جنپر نہایت روشن دماغی اور قابلیت سے بحث
کی گئی ہے مصنف نے اون مظالم اور تعدیات کا ذکر کیا ہے جو فرقہ شیعہ پر
مختلف صدیون مین کیے گئے ہین۔ اس تذکرہ سے نتیجہ نکالا ہے کہ مذہب حقہ
کی صداقت اور اعلی الشان یہی ہے کہ اوسپر ظلم اسقدر ہو کہ وہ فنا اور عدم کے
درجہ پر پہونچ جائے مگر تائید ایزدی اور قدرتی صداقتون کے اثر سے قایم رہے
اور اوسکا نشو و نما ہوتا چلا جائے یہی حال فرقہ شیعہ کا جابر آل اُمیّہ اور ستم پیشہ
آل عباس اور دیگر شاہون کے عہد مین رہا کہ وہ مُدّتون ظلم و جفا کا متحمل رہا
مگر انگور کی بیل کی طرح کہ جسقدر وہ کاٹی اور چھانٹی جاتی ہے بڑھتی چلی جاتی ہے
یہ فرقہ بھی دنیا مین پھیلتا رہا اور اوسکا لہلہاتا ہوا سبزہ قدرتی معجز نمایون کا منظر
آج تک سمجھا جاتا ہے۔ عرب اور عجم اور تاتار اور اسپین مین فرقہ شیعہ کی
رفتار کا حال لکھا ہے اور ہندوستان مین جس طریق سے اس فرقہ نے
اشاعت پائی ہے اوسکو بخوف طوالت مجمل طور پر ظاہر کیا ہے ہمکو تاریخ سے

دریافت ہوا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے حملہ آوری کے زمانہ مین اسمٰعیلی
شیعون کا اقتدار ملتان مین تھا مگر اوس بادشاہ نے جیسا کہ مستند تاریخ طبقات
اکبری سے معلوم ہوتا ہے اونکو اوس مُلک کی حکومت ہی سے محروم نہ کر دیا
تھا بلکہ اونکے ہاتھ اور پاؤن قلم کرڈالے تھے اور اس ایذا اور تکلیف سے
اونکو مع اونکے زن وبچہ کے قتل کرادیا تھا عہد فیروزشاہ تغلق مین ایک دستور العمل
انتظام جاری ہوا تھا جسکی ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ شیعہ اسماعلیہ یا اور شیعہ کوئی
کتاب مذہبی نہ لکھنے پائین اور جو لکھی ہین وہ جلادی جائین - یہ سچ ہے کہ ہمایون
بادشاہ نے ایران کے واپسی کے بعد اوس وعدہ کے بموجب جو شاہ طہماسپ
صفوی سے کیا تھا مذہب امامیہ کو ہندوستان مین رواج دیا تھا مگر یہ
صحیح نہین ہے کہ زمانہ ہمایون مین اس مذہب کی بنیاد قایم ہوئی تھی کیونکہ
ہمایون بلکہ صاحبقران سے پیشتر یہ مذہب رائج تھا اور قصبات وغیرہ مین
شیعہ سادات کی آبادی ہوچکی تھی دکن اور کشمیر مین شیعون کا اقتدار تھا جبکہ
ایران مین صفویہ خاندان کی حکومت قایم تھی تو ہندوستان مین قزلباش
جو اوس زمانہ مین سُرخ کلاہ مشہور تھے سفارت لیکر برہانپور وغیرہ مین آتے
تھے مگر اونکی تحقیر اور رہتک بوجہ مذہبی تعصب کے درباروں مین سمجھی جاتی تھی
مختلف خلافتون کا مختصر حال لکھکر اور نتایج پیدا کر کے مصنف نے
ثابت کیا ہے کہ مذہبی پیشواؤن اور ہادیون کی تعلیم کس رنگ ڈھنگ
کی تھی اور زبردست دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ مذہب وہی حق بجانب ہے
جسکے پیشوا اور ہادی کا دوران حیات ناجائز دنیوی ہوا وہوس کی آلایش

سے پاک و مصفا ہو منصف کا یہ خیال نہایت سچا ہے کہ شیعون کو اپنے
مقابل کا فرقون کی حکومت مین کبھی ایسی آرام و اسایش حاصل نہین ہوئی
جیسی کہ برٹش گورنمنٹ کے زمانہ مین حاصل ہے۔ واقعی جب اسلام فرقون
مین تقسیم ہوگیا اور شیعون کو حکومت کا موقع ملا تو اونھون نے کسی فرقہ کو مجبور
اور ضعیف کر رکھا تھا اور شیعون پر تو ایسا ظلم و جبر ہوا کہ حیطہ بیان سے
خارج ہے مگر گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے عہد مین اونکو مذہبی آزادی
حاصل ہے یہہ پانچوین کتاب ہے جسکو کہ مصنف نے نہایت قابلیت اور لیاقت
سے لکھا ہے اور اس سے پیشتر چار تصنیفات مصنف کی اور مشہور اور معروف
ہین۔ اول۔ اسلام و مسلمانان۔ دوئم۔ اسلام کا عدالتی و ملکی انصاف۔
سوئم برکات الاسلام۔ چہارم۔ روس و انگلستان۔ آخر الذکر کتاب
پولیٹیکل مقاصد کے متعلق لکھی گئی تھی اور یہان تک اوسکی شہرت ہوئی کہ
شاہ جمجاہ ایران اور امیر عبد الرحمن خان امیر افغانستان نے معرفت اپنے
ایجنٹ اور سفیر کے مصنف سے طلب کرکے ملاحظہ فرمایا تھا حضور لارڈ
لیسڈون گورنر جنرل کشور ہندوستان اور سابق لفٹننٹ گورنران احاطہ
پنجاب ممالک مغربی و شمالی اور اودہ نے اوسکو نہایت ہی پسند کیا تھا اور
مسٹر ویمبری سیاح وسط ایشیا نے جنکو حضور سلطان روم سے رشید
افندی کا خطاب ملا ہے اس کتاب کو بوداپست واقع اسٹریا سے
طلب کیا منجملہ چٹھیو ن کے جو مصنف کے پاس موجود ہین ذیل مین
دو چٹھیان درج کیجاتی ہین ایک حضور لفٹننٹ گورنر پنجاب اور دوسری

مسٹر ڈیمیری کی حضور لفٹننٹ گورنر پنجاب نے کتاب روس و انگلستان کی نہایت ہی درجہ تعریف و توصیف فرمائی اور ہم اس قدردانی اور تعریف پر جہان تک فخر و مباہات کرین بجانب کیونکہ پولیٹکل معاملات حد سے زیادہ دشوار اور پیچیدہ ہوتے ہین اور پھر قلم فرسائی ہر شخص کا کام نہین ہے۔ اور ہندوستان مین تو ابھی اسکا مذاق ہی اچھی طرح سے نہین پیدا ہوا ہے مگر مصنف کی پولیٹکل قابلیت لایق داد اور قابل صاد ہے کہ اوسکی کتاب روس و انگلستان کی ایک فاضل اور عالم انگریز نے تعریف کی جو پنجاب مین اعلیٰ افسر حکمران تھا۔

ترجمہ چھٹی حضور لفٹننٹ گورنر پنجاب

بخدمت مولوی سید محمد حسین صاحب ایڈیٹر کوہ نور لاہور

مصنف روس و انگلستان

دفتر صاحب انڈر سکریٹری گورنمنٹ پنجاب سررشتہ تعلیم

شملہ ۹ - جولائی ۱۸۹۰ع

جناب من - مجھ سے ہز آنر حضور لفٹننٹ گورنر نے خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ مین آپ کی چھٹی مورخہ ۱۰ - ماہ گذشتہ کی جو صاحب پرایوٹ سکریٹری کے نام کی تھی مع ایک جلد کتاب موسومہ روس و انگلستان کے موصولی کا اعتراف کرون -

مجھے آپ کی کتاب کیواسطے جو لیاقت اور قابلیت کے ساتھ لکھی گئی ہے شکریہ ادا کرنے اور یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ ہز آنر آپکی لیاقت کے جو آپ نے اسمین ظاہر کی ہے اور اون نیک مقاصد کے کامل

طور پر مداح ہین جن سے آپ کو اسکے تصنیف کرنیکی تحریص ہوتی ہے فقط

آپکا خادم ڈبلیو آر ایم ہالرایڈ۔

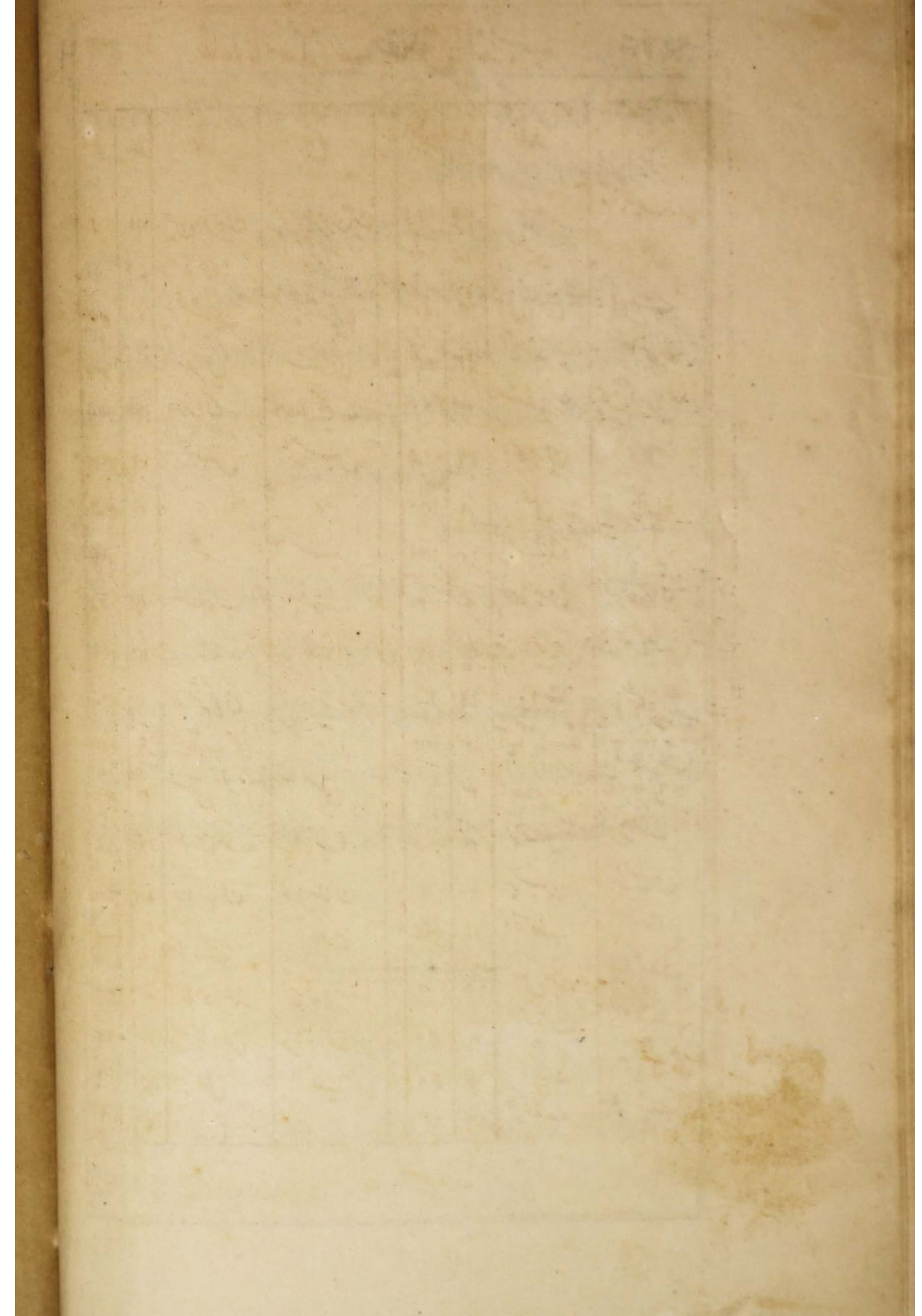
ترجمہ چھٹی مسٹر اے دیمیری صاحب

مورخہ ۸۔جون ۱۹۰۹ء از مقام بودھاپسٹ یورپ

جناب من۔ آپ کا خط مورخہ ۲۰- اپریل مجکو پہونچا مگر کتاب نہین پہونچی جسکی کہ مجکو نہایت خواہش ہے کیونکہ بہت سے فوائد متعلقہ ہند سے مجکو دلچسپی ہے اور وہ اوس کتاب سے دریافت ہو سکتے ہین۔

اے دیمیری رشید اقتدارے۔

علاوہ اسکے پنجاب کے معزز اور ممتاز اخبار انگریزی سول و ملیٹری گزٹ نے خاص اسی کتاب کے متعلق نہایت ہی عمدہ ریویو کیا ہے پس جبکہ مصنف کی تصنیفات کا یہ مرتبہ اعلی التسلیم کیا گیا ہے تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ پانچوین نایاب اور نادر کتاب جسکی نہایت ضرورت تھی کیونکر مقبول اور پسند معظم طبقہ اہل اسلام کو نہ ہوگی۔ فقط سید امجد حسین رئیس نوبستہ واقع لکھنو۔



غلط نامہ کتاب حقائق المذاہب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۱	جن عربون	جن عربون مین	۱۸۱	۱۹	نیک	تک
۱۱	۱۹	نوی	نوی	۱۸۲	۱۷	الیسی	اسی
۲۴	۱۶	المجتہدین	المجتہدین	۱۸۳	۳	فی الصی	فی الصبے
۳۲	۱۲	سرین	سرمن	۱۸۴	۱۲	معتبر	مبتحر
۳۹	۱۳	الصالیک	الصعالیک	۱۸۴	۱۶	مستنفربانبعد	مستنصر بالله
۴۴	۱۹	پرجس	نرجس	۱۸۵	۱۹	اکابرین	اکابر
۴۵	۷	〃	〃	۱۸۸	۸	علی	حلّی
۴۶	۱	شہر	سبز	۱۸۹	۱۸	باشندہ	امراد
۴۷	۹	منصوب	منسوب	۲	۷	عذنان	عدنانی
۴۹	۳	تہا	نہ تہا	۱۵	۱۷	نہ	یہ
۵۷	۱	اعثم کوفی	اور اعثمؔ	۳۱	۱۶	ایادت	عیادت
۶۱	۹	یعقوب علی	+	۳۳	۱۳	آپ کہاسے	آپ نے کہاسے
۷۶	۴	منتی	مبنی	۴	۳	الصالیک	الصعالیک
۸۷	۱۳	اجنار	اخبار	۴۵	۴	برجس	نرجس
۹۰	۱۶	دانغان	دامغان	〃	۱۰	برجس	نرجس
۱۰۶	۱	الحریر	الہریر	۴۷	۱۱	مقتضد	معتضد
۱۶۰	۷	لاخوافنا	لاخوانا	〃	۱۷	اہل ہند	اہل سُنت
۱۶۶	۸	مراۃ الجنا	مراۃ الجنان	۵۷	۷	تقیقت	حقیقت
۱۷۱	۱۵	علی	علیہ	۵۸	۱۱	کرنے	کرنے کے
۱۷۸	۱۱	ام		۶۳	۱۶	توکتب	تو ثبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۸	جانب	جانب سے
۸۹	۲	ناثر	تاثر
〃	۹و۱۰	پناہ گاہ پناہ گاہوں	حدحد وو
۱۰۱	۹	الحریر	الریر
۱۰۹	۷	وماغی	دفاعی
۱۶۵	۷	سبقون	سبقونان
۱۶۶	۱۳	ان ترفغفک	اثار ففناک
۱۷۰	۱۰	گر	مگر
۱۸۱	۱۰	جرز	جذر
۱۸۳	۳	اطلار کانی خفیہ دیا سیا	املار کابی نقشا وہ دہ بیاگ
〃	۴	النصبا	النبیا
۱۸۴	۵	جہاز	جہاد
۱۸۵	〃	ستغفر	متنفر
۱۸۶	۴	کرلیے	کرلیے جائین
۱۸۸	۱۱	میلکان	میلکام
۱۸۹	۱۵	ممبر جرل	ممبر جنرل
۳	۵	کیا	گیے
۱۹	۱۲	قاصر	تاجر
۳۲	۱۱	کہ کچہ	+
۳۹	۱۱	ببیات	بجیات
۴۰	۹	مریض	مرض
۴۵	۵	مین	ہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۱۸	شہر	سبز
۴۷	۷	متقفد	معتضد
۴۸	۱۱	منظہر	مطہر
۵۶	۱۵	سنت	اہل سُنت
۵۸	۱۰	بہی ایک	ایک
۶۴	۹	کہ	+
۷۶	۱۳	متقی	منہی
۸۹	۴	عزیز	عزیز
۱۰۵	۱۸	صفین	صفین مین
۱۴۵	۱۹	امام باقر	امام محمد باقر
۱۶۶	۱۶	رافظ	رافضی
۱۶۴	۶	اکابرین	اکابر
۱۸۱	۱	نہوتی	ہوتی
〃	۱۰	خیانت	جانب
۱۸۳	۳	البخبا	البخبا
〃	۴	بہی	لیتے
۱۸۴	۵	جہازی	جہادی
۱۸۵	۱۵	حقیقت	حقیت
۱۸۶	۱۳	بیل	بیل کی
۱۸۹	۱۵	نادرشاہ تاریخ	تاریخ
۱۹۰	۲	ایران	ایرانی
〃	۵	چیزین	چیزین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۱۶	متفق	متعفن
۱۹۱	۱	یہ ترک	پہر
〃	〃	ناچاری	تھا چاری
〃	۶	بھیجنے	بھمنی
〃	۵	قتل	قبل
〃	۱۰	ایا تھا	لیا تھا
〃	۱۷	قرامطیہ	قرامطہ
۱۹۲	۱۱	خرامطہ	قرامطہ
〃	۱۳	یہ اذنکی	پہر اذنکی
〃	۱۵	مکرنت مین حرفا کئے	امیر۲ن کابل
〃	۱۶	امیر اس مین حاکم	حاکم
۱۹۵	۸	ملاکو	ہلاکو
۲۰۱	۱۲	قبر	چتر
۲۰۲	۱۰	ساری رجگون	سالار جنگیون
۲۰۴	۱۹	مین	بن
۲۰۵	۶	جاخطیہ	جاحطیہ
۲۰۷	۸	منطق	منطقی
۲۰۹	۹	تین	بن
۲۱۰	۱۲	جر	جبر
۲۱۱	۷	سبیانیہ	سبائیہ
۲۱۳	۱	دہا میون	با بیون
۲۱۴	۱۴	صفا	صفا
۲۱۵	۱۴	ایشیائی فرقے	اسلامی فرقون
〃	۱۷	کو	کی
۲۱۸	۱۲	حقیقت	حقیت
〃	۱۳	آفت	اُمت
۲۱۹	۶	تبدیل	تبدل
۲۲۰	۶	انتظام	انتظامی
۲۲۱	۲	متقابل کا	متقابل
۲۲۲	۳	بجانب	بجاے
۱۹۰	۵	ناپاک	نایاب
〃	۱۷	نظامیہ کا موقع	مظالم کا ذکر
۱۹۱	۲	ترکنان	ترکستان
〃	۴	موتہ	اقتدار
〃	۴	مذہب حکمتون	مذہبی حکومتون
〃	۱۲	معینہ	مغلیہ
〃	۱۶	حملون قبل ازیں	حملون کے قبل
۱۹۲	۹	صمقویہ	صفویہ نے
〃	۱۳	شیعہ ہوچکا تھا	شیعہ کا خاتمہ ہوچکا تھا
〃	۱۵	ہزارے مین	ہزارہ کے
〃	〃	شیعہ	شیعہ پر
۱۸۵	۶	ہلاکر	ہلاکو
۲۰۱	۸	بریا خان	بیرم خان
〃	۱۴	〃	〃

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۲	۱۸	نشان	الشان
۲۰۴	۱۷	تهین	بن
۲۰۵	۱۹	ہوئی	پہونچے
۲۰۶	۶	ہین	بن
۲۰۹	۱۱	ہین	مین
۲۱۰	۱۹	نقی	فقہی
۲۱۳	۱۹	جونیوری	جونپوری
۲۱۴	۲	بالقیت	بالغیب
۱۸۱ و ۱۹۲		شیعہ	شیوہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۴	۱۸	صفا	صفحا
۲۱۵	۱۶	کیا چیز	ہستی
۲۱۷	۱۷	بنوت	ثبوت
۲۱۸	۱۱	طرایقے	تفریقی
؍؍	۱۳	سے	سنے
۲۱۹	۱۳	سمجھاتا	سمجھا
۲۲۰	۱۵	سمجھی	کی
۲۲۱	۴	کسی	کشتی

